

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

و علیٰ عیبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ فَصَّرْنَاكَ اللَّهُ بَدْرًا وَأَنْتُمْ أَوْلَىٰ

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

ناشرین: قریشی محمد فضل اللہ - منسورا احمد

Weekly **BADR** Qadian

Postal Reg. No.

PB/0154/2003 To 2005

بدر

ہفت روزہ

قادیان

دھیت نمبر

جلد

53

شمارہ

51/52

شرح چندہ

سالانہ - 2007 روپے

برقی ممالک بذریعہ برقی ڈاک

20 پونڈ یا 40 ڈالرز امریکن

بذریعہ برقی ڈاک

10 پونڈ یا 20 ڈالرز امریکن

جاری 8/15 ذی القعدہ 1425 ہجری

21/28 مئی 1383 شمسی 21/28 دسمبر 2004ء

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا پورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت سمجھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔“ {حضرت مسیح موعود علیہ السلام} (الوصیت صفحہ 9-8)



شبہ مبارک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام آپ نے مورخہ 20 دسمبر 1905ء کو رسالہ ”الوصیت“ کے ذریعہ عظیم الشان نظام دھیت کا اعلان فرمایا۔ حضور اقدس کی تصویر کے ساتھ پانچوں خلفاء عظام کی شبہ مبارک جو اپنے اپنے دور میں علیر داران نظام دھیت تھے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سو سال بعد اس مبارک نظام میں احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک فرمائی ہے۔



”مجھے ایک جگہ دکھائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر پہنچ کر اس نے مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ قیمتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔“

(الوصیت صفحہ 19)

بہشتی مقبرہ میں داخلے کا ایک منظر بائیں طرف مزار مبارک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی چار دیواری کا گیٹ سٹیئرنگ میں

بہشتی مقبرہ کے بعض مقدس مقامات



مقامِ کبریا حضرت علیؑ کے قبرستان ہے جس میں حضرت اقدس سیدنا نور الدین علیؑ کی قبر
قبرستانِ کبریا کی ایک شاخ ہے اور امام شافعیؒ کے قبرستان ہے۔



سیدنا حضرت اقدس سیدنا محمدؐ کا دروازہ 26 مئی 1908ء کو لاہور میں ہوا۔ جہاں سے آپؐ جبرائیلؑ کا بیان لایا
گیا اور اس کو (مکانِ حضرت لئساں جان) میں رکھا گیا۔ جہاں پر صحابہؓ نے آپؐ کے چہرہ مبارک کا دیوار کیا۔



مخصوص چار دیواری جس میں سیدنا حضرت اقدس حضرت سیدنا محمدؐ کا موعود علیہ السلام اور
خاندانِ حضرت سیدنا محمدؐ کے علاوہ بعض جبرائیلؑ کے قبرستان ہیں۔



جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ کا دیان جہاں حضرت مولانا نور الدین علیؑ کی قبر ہے۔ حضرت اقدس سیدنا محمدؐ کا
جنازہ پڑھا اور اب یہاں پر موصیٰ احباب کا جنازہ پڑھا یا جاتا ہے۔



شاہ نشین بہشتی مقبرہ میں سیدنا مبارک جگہ ہے جہاں سیدنا حضرت اقدس سیدنا
موعودؑ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما ہوتے اور چاروں طرف سے مشرق ہوتی۔



مزار مبارک سیدنا حضرت اقدس سیدنا محمدؐ علیہ السلام آپ کے دائیں طرف سیدنا حضرت علیؑ کی قبر ہے
دو طرف ہیں جگہ بائیں طرف حضرت امام حسینؑ کی قبر ہے جہاں تک مصلحت توفیق کے لئے جگہ مخصوص ہے۔



باغ بہشتی مقبرہ میں شاہ نشین کا ایک منظر: اس باغ میں سیدنا حضرت اقدس سیدنا محمدؐ علیہ السلام
1905ء کے زلزلہ کے وقت اپنے صحابہ کے ساتھ چند یا کم پہلے فرسٹ ہوئے تھے۔



شاہ نشین کا اندرونی منظر: درمیان والی جگہ پر حضور روضہ افروز ہوتے تھے۔

اپنے رب کی مغفرت اور اس کی جنت کی طرف دوڑ جس کی وسعت آسمانوں اور زمین پر محیط ہے وہ متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے

ارشاد باری تعالیٰ

والله يدعو الى الجنة والمغفرة باذنه وبين اياته الناس يتذكرون (بقرہ ۲۲۱)
ترجمہ: اور اللہ اپنے اذن سے (تمہیں) جنت کی طرف اور بخشش کی طرف بار بارے اور وہ لوگوں کے لئے اپنے نشانات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت چکریں
والذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك اصحاب الجنة هم فيها خالدون (بقرہ ۸۲)
ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بنالائے یہی ہیں جو اہل جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

واطيعوا الله والرسول لعلكم ترحمون و سارعوا الى مغفرة من ربكم و جنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين الذين ينفقون في السراء والضراء والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين اولئك جزاء هم مغفرة من ربهم جنت تجري من تحتها الانهار خلد فيها و نعم اجر العملين

ترجمہ: اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم رحم کے جاؤ اور اپنے رب کی مغفرت اور ان کی جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین پر محیط ہے وہ متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے یعنی وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ بسبب وہ لوگ ہیں جن کی ۱۱۱ کرب کی طرف سے مغفرت ہے اور ان کی جنت ہیں جس کے دامن میں ہمیشہ جنت ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں اور عمل کرنے والوں کا کیا اچھا اجر ہے۔

والزفت الجنة للمتقين غير بعيد هذا ما توعدون لكل اواب حفيظ
ترجمہ: اور جب جنت متقیوں کی خاطر قریب کر دی جائے گی کچھ دور نہ ہوگی یہ ہے وہ جس کا تم وعدہ دئے جاتے ہو ہر رجوع کرنے والے نگران رہنے والے کی خاطر

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال دلی علی عمل اذا عملتہ دخلت الجنة قال عبد اللہ ولا تشرب کبہ شینا و تقيموا الصلوة المکوبة و تودی الزکوة المفروضة و تصوم رمضان قال و الذی نفسی بیدہ لا یزید علی ہذا شینا ولا انقص منه فلما ولی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی ہذا (متفق علیہ)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ بہت تجوڑے دن رہ گئے ہیں اور فرمایا کہ تمام حوادث اور کائنات قدرت دکھانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حادثہ پڑیں اور کچھ کائنات قدرت ظاہر ہوں تاکہ دنیا ایک انقلاب کیلئے ظاہر ہو جائے اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو۔ اور مجھے ایک جگہ دکھائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکیں گی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بھی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو نبی ہیں تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کیلئے ایک قطعر زمین قبرستان کی غرض سے خرید جائے۔ لیکن چونکہ موقع کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء رہی۔ اب انور محمد مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر جی الٹی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کیلئے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو نبی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواہ گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کیلئے ہو گئے اور پاک تہذیب اپنے انوار پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین۔ پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اسے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنایا جوں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اس نے کہا مجھے ایک ایسا نمل بتاؤ جب میں اسے کروں تو اس کے نتیجہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ فرض نماز پڑھا اور فرض زکوٰۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے بعد میں میری جان سے نہ میں اس پر کچھ زیادتی کروں گا اور اس سے کم کروں گا پس جب وہ واپس لوٹا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ ایک سختی آدمی کو دیکھے وہ اس کی طرف دیکھے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السخی قریب من اللہ تعالیٰ قریب من الناس قریب من الجنة بعید من النار و البخیل بعید من اللہ تعالیٰ بعید من الناس بعید من الجنة قریب من النار و الجاہل السخی احب الی اللہ تعالیٰ من العابد البخیل۔ (قتیسر بہ الجود و السخاء)

ترجمہ: حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور جنت کے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دور ہوتا ہے اس کے برعکس بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے لوگوں سے دور ہوتا ہے جنت سے دور ہوتا ہے لیکن دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ انہو جتنی بخیل عابدے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الصدقة اعظم اجرا قال ان تصدق و انت صحيح تخشی الفقیر و تأمل الغنی و لا تمهل حتی اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان کذا و کذا و قد کان لفلان۔ (مشکوٰۃ کتاب الاتفاق)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کونسا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کے لحاظ سے وہ صدقہ بڑا ہے کہ تو اس حال میں صدقہ کرے کہ تو بالکل تندرست ہو اور خود بھی خواہش رکھتا ہو اور توجہ دے رہا ہو غربت سے اور طبع رکھتا ہو کہ تو غنی ہو جائے اور تو نہ مہلت دے (یعنی صدقہ دینے میں اتنی دیر نہ کر) کہ جان نکلتے ہوئے گنگے تک پہنچ جائے اور پھر تو خیال کرے کہ میں اس مال کو فلاں جگہ خرچ کروں اور میرا یہ مال میرے فلاں وارث کو ملے گا۔

فی الواح تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی کوئی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین۔ پھر میں تیری دعا کرتا ہوں کہ اسے میرے قادر کریم کے لئے صدقہ و خیر و رحمت صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر پچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی اتفاق اور عرض نفسانی اور بدعتی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بحال ہے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرنے میں جن سے تیرا رشتہ ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بھی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراح ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین۔ اور چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل نکھال رحیم۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی جنت میں جو اس قبرستان وادوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی دنیا و آخرت سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کیلئے اپنے شراکاء لگا دے جاس کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدقہ اور کامل راست بازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند نہ ہوں وہ تین شرطیں ہیں۔ اور رب کو سبالتا ہوں گا۔

(۱) اس قبرستان کی زمین موجودہ طور پر چندہ کے زمین سے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کیلئے کسی قدر دوزخین خریدی جانے کی جس کی قیمت امداد از ہر روپیہ ہوگی اور اس کے خوشنما کرنے کیلئے کچھ درخت لگا لیا جائے گا اور ایک کنواں لگایا جائے گا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گندہ گاہ سے اس لئے وہاں ایک پتل تیار کیا جائے گا اور ان متفرق مصارف کیلئے دو ہزار روپیہ دے دے کار ہو گا سو گئی تین ہزار روپیہ ہو گا جو اس تمام کام کی تکمیل کیلئے خرچ ہو گا۔ سو چوتھی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کیلئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض انہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ

باقی صفحہ: () پڑھا نظر فرمائیں

میرا حلف آبادی الہم۔ اے پروردگار میرے لئے ہر ایک پر شک نہیں ایمان میں پھر اگر خدا ہر ایمان سے شاکہ کیا۔ پھر اگر خدا ہر ایمان سے شاکہ کیا۔ پھر اگر خدا ہر ایمان سے شاکہ کیا۔

نظام وصیت اور صداقت مسیح موعودؑ

برادر کا خصوصی شمارہ جو اس وقت آپ کے زیر مطالعہ ہے دراصل پیارے امام ہمام سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس مبارک تحریک کی روشنی میں ہے جس میں حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت عالمگیر کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نظام وصیت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک فرمائی ہے۔ اس تحریک کا حاصل یہ ہے کہ:

2005ء کے آخر تک تمام دنیا میں موصیان کی کل تعداد پچاس ہزار تک پہنچ جائے۔ حضور اقدس نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے افتتاحی خطاب میں فرمایا تھا کہ ۱۹۰۵ء سے لے کر اب تک ۳۵ ہزار افراد نظام وصیت میں شامل ہوئے اب ایک سال میں ان کی تعداد کو پچاس ہزار تک پہنچایا جائے۔ اور پھر خلافت احمدیہ کے سوسال پورے ہونے پر بھی ۲۰۰۸ء تک دنیا بھر کے کانٹے والے احمدیوں کا کم از کم پچاس لاکھ افراد مبارک نظام میں شامل ہوجائے۔

یہ خلاصہ ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس بڑے بصیرت خطاب کا جس کو پانچ ماہ گزر چکے ہیں اور ہمیں آئندہ ایک سال میں حضور اقدس کے ارشاد کے پہلے کارکنوں کو اپنا پورا کرنا ہے جس میں حضور نے موصیان کی کل تعداد کو پچاس ہزار تک پہنچانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں 2008ء تک اس سلسلہ میں استحکام اور مسلسل محنت کرتے چلے جانا ہے۔ تاہم دیگر ہم اپنے پیارے امام کے مبارک ارشاد کو پورا کرنے والے بن جائیں۔ ہماری ایک سو پندرہ سالہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ہمیں جب بھی ایسے ارشادات ملے ہیں ہمارے بزرگوں نے ان کو اپنے سینوں سے لگا لیا ہے اور ان کو پورا کرنے کیلئے ہر طرح کی قربانیاں دی ہیں چاہے وہ مال کی قربانی ہو وقت کی قربانی ہو یا جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کی قربانی ہو اور اس کی درخشندہ مثالیں تاریخ احمدیہ میں بھری پڑی ہیں۔

ہمیں یقین کال ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نظام وصیت میں شمولیت کے متعلق جو موجودہ تحریک ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے وہ دراصل خاص الہی مضاف اور خدا کی اشارہ ہے۔ اس تعلق میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت پر نہایت واضح رنگ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب بھی جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کے دل میں کوئی تحریک ڈالتا ہے تو اس کے متعلق پوری جماعت کو مطمئن ہوجانا چاہئے اور یقین رکھنا چاہئے کہ وہ تحریک خاص الہی فرمان کے نتیجہ میں پیش کی گئی ہے۔ اس اعتبار سے اس موجودہ تحریک میں بھی ہم کو اس لئے شامل ہونا ہے کہ اس مبارک تحریک میں شامل ہو کر ہم الہی فرمان کو پورا کر رہے ہیں۔ اس سے نہ صرف اس تحریک کی عظمت و اہمیت کا علم ہوتا ہے بلکہ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو یکنی کے اس میدان میں ایک دوسرے سے سمیت لے جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ آج سے سو سال قبل ہی تحریک ”خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعودؑ“ نے اپنے صحابہ کے سامنے پیش فرمائی تھی اور صحابہ کرام نے دل و جان سے اس تحریک پر عمل کیا تھا اور آج تک سو سال بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم فرمودہ خلیفہ برحق ہمارے سامنے پیش فرما رہے ہیں اور ہمیں موقع فراہم کیا گیا ہے کہ ہم بھی ان سو سالہ قربانیوں کے نیک نمونے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں یہ خدا کے رحمان کا احسان ہے کہ ہم اس دور میں ہیں جبکہ یہ سو سالہ تاریخ بڑی جراتی جاری ہے اور ان ایمان افروز نشانیوں اور بصیرت افروز نظموں سے ہم چشم خود محفوظ ہو رہے ہیں۔ فائدہ مند عملی ذائقہ۔

مضمون کے آخر پر رسالہ ”الوصیت“ کی روشنی میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان صداقت کی چند ایمان افروز باتیں پیش ہیں۔ حضور اقدس نے رسالہ ”الوصیت“ میں چٹنگولی کے رنگ میں فرمایا تھا کہ آپ کا مزار مبارک قادیان کے بہشتی مقبرہ میں ہی ہوگا۔ چنانچہ آپ اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔۔۔ اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کیلئے تجویز کی اور میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنادے۔“ (الوصیت صفحہ ۱۹)

سبب دنیا جانتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات قادیان میں نہیں بلکہ لاہور میں 26 مئی 1908ء کو ہوئی تھی۔ اور جانشین نے اس وقت تخت شہر والا تھا کہ نوحہ باللہ! مرنے والے آپ کیلئے جہیز سے فوت ہوئے ہیں اور آپ کی نعش مبارک کو ریل میں سڑک کے قادیان نہیں جانے دیا جائے گا۔ اُدھر خدا نے عظیم و عظیم فیصلہ 1905ء میں فرمایا تھا

”وصیت نمبر“ کی اشاعت کے موقع پر حضرت امیر المؤمنین کا دعائیہ خط زیر نظر وصیت نمبر کی اشاعت سے قبل حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی تھی چنانچہ حضور انور نے ازراہ شفقت جو جواب عنایت فرمایا ہے وہ ذیل میں درج کیا گیا ہے۔ (ادارہ)



نصفہ ونصل علی رسولہ الیقین
 وجعلی عبدہ المسیح الموعود
 قدائے فضل اور دم کے ساتھ
 مولیٰ التناصر



لندن
 25-11-04

پیارے کرم مشیر احمد خادم صاحب (ہر برادر قادیان)

السلام۔ علم رحمۃ اللہ و برکات

آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ اور ہر کو وصیت کے عنوان پر معیاری اور علمی نمبر شائع کرنے کی توفیق دے اور آپ کی کوششوں کے بابرکت ثمرات ظاہر فرمائے۔ خدا تعالیٰ آپ کو دونوں جہان کی حسنت کا وارث بنائے۔ آپ کی سب مشکلیں آسان کرے اور آپ کو اپنے فضلوں سے ہمیشہ نوازتا رہے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

ذوالسمر

خلیفۃ المسیح الخامس

کہ آپ کی تدفین قادیان کے بہشتی مقبرہ میں ہی ہوگی اور وہیں آپ کی قبر چاندی کی طرح سفید اور چمکتی ہوئی دکھائی گئی تھی اب دیکھئے کہ خدا تعالیٰ نے کس طرح جانشین کے منصوبہ کو کامیاب بنادیا اور آپ کی تدفین فرمان الہی کے مطابق قادیان دارالامان کے بہشتی مقبرہ میں ہی ہوئی۔ اور خدا نے احکم الحاکمین نے ثابت فرمادیا ہے کہ ہمارا جانشین نبوت و زندگی میں آپ کا مقابلہ کر سکے اور نہ ہی وفات کے بعد آپ کی مخالفت میں کامیاب ہو سکے۔

محولہ بالا ایمان افروز واقعہ کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس علیہ السلام کو گواہی دہانے سے قبل ہی یہ اشارہ ہو چکا تھا کہ آپ کی وفات قادیان میں نہیں ہوگی اور ہر برادر یقین لیں کہ آپ کو قادیان لایا جائے گا۔ اس اشارے میں حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت کے ان افراد کو جن کی نعش قادیان کے باہر سے تابوتوں میں رکھ کر ریل کے ذریعہ قادیان پہنچائی جانی تھیں اپنی سستی کی جبروت کی تحریک بھی فرمادی۔ فرمایا:

”عجب مژگن نظر ہوگا جو بزرگوں میں ایک جماعت تھے مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئے گی یہ بہت ہی خوبی ہے جو پسند کریں وہ پہلے سے ہندوستان کے کتنے ہیں کہ یہاں دفن ہوں بولوگ صالح معلوم ہوں ان کی قبریں دور دورہ میں ریل نے آسانی کا سامان کر دیا اور اصل تو یہ ہے مٹاؤ ذریعہ نفس پائی ارض فشنوت (لقمان 35) مگر اس میں یہ کیا لطیف کلمہ ہے کہ پائی ارض فشنوت نہیں لکھا۔“ (ارشاد ۸ دسمبر ۱۹۰۵ء بحوالہ احکم جلد نمبر ۱۳ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۹ء ملاحظو جلد نمبر ۵ صفحہ ۵۸ جلد نمبر ۱۱ مطبوعہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مبارک نظام وصیت میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک ارشادات کی روشنی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (مشیر احمد خادم)

تخلیف دین و آخر ہدایت کے کام پر مانگ رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of fashion
 Leather Products & General Order Suppliers & Importers.

Office: 16 D, Topsia, 2nd Lane, Mullapara,
 Near Star Club, Calcuta - 700039

Ph. 3440150 Tel Fax : 3440150 Pager No : 9610-606266

خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک بھشتی مقبرہ ہوگا

اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں جنتی ہیں

جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں دفن ہو وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے

بہشتی مقبرہ کے قیام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیمتی ارشادات

سال دیگر را کرے داند حساب۔ لیکن جبکہ خدا تعالیٰ کی خواہش رہی ہے مجھ پر کھولا کہ وقت قریب ہے اور اہل مقدر کا اہام ہوا تو میں نے اللہ تعالیٰ ہی کے اشارہ سے یہ اشتہار دیا کہ آئندہ کیلئے اشاعت دین کا سامان ہوا تو لوگوں کو معلوم ہو کہ امتا و صدق کہنے والوں کی عملی حالت کیا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جب تک انسان کی عملی حالت درست نہ ہو زبان کچھ چیر نہیں۔ یہ زری لاف گراف ہے۔ زبان تک جو ایمان رہتا ہے اور دل میں داخل ہو کر اپنا عملی حالت پر نہیں ڈالتا وہ منافق کا ایمان ہے۔ سچا ایمان وہی ہے جو دل میں داخل اور اس کے اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کر دے۔ سچا ایمان ابوبکرؓ اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا، کیونکہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال تو مال جان تک کدے دیا اور اس کی پروا بھی نہ کی۔ جان سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہوتی مگر صحابہؓ نے اسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ انہوں نے کبھی اس بات کی پروا بھی نہیں کی کہ بیوی بیوہ ہو جائے گی یا بچے یتیم رہ جائیں گے بلکہ وہ ہمیشہ اسی آرزو میں رہتے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ہماری زندگیاں قربان ہوں۔

مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا نقش دل پر ہو جاتا ہے اور کسی بابرکت و وقوم حق اور آپ کی قوت قدسہ کا کیا اثر اٹھتا کہ اس کو تمام اس مقام تک پہنچا دے، غور کر کے دیکھو کہ آپ نے ان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ایک حالت اور وقت ان پر اپنا تھا کہ تمام عمر ان کیلئے شہر مبارک کی طرح تھیں۔ چوری، شراب خوری، زنا، فسق و فجور سب کچھ تھا غرض کونسا گناہ تھا جو ان میں نہ تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت اور تربیت سے ان پر وہ اثر ہوا۔ اور ان کی حالت میں وہ تہذیب پیدا ہوئی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شہادت دی اور کہا اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِیْ اَصْحَابِیْ۔ گویا شہادت کہ چلا تار کر مظهر اللہ ہو گئے تھے اور ان کی حالت فرشتوں کی سی ہو گئی تھی جو یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمُرُوْنَ (انقرضے) کے صدقاً ہیں۔ ایسی ہی حالت صحابہؓ ہو گئی تھی۔ ان کے دل کی ارادے اور نفسانی جذبات بالکل دور ہو گئے تھے۔ ان کا اپنا کچھ باقی نہیں۔ نہ کوئی خواہش تھی نہ آرزو۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ اور اس کیلئے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح ہو گئے۔ قرآن شریف ان کی اس حالت کے متعلق فرماتا ہے۔ مِنْهُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبَدُّلًا۔

(الاحزاب: ۲۳)

دین کو دنیا پر مقدم کر کے وصیت کرنے کی تلقین

عرصہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک بہشتی مقبرہ ہوگا۔ گویا اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں جنتی ہیں۔ پھر اس کے متعلق اہام ہوا۔ اہل فتنہاں رنجیدہ۔ اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہیں رہتی۔ اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں دفن ہو۔ کیا کدہ موع ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کا پیروی پر مقدم کرے۔ یہ صدی جس کے تھیں سال گذرے ہیں کہ وہ لوگ گذر جائے گی اور اس کے آخر تک موجودہ نسل میں سے کوئی نہ ہے گا اور اگر نکلا ہو کر تو کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنا مدق پہلے بھجیو۔ بلفظ صدق کا صدق سے لیا گیا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی کامل نمود اپنے صدق اور اخلاص کا نہیں دکھاتا۔ لاف زنی سے کچھ نہیں سکتا۔

الوصیت اشتہار میں جو میں نے حصہ جانی دیا اشاعت اسلام کیلئے وصیت کرنے کی قید لگائی ہے۔ میں نے دیکھا کہ بعض نے ۶۷ کی کردی ہے۔ یہ صدق ہے جو ان سے کراتا ہے اور جب تک صدق ظاہر نہ ہو کوئی مومن نہیں کہلا سکتا۔

تم اس بات کو کبھی مت بھولو کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ موت سر ہو۔ طاہون کا موسم پھر کر رہا ہے۔ زلزلہ کا خوف الگ دامنگیر ہے۔ وہ تو بڑا ہی بے وقوف ہے جو اپنے آپ کو اس میں بھٹتا ہے امن میں تو وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا سچا فرمانبردار اور اس کی رضا کا جوایاں ہے۔ ایسی حالت میں بے بنیاد زندگی کے ساتھ دل لگانا کیا فائدہ؟

سلسلہ کے قیام اور وصیت کی غرض

دوسری طرف اسلام تحت اور خوراک ضعف کی حالت میں ہے۔ اس پر بھی آفت اور مصیبت نہیں کہ باہر ہوائے اس پر تلے کر رہے ہیں۔ اگرچہ یہ بالکل سچ ہے کہ مخالف سب کے سب لڑائی کی جگہ سے تیر مار رہے ہیں اور جہاں تک ان سے ہو سکتا ہے وہ اس کو مٹا دینے کی سعی اور فکر کرتے ہیں۔ لیکن اس مصیبت کے علاوہ بڑی بھاری

اللہ تعالیٰ کے امر اور وحی سے قبرستان کی تجویز

اب جو بار بار اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ تیری اصل کے دن قریب ہیں۔ جیسا کہ یہ الہام ہے۔

قُرْبَ اَجَلْكَ الْمُتَّقِرُ۔ وَلَا يُبْقِیْ لَكَ مِنَ الْمُخْلِیَاتِ ذِكْرًا۔

ایسا ہی آرزو زبان میں بھی فرمایا:

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اُداسی چھا جائے گی۔

غرض خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر کر دیا کہ اب تھوڑے دن باقی ہیں تو اسی لئے میں نے وہ تجویز سوچی جو قبرستان کی ہے۔ اور یہ تجویز میں نے اللہ تعالیٰ کے امر اور وحی سے کی ہے اور اسی کے امر سے اس کی بناء ڈالی ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق عرصہ سے مجھے جبردی گئی تھی۔ میں جانتا ہوں کہ یہ تجویز بھی بہت سے لوگوں کے لئے ابتلاء کا موجب ہوگی لیکن اس بناء سے غرض یہی ہے کہ آئے والی نسلوں کیلئے ایک ایسی قوم کا نمونہ ہو جسے صحابہؓ کا تھا اور تا لوگ جائیں کہ وہ اسلام اور اس کی اشاعت کیلئے فدا شدہ تھے۔ ابتلاؤں کا آن ضروری ہے اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَحْسِبِ النَّاسَ اَنْ یُّنْفِقُوْا اَنْ یُّنْفِقُوْا اَمْ لَا یُنْفِقُوْنَ۔ (العنکبوت: ۳)

یعنی کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اتنی ہی بات پر راضی ہو جاوے اور وہ کبہ دین کریم ایمان لائے۔ حالانکہ وہ ابھی امتحان میں نہیں ڈالے گئے اور پھر دوسری جگہ فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ (آل عمران: ۹۳) یعنی اس وقت تک تم حقیقی نیکی کو حاصل ہی نہیں کر سکتے جب تک تم اس چیز کو خرچ نہ کرو گے جو تم کو سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔

اب غور کرو۔ جبکہ حقیقی نیکی اور رضا الہی کا حصول ان باتوں کے بغیر ممکن ہی نہیں تو پھر زری لا گراف سے کیا ہو سکتا ہے۔ صحابہؓ یہ حال تھا کہ ان میں سے مثلاً ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ دم اور صدق تھا کہ سارا مال ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ یہ کہ خدا تعالیٰ کیلئے زندگی وقف کر چکے تھے۔ اور انہوں نے اپنا کچھ بھی نہ رکھا تھا۔ مومن کی بھلائی کے دن بھلے آتے ہیں تو ایسے موقعوں پر جب اس کو کچھ خرچ کرنا پڑے خوش ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ جو ہر صدق و رضا کے جواب تک جیسے ہوتے تھے ظاہر ہوں گے۔ برخلاف اس کے منافق ڈرتا ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اب اس کا خفاق ظاہر ہو جائے گا۔

یہ قبرستان کا بھی اسی قسم کا مومن اس سے خوش ہوں گے اور منافقوں کا خفاق ظاہر ہو جائے گا۔ میں نے مر کو جب تک خواہش ہے مجھ پر نہ کھلا پیش نہیں کیا۔ اس میں تو کچھ شک ہی نہیں کہ آخر ہم سب مرے والے ہیں۔ اب غور کرو کہ جو لوگ اپنے بعد اموال چھوڑ جاتے ہیں وہ اموال ان کی اولاد کے قبضہ میں آتے ہیں۔ مرنے کے بعد انہیں کیا معلوم کہ اولاد کیسی ہو؟ بعض اوقات اولاد ایسی شریر اور فاسق جا بگفتی ہے کہ وہ سارا مال شراب خانوں اور زنا کاری میں اور قسم کے فسق و فجور میں تباہ کیا جاتا ہے اور اس طرح پر وہ مال بجائے سفید ہونے کے مخر ہوتا ہے اور چھوڑنے والے پر عذاب کا موجب ہو جاتا ہے جبکہ یہ حالت ہے تو پھر کیوں تم اپنے اموال کو ایسے موقع پر خرچ نہ کرو جو تمہارے لئے ثواب اور فائدہ کا باعث ہو۔ اور وہ بھی صورت ہے کہ تمہارے مال میں دین کا بھی حصہ ہو۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ اگر تمہارے مال میں دین کا بھی حصہ ہے تو اس بدی کا نہ ڈر کہ ہو جائے گا۔ جو اس مال کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو۔ یعنی جو بدی اولاد کرتی ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ تم اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور ایسا ہی دوسرے نبیوں نے بھی کہا ہے یہ سچ ہے کہ دولت مند کا بہشت میں داخل ہونا ایسا ہی ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا مال اس کیلئے بہت سی روکوں کا موجب ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر تم چاہو کہ جو تمہارا مال تمہارے لئے سوائے بلاست اور کھوکھار کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اور اسے دین کی اشاعت اور خدمت کیلئے وقف کرو۔

سچا مومن کون ہے؟

یقیناً یاد رکھو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی مومن اور بیعت میں داخل ہوتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرے جیسا کہ وہ بیعت کرتے وقت کہتا ہے۔ اگر دنیا کی اغراض کو مقدم کرتا ہے تو وہ اس اقرار کو دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مجرم و ظہر ہے۔ پس اسی غرض سے یہ اشتہار (الوصیت) میں نے خدا تعالیٰ کے اذن سے دیا ہے۔ سچا بات یہی ہے۔

تو اس محبوب سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا جس کی محبت قید شدید سے آزاد کر دیتی ہے

”رسالہ الاولیت“ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا بابرک مظلوم کلام

اَلَا اے کہ ہیشیاری و نپاک زاد ہے حرص دُنیا مدہ دیں بنیاد
بدیں دار فانی دلی خود مہند کہ دار نہاں راہش صد گزند
اگر باز باشد ترا گوش ہوش زگورت ندائے درآید گیوش
کہ اے طعمہ من پس از چند روز ہے فکر دنیائے دُوں کم بسوز
ہر آں کو بدنیائے دُوں جلا است گرفتار رنج و عذاب و غنا است
برست آنکہ برصوت دارد نگاہ بریدہ ز دنیا دودیدہ برہا
سفر کردہ پیش از سفر سوسے یار کشیدہ ز دنیا ہمہ رخت و بار
ہے دار عطشی کمر بستہ پخت رہا کردہ سامان این خانہ سست
چو کار حیات است کارے نہاں ہاں بہ کہ دل کیسلی زین مکان
چشم کزو داد فرقاں خبر ہمیں حرص دنیا است جان پدر
چو آخر ز دنیا سفر کردن است چو روزے زین رہ گزر کردن است
چرا عاقلے دل بہ بندہ دران کہ ناگاہ و زدر بگل او خزان
بدیں قہر بستن دلی خود خطا است کہ این دُوں دین و صدق و صفا است
چہ حاصل ازین دستان دو رنگ کہ گاہے بصلحت کھد کہ جنگ
چرا دل نہ بندی بدان دستان کہ مہر ش رہا نہ زبہ ہجران
برو فکر انجام کن اے غوی زسعدی شتو گرزمن نقوی

عروسی بود نہبت ماتم

ترجمہ:۔۔ اگر بر کھٹی بود خاتم

اے وہ جو بھندار اور نیک فطرت ہے، دنیا کی لالچ کے پیچھے دین کو برباد نہ کر
فانی دنیا سے اپنا دل نہ لگا کر اس کے آرام میں بیکراں دکھ پوشیدہ ہیں
اگر تیرے ہوش کے کان کھلے ہوں تو تجھے اپنی قبر سے یہ آواز سنائی دے
کہ چند روز کے بعد اے میرے تقے تو اس ذلیل دنیا کے غم میں نہ جلا کر
ہو وہ شخص جو ذلیل دنیا کے پیچھے پڑا ہے وہ رنج عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہے
جو موت کی طرف نگاہ رکھتا ہے وہی آزاد ہے دنیا سے کٹ کر اس کی دونوں آنکھیں انتظار میں لگی ہیں
مرنے سے پہلے وہ یاری طرف سفر کر گیا اور دنیا سے اپنا سب سامان اور اسباب نکال کر الگ کر گیا
آخرت کے لئے اپنی کمرس کر باندھ لی اور اس نکلے گھر کا سامان چھوڑ دیا
چونکہ زندگی کا کچھ انتہائیں اس لئے یہی مناسب ہے کہ تو اس مکان سے دل کو چھڑا لے
وہ جہنم جس کی قرآن نے خبر دی ہے اے عزیز وہ یہی دنیا کی حرص ہے
چونکہ آخر کار دنیا سے سفر کرنا پڑے گا اور ایک دن اس راہ سے گزر جانا ہوگا
تو پھر عرض مند اس سے کیوں دل لگائے جبکہ اس کے پھولوں پر اچانک ہوا چلنے والی ہے
اس آوارہ عورت سے دل لگانا غلطی ہے کیونکہ یہ دین اور صدق و صفا کی دشمن ہے
اس دور گئے معشوق سے کیا حاصل ہوگا جو کسی تجھ سے صلح کر کے لڑتا ہے کبھی لڑائی کر کے (قتل کرتا ہے)
تو اس محبوب سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا جس کی محبت قید شدید سے آزاد کر دیتی ہے
اے مگرہ جا اور اپنی عاقبت کی فکر کر اگر تو میری بات نہیں سنتا تو سہی بات ہی سن لے
اگر تیرا خاتمہ نیکی پر ہو تو تیرے ماتم کا وقت شادی بن جائے گا
(ترجمہ مولانا سکیم محمد دین صاحب)

معصیت یہ ہے کہ اندرونی غلطیوں نے اسلام کے درختاں چہرہ پر ایک نہایت ہی تاریک حجاب ڈال دیا ہے۔ اور سب
سے بڑی آفت یہ ہے کہ اس میں روحانیت نہیں رہی۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ ان لوگوں میں جو مسلمان کہلاتے
ہیں اور اسلام کے مذہبی ہیں روحانیت موجود نہیں ہے اور اس پر دوسری بد قسمتی یہ کہ وہ انکار کر بیٹھے ہیں کہ اب کوئی ہو
ہی نہیں سکتا جس سے خدا تعالیٰ کا مکالمہ مخاطب ہو اور وہ خدا تعالیٰ پر زعمہ اور تازہ یقین پیدا کر سکے۔ ایسی حالت اور
صورت میں اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کے چہرہ پر سے وہ تاریک حجاب ہٹا دے۔ اور اس کی روشنی سے دلوں کو
متحرک کرے اور ان بے جا اتہامات اور معلول سے جو آئے وہ مخالف اس پر لگاتے اور کرتے ہیں، اسے محفوظ کیا
جاوے۔ اس غرض سے یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ مسلمان اپنا مومن دکھاویں۔ یہی وجہ ہے جو
نہیں نے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو شایعیت اسلام کا جوش دل میں رکھتے ہیں اور جو اپنے صدق اور اخلاص کا نمونہ
دیکھا کر فخر ہوں اور اس مقبرہ میں دفن ہوں ان کی قبروں پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جس میں اس کے مختصر سوانح ہوں
اور اس اخلاص و وفا کا بھی ذکر ہو جو اس نے اپنی زندگی میں دکھایا تھا جو لوگ اس قبرستان میں آویں اور ان کتبوں کو
پڑھیں ان پر ایک اثر ہو اور مخالف قوموں پر بھی ایسے صادقوں اور استبازوں کے نمونے دیکھ کر ایک خاص اثر پیدا
ہو۔ اگر یہ بھی اسی قدر کرتے ہیں جس قدر مخالف قومیں کر رہی ہیں اور وہ لوگ کہہ رہے ہیں، جن کے پاس حق اور
حقیقت نہیں تو انہوں نے کیا کیا۔ پھر انہیں تو ایسی حالت میں شرمندہ ہونا چاہئے۔ لعنت ہے ایسے بیت میں داخل
ہونے پر جو کافر جتنی بھی غیرت نہ رکھتا ہو۔

اسلام اس وقت ختم ہو گیا ہے اور کوئی اس کا سر پرست نہیں اور خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو اختیار کیا اور پین
فرمایا کہ وہ اس کی سر پرست ہو اور وہ ہر طرح سے ثابت کر کے دکھائے کہ اسلام کی جتنی مشکلاں اور ہمدرد ہے۔ وہ جانتا
ہے کہ یہی قوم ہوگی جو بعد میں آنے والوں کیلئے نمونہ بنے گی۔ اس کے ثمرات برکات آنے والوں کیلئے ہوں گے
اور زمانہ نہ محیط ہو جائیں گے۔ نہیں جانتا ہوں کہ یہ جماعت بڑے ہی نیکن لوگ جو بعد میں آئیں گے ان مدارج
اور مراتب کو نہ پائیں گے جو اس وقت والوں کو ملیں گے۔ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا کہ وہ اس جماعت کو
بڑھائے اور وہ دین اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث بنے۔

تم اس وصیت کی تعمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ

اب میں بھریہ ذکر کرے اس کو ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جہاں میری وفات کی خبر دی ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے
لَا بُدَّ لَكَ مِنَ الْمُنْجِيَاتِ ذِكْرًا۔ جو مامور ہو کر آتا ہے۔ یہ اعتراضات مقلدوں کا یہ ہوتا ہے کہ وہ مر گیا کیا کام
کیا؟ یہ مہذب لوگ کہتے ہیں کہ اتنا بڑا دعویٰ کیا تھا کہ کس صلیب ہوگا اور وہ ہوگا۔ مگر اب غامضی کی حالت
میں چلے گئے۔ اس میں اللہ تعالیٰ پیشگوئی فرماتا ہے۔ لَا بُدَّ لَكَ مِنَ الْمُنْجِيَاتِ ذِكْرًا۔ اور سچے آدمی کو بھی
یہی ہوتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ تیرے بوجھ کو جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اٹھا دیا۔ وہ بھی
علیہ علی کا بوجھ ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس دینی میں بشارت دی ہے جو کیا اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب
سنا! جبکہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے تو یہ ہو کر ہے گا۔ تمہیں مفت کا ثواب ہے جس تم اس وصیت کی تعمیل میں میرا ہاتھ
بٹاؤ۔ وہ قادر خدا جس نے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مرادیں دیدے گا۔

ایک مثالی قبرستان کی تجویز

میں جانتا ہوں کہ جماعت کیلئے ایک زمین تلاش کی جاوے جو قبرستان ہو۔ یا دگاہ ہو اور عبرت کا مقام ہو۔
قبروں پر جانے کی ابتداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفت کی تھی۔ جب میت پرستی کا زور تھا۔ آخر میں
اجازت دے دی۔ مگر عام قبروں پر چاکر یا اثر ہو گا جو کچھ جانتے ہی نہیں، لیکن جو دوست ہیں اور پارسلج ہیں ان کی
قبریں دیکھ کر دل نرم ہوتا ہے۔ اس لئے اس قبرستان میں ہمارا ہر دوست جو فوت ہوا اس کی قبر ہو۔ میرے دل میں خدا
تعالیٰ نے پسند طور پر ڈال دیا ہے کہ ایسا ہی ہو۔ جو خدایا مخلص ہو اور وہ فوت ہو جاوے اور اس کا ارادہ ہو کہ اس
قبرستان میں دفن ہو۔ وہ صدقوں میں دفن کر کے یہاں لایا جاوے۔ اس جماعت کو بہ بیت جموں دیکھنا مفید ہوگا۔
اس کیلئے کوئی اول زمین ملنی چاہئے اور وہیں جانتا ہوں کہ باغ کے قریب ہو۔

فرمایا: عجیب نمونہ قرار ہوگا جو زندگی میں ایک جماعت سے مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئے گی۔
یہ بہت ہی خوب ہے۔ جو پسند کریں وہ پہلے سے بندہ بست کر سکتے ہیں کہ یہاں دفن ہوں۔ جو لوگ صالح معلوم ہوں
ان کی قبریں اور زمین ہوں۔ ریل نے آسانی کا سامان کر دیا ہے اور اصل تو یہ ہے مقلدوں کی نفس بانی آرض فحشوں
(لقمان: ۳۵) مگر اس میں یہ کیا لطیف کلمہ ہے کہ بانی آرض فحشوں نہیں لکھا۔ صلحاء کے پہلو میں دفن بھی ایک نعمت
ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ مرض الموت میں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا بھیجا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مجھ سے نہیں دی جاوے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایثار سے کام
لے کر وہ جگہ ان کو دیدی تو فرمایا: مابقی لسی ہم بعد ذالک: یعنی اس کے بعد اب مجھے کوئی غم نہیں۔ جبکہ میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں مدفون ہوں۔ تجارت بھی خوشحالی کا موجب ہوتی ہے۔ میں اس کو پسند کرتا

ہوں۔ اور یہ بدعت نہیں کہ قبروں پر کتبے لگائے جائیں۔ اس سے عبرت ہوتی ہے اور ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی
ہے۔ ہماری ہیئت ہے کہ ایک طرح سے ہر شخص کو کے کنارے سے کسی کو موت کی اطلاع ملے گی اور کسی کو اچانک
آجانی ہے یہ گھر ہے۔ بے بنیاد۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں کہ ان کے گھر بالکل ویران ہو جاتے ہیں۔ ایسے واقعات
کی انسان دیکھتا ہے۔ جب تک مٹی ڈالتے ہیں کہ وہ نہ ہوتا ہے۔ پھر دلخت ہو جاتا ہے یہ بد قسمتی ہے۔

(ملفوظات جلد چہم)

اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کیلئے اور اپنی اولاد کی زندگیوں کو پاک کرنے کیلئے وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہو جائیں

میری خواہش ہے کہ آئندہ ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار احمدی نظام وصیت میں شامل ہوں

اس کیلئے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ کی صف دوم اور لجنہ اماء اللہ خصوصی کوشش کریں

میری یہ بھی خواہش ہے کہ 2008 تک جب خلافت احمدیہ پر سو سال پورے ہوں تو دنیا کے کمانے والے

احمدیوں کا کم از کم پچاس فیصد وصیت کے مبارک نظام میں شامل ہو جائے

اختتامی خطاب سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین مرزا محمد رفیع اللہ علیہ الرحمہ و آلہ السلام، 2004ء بمقام اسلام آباد پبلک ہاؤس انگلینڈ

فتور آ جاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قوی کی کمزوری اور طاقتوں کے ضائع ہو جانے سے انسان ہوش میں بیہوش ہوتا ہے اور ضعف و کمال اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمری تقسیم تین زمانوں پر ہے اور یہ تین ہی خطرات اور مشکلات میں ہیں۔ پس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کے لئے کس قدر مشکل مرحلہ ہے۔

اس میں آپ نے انسان کے تین زمانوں کا ذکر فرمایا ہے، عمر کے تین دوروں کا ذکر فرمایا ہے۔ انسانی عمر کا پہلا دور وہ ہوتا ہے جب انسان پیدا ہونے کے بعد سے بچپن کی عمر میں رہتا ہے جس میں کس بات کا اس طرح گہرائی میں جا کر علم نہیں ہوتا کیونکہ ابھی تک اچھے بُرے کی تمیز کرنے اور نیکی بدی میں فرق کرنے کے قابل نہیں ہوا ہوتا۔

پھر اس کے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے۔ اس میں قدم رکھتے ہوئے جوانوں میں یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم آزاد ہیں اور جو مرضی چاہیں کر سکتے ہیں۔ یورپ میں بھی خاص طور پر تین ایجنٹ (Teen Agent) جنہیں کہتے ہیں وہ اس عمر کو پہنچتے ہی اپنے آپ کو ہر چیز سے بالا مخلوق سمجھنے لگتے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کی انہیں بیہوشیوں کی وجہ سے آج کل اخباروں میں بھی آ رہا ہے، ان کے متعلق قانون

آپ فرماتے ہیں: ”میری طرف سے اپنی جماعت کو بار بار وہی نصیحت ہے جو میں پہلے بھی کئی دفعہ کر چکا ہوں کہ عمر چونکہ تھوڑی اور عظیم الشان کام درپیش ہے اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے۔ خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اس کی راہ میں بہت سے کائناتیں ہیں۔ جب انسان دنیا میں آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بے ہوشی میں گزر جاتا ہے۔ یہ بیہوشی کا زمانہ وہ ہے جب کہ وہ بچہ ہوتا ہے اور اس کو دنیا اور اس کے حالات سے کوئی خبر نہیں ہوتی۔ اس کے بعد جب ہوش سنبھلتا ہے تو ایک ایسا زمانہ آتا ہے کہ وہ بیہوشی تو نہیں ہوتی جو بچپن میں تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس ہوش کے دنوں میں بھی بیہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا از خود رفتہ ہو جاتا ہے کہ نفس اتارہا غالب آ جاتا ہے۔

اس کے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر لاعلمی آ جاتی ہے اور حواس میں اور دوسرے قوی میں فتور آنے لگتا ہے۔ یہ پیرائہ سالی کا زمانہ ہے۔ یعنی بڑھاپے کا زمانہ ہے۔ بہت سے لوگ اس زمانہ میں حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور قوی بیکار ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگوں میں جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے بہت سے خاندان ہیں کہ ان میں ساٹھ یا ستر سال کے بعد انسان کے حواس میں

حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا ہوں تو فرمایا کہ مومن کو ہمیشہ دو باتوں کو اپنے سامنے رکھا جائے ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دوسرے اس کی مخلوق سے ہمدردی۔ اگر یہ دو باتیں پیدا ہو گئیں تو سمجھو کہ تم نے اپنے مقصد حیات کو پایا اور اس لحاظ سے تم اپنے اچھے انجام کی طرف قدم اٹھانے والوں میں شمار کئے جاؤ گے۔ اور ایسے لوگوں کو پھر خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا بلکہ اپنے مقربین میں جگہ دیتا ہے اور مرنے کے بعد دائمی جنتوں کا وارث ٹھہراتا ہے۔

ہمیں عبادت اور مخلوق کی ہمدردی کے بارہ میں تو پتہ چل گیا بہت سارے حقوق ہیں۔ مختلف اوقات میں ہم سنہ رہے ہیں کہ ان کو ادا کرو تاکہ معاشرے سے شیطان کے جو درغلانے کے طریقے ہیں، چلے ہیں ان سے بچا جا سکے، ان کو ختم کیا جا سکے۔ کیونکہ شیطان نے وہ برائیوں کو اس قدر خوبصورت کر کے دکھایا ہے کہ آج کل کے معاشرے میں نیکیوں پر چلنا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ مشکلات سے بچتے ہوئے نیکیوں کو اختیار کرنے کے کئی طریقے ہیں جن پر چل کر ان نیکیوں کو اختیار کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ جہاں شیطان مختلف رستوں سے بہکاتا ہے وہاں اللہ کے پیارے بھی راہنمائی کرنے والے بھی ہمیں رستے بتاتے رہتے ہیں تاکہ انسان انجام بخیر کی طرف سفر کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث ٹھہرے اور ایسی صورت پیدا ہو جائے ایسا وقت آ جائے کہ اللہ تعالیٰ کہے ﴿وَإِذَا دَخَلْتُمُوهُنَّ فَبِئْسَ الْوَسِيلَیْنِ﴾ جنتی ﴿الفسیر: 3129﴾ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں وہ طریقے بتائے ہیں جن کو میں مختصراً بیان کروں گا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی اور اکثر میں نے وہی اقتباس لئے ہیں جو 1904ء کے جلسہ سالانہ کی آخری تقریر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائے۔

تشریف تو عود اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نور نے فرمایا:-

الہی جماعتوں کی یہ نشانی ہے کہ وہ ہر وقت اس کوشش میں ہوتی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے اور کس طرح اس کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہونے والے، اس کے پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہر وقت ان باتوں کی تلاش میں رہے جو اللہ تعالیٰ کو عزیز ہیں تاکہ اس کا قرب اور پیار حاصل کیا جاسکے۔ ہمیں اس زمانے کے امام نے جس کو قرآن کریم کا صحیح فہم عطا ہوا اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو صحیح طور پر سمجھا اس طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا ہیں اور ان پر کس طرح عمل کیا جائے کہ انجام بخیر ہو۔ اور بڑے دروس اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرمائی کہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ اس دنیا میں آنے کا مقصد صرف اس دنیا کی لبود لہب سے دل لگانا ہے اور اس دنیا کی مادی چیزوں کا حصول ہے کہ یہی تمہارا مقصد ہو۔ نہیں، بلکہ یہ چیزیں تو تمہیں آ زمانے کے لئے پیدا کی گئی ہیں تاکہ پتہ چلے کہ مومن اور غیر مومن میں فرق کیا ہے۔ مومن ان چیزوں کو اگر حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو صرف اس حد تک جو اس کی زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ وہ یہ چیزیں اگر حاصل کرتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس معاشرے میں ہر ایک کو مختلف صلاحیتیں دی ہیں اس کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور باقی مخلوق کی نسبت اس کی ضروریات بھی مختلف رکھی ہیں تو ان صلاحیتوں کی وجہ سے ہر ایک کا اپنا ایک شعبہ ہے، ایک کام ہے۔ کوئی امیر ہے کوئی غریب ہے۔ تم جو یہ چیزیں حاصل کرتے ہو تو یہ خیال رکھو کہ جن کو ان چیزوں کی فراوانی ہو، جو امیر ہیں وہ اپنے دوسرے بھائیوں کا بھی خیال رکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے

تقسیم ملک کے بعد ریکرڈ یٹرائٹ بہشتی مقبرہ قادیان کی تفصیل

تقسیم ملک کے بعد مارچ 48 تک مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ناظر علی رہے اور اس کے بعد 50ء حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل ناظر علی کے عہدہ پر فائز رہے اور کئی مجلس کار پر داری کی خدمت بھی اس دوران انہی کے سپرد رہی ان ایام میں الگ سے اس عہدہ پر کسی کا تقرر نہیں کیا گیا تھا۔

1950ء محترم ملک صلاح الدین صاحب درویش 1953ء محترم مفتی عطاء الرحمن صاحب درویش 1954ء محترم مولوی محمد عبداللہ صاحب درویش 1956ء محترم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی درویش 1957ء محترم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی درویش 1958ء محترم مولوی محمد عبداللہ صاحب درویش 1959ء محترم ممتاز احمد صاحب شاہی درویش 1960ء محترم چوہدری محمد اکبر صاحب 1961ء محترم درویش احمد صاحب خالد حسین صاحب مئی 1968ء سے خاکسار جاوید اقبال اختر چیمہ نے خدمت سرانجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(سکریٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

بنانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یعنی پہلے تو اس معاشرے نے خود ہی ان کو چھٹی دی، معاشرے نے ان کو آپ سے باہر کر دیا اور نفسِ امارہ کو کھلی چھٹی مل گئی یعنی وہ جس ہی قسم ہوئی جس سے بنیادی اخلاق کا علم ہو جس کی وجہ سے بُرائی اور اخلاق سوز حُرکتیں غالب آنے لگ گئیں۔ جب یہ جس ختم ہو جائے تو پھر یہ نہیں لگتا کہ اخلاق کیا ہیں، بدی کیا ہے، بُرائی کیا ہے۔ اور جب یہ عادتیں پکی ہو جائیں تو پھر جتنا مرضی زور لگا کر لیں، انسان نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے، کسی نہ کسی رنگ میں یہ بُرائیاں موجود رہتی ہیں۔ سو اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو۔ کیونکہ ہمارے بچے بھی یہی اسی معاشرے میں رہ رہے ہیں اور بعض دفعہ معاشرے کی ان برائیوں کے سیلاب میں وہ بھی بہہ جاتے ہیں۔ چاہے چند ایک ہی ہوں، لیکن چند ایک بھی کیوں ہوں؟ اور صرف ابتدائی نوجوانی کی عمر کے لڑکے نہیں بلکہ بعض دفعہ اچھے بھلے شادی شدہ بھی جن کے بچے بھی ہوتے ہیں ان بُرائیوں میں پڑ جاتے ہیں اور بجائے بچوں کے حقوق ادا کرنے کے اپنی رقیں شراب اور جوئے اور دوسری بُرائیوں اور نشوں وغیرہ میں ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا کہ ان لوگوں نے بھی اپنی زندگی کا مقصد ضائع کر دیا۔ پھر تیسری قسم کے لوگ ہیں جو بڑھاپے میں داخل ہو گئے اور بعض کو خیال آ بھی گیا چلا پ اب اس عمر میں آ رہے ہیں، نکلیاں کر لیں۔ تو فرمایا کہ اعصاب اتنے کمزور ہو چکے ہوتے ہیں کہ اب وہ اس قابل بھی نہیں رہتے کہ ٹیکیکو کے وہ اعلیٰ معیار قائم کر سکیں جن کی جوانی میں تو فیض مل سکتی ہے۔ تو اس طرح زندگی یوں ہی بے مقصد گزر گئی آخر کو وفات کا وقت آ گیا۔ تو فرمایا کہ بچہ تو پھر بڑوں کی نقل کر لیتا ہے، بعض دفعہ نقل میں دیکھا دیکھی نماز وغیرہ بڑھ لیتا ہے لیکن جب انسان بڑھا ہو جائے تو اس سے بھی رہ جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ بچپن اور بڑھاپے کے زمانے، عمر کے یہ حصے جو ہیں ایسے ہیں جن میں انسان کی پیدائش کے اعلیٰ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے اس لئے صرف جوانی کا زمانہ رہ جاتا ہے۔ اگر اس وقت کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو پھر انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کر سکتا ہے اور بندوں کے حقوق کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر سکتا ہے۔ پس اگر تم نے اپنی دنیا دار عاقبت سنواری ہے، اللہ تعالیٰ کے بندوں میں شمار ہونا ہے، اپنی نسلوں کے ٹیکیکو پر قائم رہنے کی ضمانت حاصل کرنی ہے تو جوانی کی عمر سے لے کر بڑھاپے کی عمر تک جتنے سے پہلے اپنے خدا کے دیئے ہوئے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”ایک ہی زمانہ ہے جو ان دونوں کے بیچ کا زمانہ ہے یعنی شباب کا جب انسان کوئی کام کر سکتا ہے کیونکہ اس وقت قوی میں نشوونما ہوتا ہے اور طاقتیں آتی ہیں۔ لیکن یہی

زمانہ ہے جب کہ نفسِ امارہ ساتھ ہوتا ہے۔“ یعنی بُرائی کی طرف لے جانے والا تہوار نفس ساتھ ہوتا ہے۔“ اور وہ اس پر مختلف رنگوں میں ملے کرتا ہے۔“ انسان کا نفس بُرائیوں کی ترغیب دیتا ہے۔“ اور اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے۔ یہی زمانہ ہے جو مؤاخذہ کا زمانہ ہے اور خاتمہ بالخیر کچھ کرنے کے دن بھی یہی ہیں۔ لیکن ایسی آفتوں میں گھرا ہوا ہے کہ اگر بڑی سعی نہ کی جاوے تو یہی زمانہ ہے جو جہنم میں لے جائے گا اور شقی بنادے گا۔“ بد نصیب بنا دے گا۔ ان پر عمل نہ کرے آدمی بد بخت ہو جائے گا۔“ ہاں اگر عمدگی اور ہوشیاری اور پوری احتیاط کے ساتھ اس زمانے کو بسر کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ کیونکہ ابتدائی زمانہ تو بے خبری اور غفلت کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا مؤاخذہ نہ کرے گا جیسا کہ اس نے خود فرمایا ﴿لَا يَسْأَلُكَ اللَّهُ نَفْسًا وَلَا سَمْعًا﴾ (البقرہ: 287) اور آخری زمانہ میں گویا ہر ایک وجہ سے سستی اور کلامی ہوئی لیکن فرشتے اس وقت اس کے اعمال میں وہی لکھیں گے جو جوانی کے جذبات اور خیالات ہیں۔ جوانی میں انگریزوں کی طرف مستعد اور خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والا، اس کے احکام کی تعمیل کرنے والا اور تو اس سے بچنے والا ہے تو بڑھاپے میں کو ان اعمال کی بجائے دوسری میں کسی قدر سستی بھی ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ اسے معذور سمجھ کر دیانتی اجر دیتا ہے۔“ (مفسر طہ) جلد چہارم صفحہ 199 جدید ایڈیشن)۔

آپ کی اس بات سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کیلئے بھی اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے بھی وہی عمر کا رُخ ہے، وہی عمر فائدہ مند ہے جس میں اعصاب مضبوط ہوں۔ قوی میں طاقت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کر سکیں اور اس کے بندوں کی خدمت کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانیاں دینے کے قابل بھی ہوں اور اس کے اعلیٰ معیار بھی قائم کر سکیں اور عموماً یہ زمانہ نوجوانی کا زمانہ ہے جو پندرہ سال کی عمر سے لے کر پینتالیس پچاس سال تک اور زیادہ سے زیادہ ساتھ سال تک کا زمانہ ہے۔ کیونکہ ہر ایک کی اپنی اعصابی مضبوطی کے لحاظ سے اپنی اپنی استعدادیں ہوتی ہیں اور اس میں پھر یہ ہے کہ ان کے تجربے سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ ان عموماً میں پچاس سے ساٹھ سال کے درمیان عموماً طاقت تو وہ نہیں رہتی، اوج سخت نہیں ہو سکتی جتنی ایک نوجوان کر سکتا ہے، لیکن بہر حال تجربات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اس لئے حکمتیں بھی دیکھ لیں اب عموماً ساٹھ سال کی عمر تک کام لینے کے قانون بنائی ہیں اور اس کے بعد ریٹائر کر دیں ہیں۔ تو اس زمانے کو، جوانی کے زمانے کو کس طرح کا رُخ بنا دیا جائے جس سے خاتمہ بالخیر ہو اس کے بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طریقے

بتا دیے۔

فرمایا: ”اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفسِ امارہ نے اس کو روڑی کیا ہوا ہے۔ لیکن اگر کوئی کارِ اہتمام میں تو یہی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا نَفْسًا لَّامَنَةً سَالِفًا﴾ (یوسف: 54)۔ یعنی میں اپنے نفس کو بُری نہیں بھرا سکتا کیونکہ نفسِ امارہ بدی کی طرف تحریک کرتا ہے۔ اس کی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جس پر میرا رب رحم کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کے واسطے کسی ہی طریقے میں ملکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ تراویح ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کا رُخ نہیں ہوتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ساتھ نہ ہو۔ اور اصل تو یہ ہے کہ اصل ذہن اور تقویٰ تو ہے ہی وہی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اسی طرح ملتا ہے۔ ورنہ کیا یہ کچھ نہیں ہے کہ بہت سے جاسے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں تو اس ظاہری تقویٰ اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے۔“ (مفسر طہ جلد چہارم صفحہ 200 جدید ایڈیشن) کہ سفید لباس بھی ہو لیکن وہ پلید بھی ہو سکتا ہے۔

پھر فرمایا کہ: ”تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جب کہ قوتی میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے۔ اس زمانے میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔“ پھر ٹیکوں پر قائم رہنے کے لئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ تین طریقے ہیں جن پر چل کر انسان یہ نیکیاں کر سکتا ہے اور وہ تین طریقے کو نئے سے ہیں۔ فرمایا کہ پہلا طریقہ جو ہے وہ تدبیر ہے۔ فرمایا کہ: ”اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اوّل ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ سے گڑھے میں نہ ڈالے ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا۔ جو شخص دیدہ دانستہ براہِ اختیار کرتا ہے یا کوئیں میں گرتا ہے اور نہ ہر کھاتا ہے وہ ہینڈ ہلاک ہوگا۔ ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ رحم نہیں سکتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لئے (جس کو اللہ تعالیٰ مومنہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک نمونہ بنے) کہ جہاں تک ممکن ہے بد چھتوں اور بدعاتوں سے پرہیز کریں اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگا لیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہاں تک تدبیر کا حق

تہ تدبیر کرنی چاہئے اور کوئی دقیقہ فرو گذار نہ نہیں کرنا چاہئے۔ یاد رکھو تدبیر بھی ایک عقلی عبادت ہے، اس کو حقیر مت سمجھو۔ جو لوگ بدیوں سے بچنے کی جو بڑا تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس طرح پرخدا تعالیٰ ان سے الگ ہو جاتا ہے۔“

فرمایا کہ: ”میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفسِ امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اس کا نفسِ امارہ خدا تعالیٰ کے نزدیک لوامتہ ہو جاتا ہے اور ایسی قابلِ قدر جہد کی پالیتا ہے کہ یا تو وہ امارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور جو بڑ کر کے وہی قابلِ لعنت نفسِ امارہ، نفسِ لوامتہ ہو جاتا ہے جس کو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ بھی اس کی قسم کھاتا ہے۔“ یعنی پہلے تو بدیوں کی طرف اُبھار رہا تھا پھر دل میں طماعت پیدا ہوئی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے۔ جس حقیقی تقویٰ اور طہارت حاصل کرنے کے واسطے اوّل یہ ضروری شرط ہے کہ جہاں تک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعاتوں اور بد چھتوں کو ترک کرو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریکوں کا موجب ہو سکیں۔ جس قدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھلی ہے اس قدر کوشش کرو اور اس سے متھو، نہ ہوا۔“

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بعض دکھاوے کی چیزیں ہیں یا دکھاوے کی نمازیں پڑھ رہا ہے تو ایسے لوگوں کو کہتے دیں۔ اگر دکھاوے کی بھی ہیں اور نیت اصلاح کی ہے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہی نمازیں وہ خشیت میں ڈوبی ہوئی نمازیں بن جائیں گی۔ یہ شیطان کا کھل ہے جو دل میں ہر وقت دوسرے پیدا کرتا رہتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے اور تم اس لئے آ رہے ہو یا ایک دفعہ کسی نے چھیز دیا تو زک گئے۔ عموماً نوجوانوں میں یہ عادت ہوتی ہے۔

دوسرا ذریعہ اصلاح کا، ان حقوق کی ادائیگی کا، دعا ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ”دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے وہ دعا ہے۔ اس لئے جس قدر ہو سکے دعا کرو۔ یہ طریق بھی اعلیٰ درجہ کا مجرب اور مفید ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے ﴿اَذْفُوْنِیْ اَنْتُمْ حَبْلٌ لِّکُمْ﴾ (الحومن: 61)۔ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔ دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہئے۔ دوسری قوموں کو دعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ فخر اور ناز صرف اسلام ہی کو ہے۔ دوسرے مذاہب اس سے بالکل بے بہرہ ہیں۔“

پھر فرمایا: ”دعا تو وہ کرتا ہے جو اپنی ذمہ داری اور جواب دہی کو سمجھتا ہے لیکن جو شخص اپنے آپ کو بُری اللہ تصور کرتا ہے وہ دعا کیوں

کرے گا۔

تو آپ فرما رہے ہیں کہ دیکھو مسلمانوں کو چونکہ علم ہے کہ ایک مسلمان نے جو بھی جہاد میں لیا ہے وہ اپنے اعمال کی وجہ سے ہی لیا ہے اس لئے وہ عمل بھی کرتا ہے اور ساتھ دعا سے اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے اور جس کو یہ یقین نہ ہو کہ اس کی جہاد اعمال کی وجہ سے ہے وہ دعا کی طرف کیا خاک راغب ہوگا۔

پھر یہ بھی فرما دیا کہ دعا کرنی کس طرح ہے؟ ”مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زانیہ کی بجائے نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اس کو سوس کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میرا آج تو یقیناً جھکھو باب اجابت اس کے لئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدوں سے پہنچے اور نیکیوں پر استغفار کے لئے عطا ہوتی ہے۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھ کر زبردست ہے۔“

یعنی ایسی حالت میں قبولیت کے دروازے کھلیں گے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی جھکتے والا اور عاجزی اختیار کرنے والا، گڑگڑانے والا بن جائے۔ اس لئے فرمایا کہ اپنے اوپر ایسی حالت طاری کر دو کہ بالکل خدا میں فنا ہو جاؤ۔ جب اس طرح خدا تعالیٰ کے حضور ڈوب کر دعا کرو گے تو دل میں صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے گا اور دنیا کی ہوس اور خواہش ویسے ہی ختم ہو جائے گی اور ہر قدم صرف نیکیوں کی طرف اٹھنے والا قدم ہی ہوگا۔

فرمایا لیکن یاد رکھو کہ:- ”مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت اور حالت سے محض ناواقف ہیں اور اسی وجہ سے اس زمانے میں بہت سے لوگ اس سے منکر ہو گئے ہیں کیونکہ وہ ان تاثرات کو نہیں پاتے۔ اور منکر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ تو ہوتا ہی ہے پھر دعا کی کیا حاجت ہے۔ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تو زبابانہ ہے۔ انہیں چونکہ دعا کی تجربہ نہیں اس کی تاثرات پر اطلاع نہیں اس لئے اس طرح کہہ دیتے ہیں۔ ورنہ اگر وہ ایسے ہی متوکل ہیں تو پھر تیار ہو کر علاج کیوں کرتے ہیں؟ خطرناک امراض میں مبتلا ہوتے ہیں تو طبیب کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ چارہ کرنے والے، یعنی کوشش کرنے والے (یعنی لوگ) ہوتے ہیں۔“

دنیاوی معاملات میں جب کچھ ہوتا ہے وہ ہوتا ہی ہے تو پھر تیار ہونے کے علاج کی کوشش نہ کریں۔ اس لئے آپ فرما رہے ہیں کہ بعض دفعہ دعا کے منکر بھی کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے اس طرح ہوتا ہے اس لئے دعا کی

ضرورت نہیں۔ تو آپ نے فرمایا پھر پیاریوں میں علاج ہی نہ کرو اس قسم کی باتیں کرنا تم علمی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ فرمایا یہ تو ٹھیک ہے خدا تعالیٰ کی تقدیر نے کام کرتا ہے لیکن یہ کس کو پتہ ہے کہ کس معاملے میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کیا ہے۔ جب پتہ ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے جو تدبیریں کیلئے کہا ہوا ہے اس تدبیر کو بھی پوری طرح اختیار کرنا چاہئے اور فرمایا کہ ان میں سے ایک سب سے زبردست تدبیر یہی دعا ہے۔ لیکن بات وہی ہے کہ اس کو کرنے کا جو حق ہے وہ ادا کرو۔ دعا کرنے کا حق کیا ہے اور دعا کے آداب کیا ہیں جن کے مطابق دعا کرنی چاہئے۔

اس بارہ میں آپ فرماتے ہیں:- ”میں یقیناً جانتا ہوں کہ چونکہ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو اس نقطہ سے جہاں دعا اثر کرتی ہے دور دروہ جاتے ہیں اور وہ تھک کر دعا چھوڑ دیتے ہیں اور خود ہی یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ دعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو ان کی اپنی غلطی اور کمزوری ہے۔ جب تک کافی وزن نہ ہو خواہ زہر ہو یا تریاق اس کا اثر نہیں ہوتا۔ کسی کو بھوک لگی ہوئی ہو اور وہ چاہے کہ ایک دانہ سے پیٹ بھر لے یا تو بھر غذا کھا لے تو کیا ہو سکتا ہے کہ وہ سیر ہو جاوے؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح جس کو پیاس لگی ہوئی ہے ایک قفلہ پانی اس کی پیاس کب کبھی سکتی ہے۔ بلکہ سیر ہونے کیلئے چاہئے کہ وہ کافی غذا کھاوے اور پیاس بجھانے کے واسطے لازم ہے کہ کافی پانی پیوے تب جا کر اس کی تلی ہو سکتی ہے۔“

فرمایا کہ:- ”اسی طرح پر دعا کرتے وقت بے دلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہئے اور جلدی ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ اس وقت تک چٹنا نہیں چاہئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے۔ جو لوگ تھک جاتے اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ یہ محروم رہ جانے کی نشانی ہے۔ میرے نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں خیالی بات نہیں۔ جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ اسے آسان کر دیتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ تیار سے شفا اس کے ذریعہ ملتی ہے۔ دنیا کی تنگیوں، مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں۔ دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچا لیتی ہے۔ اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے اور خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے۔ گناہ سے نجات دیتی ہے اور نیکیوں پر استقامت اس کے ذریعہ آتی ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جس کو دعا پر ایمان ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم درجہ بھرتوں کو دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کو دیکھ کر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خدا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شروع قرآن ہی میں دعا سکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی عظیم الشان اور ضروری چیز ہے اس کے بغیر انسان کچھ

بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الرحمن الرحیم)۔ ملک یوم الذین ﴿الفصل: 2-4﴾ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو تمام صفات سے بیان فرمایا ہے۔ ذب العلیین ظاہر کرتا ہے کہ وہ ذرہ ذرہ کی ربوبیت کر رہا ہے۔ عالم اسے کہتے ہیں جس کی خبر مل سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں ہے جس کی ربوبیت نہ کرتا ہو۔ اور اجسام وغیرہ سب کی ربوبیت کر رہا ہے۔ وہی ہے جو ہر ایک چیز کے حسب حال اس کی پرورش کرتا ہے۔ جہاں جسم کی پرورش فرماتا ہے وہاں روح کی سیری اور ملنے کے لئے معارف اور حقائق وہی عطا فرماتا ہے۔

پھر فرمایا ہے کہ وہ رحمن ہے یعنی اعمال سے بھی بیشتر اس کی رحمتیں موجود ہیں۔ پیدا ہونے سے پہلے ہی زمین، چاند، سورج، ہوا، پانی وغیرہ جس قدر اشیاء ہیں انسان کے لئے ضروری ہیں موجود ہوتی ہیں۔ اور پھر وہ اللہ رحیم ہے یعنی کسی کے نیک اعمال کو ضائع نہیں کرتا بلکہ پاداش عمل دیتا ہے۔

یعنی عمل کا اجر دیتا ہے۔ ”پھر ملک یوم الذین“ ہے یعنی جزا وہی دیتا ہے اور وہی یوم الجزاء کا ملک ہے۔ اس قدر صفات اللہ کے بیان کے بعد دعا کی تحریک کی ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی اور ان صفات پر ایمان لاتا ہے تو خواہ وہ اور میں ایک جوش اور تحریک ہوتی ہے اور دعا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتی ہے۔ اس کے بعد ﴿وَإِذْ نَادَيْنَاكَ﴾ (الْمُنْفِقِينَ) کی ہدایت فرمائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلیات اور رحمتوں کے ظہور کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے اس پر ہمیشہ کربسہ رہو اور کبھی مت جھکو۔

غرض اصلاح نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس میں جس قدر قفل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کرے گا اور اس راہ میں جھکتے والا قدم رکھے گا اسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔ تمام مشکلات دور ہو جائیں گی اور دعا کرنے والا تقویٰ کی اعلیٰ شکل پر پہنچ جائے گا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ نفسانی جذبات پر محض خدا تعالیٰ کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں:- ”خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز ہرگز دعا کی قدر نہیں کرنی چاہئے۔“ فرمایا کہ:- ”پھر دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ﴾ (البقرہ: 187) یعنی جب میرے بندے مجھ سے

سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے تو کہہ دو کہ وہ بہت ہی قریب ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اسے جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب بھی روایا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کثیف اور الہام کے واسطے سے۔ اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ ہر مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔

غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی بڑا اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:- ”میں میں صیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تہذیبی ہوگی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا۔“

پھر فرمایا تیسرا ذریعہ ان نیکیوں کو حاصل کرنے کا ”محبت صادقین“ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کونسا مع الصادقین یعنی صادقوں کے ساتھ رہو۔ صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ ان کا نورِ صدق و استقلال دوسروں پر اثر ڈالتا ہے اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔

اس بارہ میں میں ایک تفصیلی خط بھی دے چکا ہوں اور یہ مجلس بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے جلسے بھی انہی کی ایک قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صادق بنائے اور صدق پھیلانے کی توفیق بھی دے۔

پھر فرمایا:- ”یہ تین ذریعے ہیں جو ایمان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسے طاقت دیتے ہیں اور جب تک ان ذرائع سے انسان فائدہ نہیں اٹھاتا اس وقت تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اس پر حملہ کرے اس کی متاع ایمان کو چھین نہ لے جاوے اسی لئے بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ مضبوطی کے ساتھ اپنے قدم کو رکھا جاوے اور ہر طرح سے شیطانی حملوں سے احتیاط کی جاوے۔ جو شخص ان تینوں ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں کرتا ہے۔“

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اتفاقی حملے سے نقصان اٹھاوے۔“ تو آپ نے فرمایا کہ یہ تین ذریعے یعنی 1۔ کوشش کر کے برائیوں سے بچنا۔ 2۔ آج کل کے ماحول میں بھی ہزار ہا قسم کی برائیاں منکھولے کھڑی ہیں۔ ہر گئی اور ہر مگر پر، رسکول میں، کالجوں میں، کام کی جگہوں پر غرض کہ کوئی جگہ بھی تو ایسی نہیں رہی جہاں یہ کہا جاسکے کہ ایسی جگہ ہے

جہاں ہم برائیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کی سوچ میں برائی نہیں ہوتی یا کم از کم جان بوجھ کر برائی میں پڑنے کی کوشش نہیں کر رہا ہوتا لیکن ایسے حالات پیش آ جاتے ہیں کہ برائی میں گھسنا جاتا ہے۔ مثلاً مرد عورت کا (جن کا کوئی عزم رشتہ نہ ہو) بے تکلفانہ اغوا بیٹھنا، ملنا جھپٹنا بعض دفعہ مسائل کھڑے کر دیتا ہے۔ یہاں ان فکلوں میں ماخل ایسا ہے کہ لڑکیاں بعض دفعہ الزام لگا دیتی ہیں کہ فلاں شخص میں بُرائی ہے اور اس نے مجھ سے یہ زیادتی کی ہے یا مرد عورتوں اور لڑکیوں کے متعلق غلط قسم کی باتیں کر جاتے ہیں۔ تو اس لئے اسلام نے حکم دیا ہے کہ مرد عورت کا اس طرح ملنا ٹھیک ہی نہیں ہے۔ ایک حجاب ہونا چاہئے جو ہمیں بُرائیوں سے بھی محفوظ رکھے گا اور بُرائیوں کے الزام سے بھی محفوظ رکھے گا۔

پھر دوسری بات جو برائیوں سے بچانے والی اور نیکیوں کی توثیق کے ساتھ اچھے انجام کی طرف لے جانے والی ہے وہ دعا ہے۔ اور انسان کی طبیعت دعا کی طرف اس وقت مائل ہوتی ہے جب دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کا تقویٰ بھرا ہو۔ کوئی بھی بُرائی نہ دیکھے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کے حضور جھکتے ہوئے دعا سے اس کی مدد مانگتے ہوئے اس سے بچنے کی کوشش کریں اور جیسا کہ فرمایا دعا اس طرح ہو جس طرح روح پکھل کر اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچی ہے۔ اور دعا کرنے کا بہترین ذریعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نماز ہی کو قرار دیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا صلوٰۃ ہی دعا ہے اور نماز عبادت کا مغز ہے۔ صرف زبانی دعائیں نہیں بلکہ دعائیں بھی اس طرح ہوں جس طرح خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور وہ یہی ہے کہ بچو تو اس کے آگے حاضر ہوا جائے اور نمازیں ادا کی جائیں۔ اور اپنے آپ کو پاک صاف رکھنے کے لئے اس سے مدد مانگتے رہیں۔ اور تیسری بات جو نیکیوں کی طرف لے جاتی ہے وہ محبت صادقین ہے۔ اس کے طریقے آج کل، جیسا کہ میں بتا چکا ہوں، درس، اجلاس، اجتماعات کوئی بھی ایسی مجلس جہاں بزرگ نیکی کی باتیں کر رہے ہوں، جلسے وغیرہ قرآن پڑھنا، سمجھنا، حدیث پڑھنا سمجھنا، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنا۔ ان کو بھی سمجھنے کیلئے بعض دفعہ بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ ایسی مجلسوں میں جانا جہاں سے یہ سمجھ آ جائیں تو یہ چیزیں اختیار کرنی چاہئیں۔ بھران کے اختیار کرنے سے تم برائیوں سے بچ سکو گے اور صرف بُرائیوں سے بچنا ہی مقصود نہیں ہونا چاہئے بلکہ نیکیوں کو اختیار کرنا اصل مقصد ہے۔ اور صرف بڑی بڑی نیکیوں کو اختیار کرنا یا صرف بڑی بڑی بُرائیوں کو چھوڑنا ایک مومن کا مقصد نہیں ہوتا بلکہ انسان اور وہ انسان جس کو ایمان لانے کا دعویٰ ہے اس کو مومن ہونے کا دعویٰ ہے ہر وقت اس کوشش

میں لگا رہتا ہے کہ باریک سے باریک، چھوٹی سے چھوٹی بُرائی کو بھی چھوڑے اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی اختیار کرے اور تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارے ورنہ تو کوئی فائدہ نہیں۔ آپ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ مشہور بدیاں ہیں مثلاً چوری، زنا، بیعت، بددیانتی، بدظنری وغیرہ سے بچنا ہی نیکی نہیں ہے اور صرف اس پر ہی نازاں نہیں ہونا چاہئے کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا مذہب سے بھی کوئی تعلق نہیں اور وہ یہ بُرائیاں نہیں کرتے۔ قرآن کریم جس کو ہم آخری شرعی کتاب کے طور پر مانتے ہیں وہ تو ہمیں اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”مگر وہ جماعت (جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے کہ انہوں نے ایسے اعمال صالحہ کیے کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو گئے) صرف ترک بدی ہی سے نہ قناعتی۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بیچ سمجھا۔ خدا کی مخلوق کو نفع پہنچانے کے واسطے اپنے آرام و آسائش کو ترک کر دیا جب کار وہ ان مدارج اور مراتب میں پہنچے کہ آواز آگئی وَضِیْئُ السَّعَةِ غَسْتَمُ وَرَضُوْا غِنًی (البیہ: 9)۔“

”پس انہیں چاہئے کہ تم ایک ہی بات اپنے لئے کافی نہ سمجھو۔ ہاں اول بدیوں سے پرہیز کرو اور بھران کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے کسی اور مجاہدہ سے کام لو۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو۔ جب تک انسان ان دونوں صفات سے متصف نہیں ہوتا یعنی بدیاں چھوڑ کر نیکیاں حاصل نہیں کرتا وہ اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا۔ مومن کا ہی کی تعریف میں تو اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ فرمایا گیا ہے۔ اب غور کرو کہ کیا انتہائی انعام تھا کہ وہ چوری چکاری راہ پر نہیں کرتے تھے یا اس سے کچھ بڑھ کر مراد ہے۔ نہیں، اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ کے میں تو وہی اولیٰ درجہ کے انعامات رکھے ہیں جو مخاطبہ اور مکالمہ الہیہ کہلاتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق حاصل ہو جائے کہ جہاں اللہ تعالیٰ انسان سے بولے گی اور اس کی سنے گی۔

فرمایا کہ: ”اگر کسی قدر مقصود ہوتا جو بعض لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرنا ہی کمال ہے تو اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ کے دعا کی تعلیم نہ دیتی جس کا انتہائی اور آخری مرتبہ اور مقام خدا تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا انتہائی کمال نہ تھا کہ وہ چوری چکاری نہ کیا کرتے تھے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت، صدق و وفا میں اپنا نظیر نہ دیکھتے تھے۔ پس اس دعا کی تعلیم سے یہ سکھایا کہ نیکی اور انعام ایک الگ شے ہے۔ جب تک انسان اسے حاصل نہیں کرتا اس وقت تک وہ نیکی اور صابر نہیں کہلا سکتا۔ اور مُنْعَمٌ عَلَیْہِ کہ زمرہ میں نہیں آتا۔ اس سے آگے فرمایا غُفِرَ الْمَغْضُوْبُ

عَلٰیہِمْ وَ لَا الضَّالِّیْنَ (المائدہ: 7) اس مطلب کو قرآن شریف نے دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے کہ مومن کے نفس کی تکمیل و شربتوں کے پینے سے ہوتی ہے۔ ایک شربت کا نام کافوری ہے اور دوسرے کا نام زنجبیلی ہے۔ کافوری شربت توی ہے کہ اس کے پینے سے نفس بالکل ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور بدیوں کے لئے کسی قسم کی حرارت اس میں محسوس نہ ہو۔ جس طرح پرفکافوری میں یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ زہریلے مواد کو دبا دیتا ہے اسی لئے اسے کافور کہتے ہیں اسی طرح یہ کافوری شربت گناہ اور بدی کے زہر کو دبا دیتا ہے اور وہ مواد ورتہ جو اُٹھ کر انسان کی روح کو ہلاک کرتے ہیں ان کو اُٹھنے نہیں دیتا بلکہ بے اثر کر دیتا ہے۔ دوسرا شربت زنجبیلی ہے جس کے ذریعہ انسان میں نیکیوں کے لئے ایک قوت اور طاقت آتی ہے اور پھر حرارت پیدا ہوتی ہے۔ پس اِنْفِیْئَا الصُّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ (المائدہ: 76) تو اصل مقصد اور غرض ہے۔ یہ کہ زنجبیلی شربت ہے اور غُفِرَ الْمَغْضُوْبُ عَلٰیہِمْ وَ لَا الضَّالِّیْنَ (المائدہ: 7) کافوری شربت ہے۔“

فرمایا کہ ان چھوٹی چھوٹی برائیوں کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ اکثر یہ برائیاں چھپ کر حملہ کرتی ہیں اور جب ان کے قابو میں انسان ایک دفعہ آ جائے تو پھر چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے گو اِنْفِیْئَا الصُّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ کے دعا ہو رہی ہوتی ہے لیکن عمل ان چھپی ہوئی برائیوں کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

فرمایا کہ: ”انسان موٹی موٹی بدیوں کو تو آسانی سے چھوڑ دیتا ہے لیکن بعض بدیاں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اول تو انسان مشکل سے انہیں معلوم کرتا ہے اور بھران کا چھوڑنا اسے بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔“

فرمایا کہ: ”یہ باریک اور مخفی بدیاں ہوتی ہیں جو انسان کو فضاائل کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ یہ اخلاقی بدیاں ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ اور معاملات میں پیش آتی ہیں اور زور دار۔ ایسی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بغض، کینہ، حسد، ریا، تکبر پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے بھائی کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ چند روز اگر نماز سنوار کر پڑھی ہے اور لوگوں نے تعریف کی تو ریا اور غموں پیدا ہو گیا اور وہ اصل غرض جو اخلاص تھی جاتی رہی۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے دولت دی ہے یا علم دیا ہے یا کوئی خاندانی وجاہت حاصل ہے تو اس کی وجہ سے اپنے بھائی کو جس کو یہ باتیں نہیں ملی ہیں حقیر اور ذلیل سمجھتا ہے اور اپنے بھائی کی عیب چینی کے لئے حربیں ہوتا ہے۔ اور تکبر مختلف رنگوں میں ہوتا ہے کسی میں کسی رنگ میں اور کسی میں کسی طرح سے۔ علماء علم کے رنگ میں اسے ظاہر کرتے ہیں اور علمی طور پر کتنے چینی کر کے اپنے بھائی کو گوارا نہ جانتے ہیں۔ غرض کسی نہ کسی طرح عیب چینی کر کے

اپنے بھائی کو ذلیل کرنا اور نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ رات دن اس کے عیبوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اس قسم کی باریک بدیاں ہوتی ہیں جن کا دور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور شریعت ان باتوں کو جائز نہیں رکھتی ہے۔“

فرماتے ہیں کہ: ”ان سے خلاصی پانا اور برائیاں ایک ہی بات ہے۔“ یعنی انتہائی کوشش اور دعا سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ان بدیوں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ ”اور جب تک ان بدیوں سے نجات حاصل نہ کر لے تریک نفس کامل طور پر نہیں ہوتا اور انسان ان کمالات اور انعامات کا وارث نہیں بنتا جو تریک نفس کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پالی ہے۔“ کی بڑی بڑی گویا کو دیکھا ہے بظاہر نیکی کی تعلیم اور تقنین کر رہے ہوتے ہیں لیکن جب قضاء میں یا کہیں اور معاملہ ہو رہا ہو، کسی سے ناراضگی ہو تو بعض دفعہ حیرت ہوتی ہے ان لوگوں کو سن کر کہ ایسی بدی بڑی بڑی کر رہے ہوتے ہیں، ایسی زبان کا استعمال کر رہے ہوتے ہیں کہ آدمی پریشان ہو جاتا ہے۔

فرمایا کہ: ”بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پالی ہے۔ لیکن جب بھی موقع آ پڑتا ہے اور کسی مسفیہ سے مقابلہ ہو جائے تو آئیں بڑا جوش آتا ہے اور پھر وہ گند آن سے ظاہر ہوتا ہے جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس وقت پہلے لگتا ہے کہ اچھی کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور وہ تریک نفس جو کمال کرتا ہے میسر نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تریک جس کو اخلاقی تریک کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لئے بھی وہی تین پہلو ہیں۔ اول مجاہدہ اور تدبیر۔ دوم دعا۔ سوم صحبت صادقین۔ تو اللہ کا فضل حاصل کرنے کیلئے اس کے آگے جھکو، دعا کرو۔ اس سے اس کا عرفان مانگو۔ جب اس کی پہچان ہو جائے گی تو اس کے فضل سے نفس کا تریک بھی ہو جائے گا۔

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”درحقیقت یہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بد اخلاقی، کبر، ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اس پر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور یہ مواد روئے بہل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ ان کو نہ جلائے۔“ یعنی یہ جو رذیل چیزیں ہیں، یہ گند جو انسان کے ذہن میں ہیں، سوچوں میں ہے، اس وقت تک نہیں جل سکتیں۔ اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتیں جب تک اللہ کا خوف نہ ہو، اس کی خشیت دل میں نہ ہو اور جب یہ ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کی بھی بے انتہا بارش کرے گا اور اپنے فضل سے ان کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

فرمایا کہ: ”جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے

پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر بھی اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کو کچھ حقیقت نہیں پاتا۔ وہ اس نور اور روشنی کو جو انوار معرفت سے اسے ملتی ہے اپنی کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے فطرتی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے خدا تعالیٰ ہی کا فضل اور رحم بقین کرتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ”میں میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کی قسم کا تکبر اور غر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آٹھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلماتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسان ہے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسانی روشنی کا محتاج ہے۔ آٹھ بھی دیکھ نہیں سکتی۔ جب تک سورج کی روشنی جو آسان ہے آتی ہے، نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسان ہی ہے آتی ہے۔ میں سچ جانتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو اس کو آٹھ کرے اور چاہے تو دور کرے۔“

پاک ہونے کا ایک طریقہ اللہ تعالیٰ سے اطلاع یا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نظام وصیت بھی فرمایا ہے۔ آگے چل کر اس کا ذکر کروں گا۔

پھر فرمایا: ”میں بھی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو سلوٹ اور لاشیاء محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور بجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبہ نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حوصلہ چاڑھے اور کسی وقت کی قسم کا بطل اور شرع صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لائق سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے آتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے کہ تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنیاد ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے۔“

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس قدر توبہ تھی اپنی جماعت کو تقویٰ کے اعلیٰ معیار تک پہنچانے اور عاجزی دکھانے ہوئے ہر فرد جماعت کی گردن خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھکانے اور اس کا عرفان حاصل کروانے اور اس کی مخلوق سے جتنی ہمدردی پیدا کرتے کی کہ آپ ہمیشہ

جماعت کی اس سچ پر تربیت فرماتے رہے۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:

”میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت بخود دنیا میں ہو سکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔ عام طور پر تکبر دنیا میں پھیلا ہوا ہے علماء اپنے علم کی شہی اور تکبر میں گرفتار ہیں۔ فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اور ہی قسم کی ہو رہی ہے۔ ان کو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا۔ ان کی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے اس لئے ان کے مجاہدے اور یافتمیں بھی کچھ اور ہی قسم کی ہیں جن کا چشمہ نبوت سے پتہ نہیں چلتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ دل کو پاک کرنے کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں۔ یہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں۔ پس یہ زمانہ اب بالکل خالی ہے۔ نبوی طریق جیسا کہ کرنے کا تھا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اس کو بھلا دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ محدودیت پھر چاڑھے اور تقویٰ اور طہارت پھر قائم ہو اور اس کو اس لئے اس جماعت کے ذریعہ چاہا ہے۔ پس فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو اسی طرح پر جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے۔“

اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ: ”شریعت کے دوی بڑے حصے اور پہلو ہیں جن کی حفاظت انسان کو ضروری ہے۔ ایک حق اللہ دوسرے حق العباد۔ حق اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی اطاعت، عبادت، توحید، ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا۔ اور حق العباد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے تکبر، خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے۔ گویا اخلاقی حصہ میں کی قسم کا فتنہ ہو۔ سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں۔“

(تقریر حضرت مسیح موعودؑ بر موقع جلسہ سالانہ 29 دسمبر 1904ء بحوالہ ملفوظات جلد چہارم صفحہ 214 تا 217 جدید ایڈیشن)

آپ فرماتے ہیں: ”دیکھو دنیا چند روزہ ہے اور آگے پیچھے سب مرنے والے ہیں قبریں منہ کھولے ہوئے آوازیں ماری ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی نوبت پر جا داخل ہوتا ہے۔ عمر ایسی بے اعتبار اور زندگی ایسی ناپائیدار ہے کہ چھ ماہ اور تین ماہ تک زندہ رہنے کی امید کسی؟ اتنی بھی امید اور یقین نہیں کہ ایک قدم کے بعد دوسرے قدم اٹھانے تک زندہ رہیں گے یا نہیں۔ پھر جب یہ حال ہے کہ موت کی گھڑی کا علم نہیں اور یہ یکن بات ہے کہ وہ یقینی ہے، ملتے والی نہیں تو دانشمند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اس کے لئے تیار رہے۔ اسی لئے

قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے ﴿فَلَا تَسْتَوُوا﴾ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿البقرہ (133)﴾ ہر وقت جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ کرے اور ان ہر حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے بات نہیں بنتی۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ حقوق بھی دوسم کے ہیں ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔ اور حقوق عباد بھی دوسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں خواہ وہ بھائی ہے یا باپ ہے یا بیٹا مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے اور ایک عام بنی نوع انسان سے کچھ ہمدردی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اسی کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو۔ بلکہ اگر دوزخ اور بہشت مذہبی ہوں تو بھی اسی کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لئے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر پیڑہ صاف نہیں ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 68، حدیث ایڈیشن)

پس جیسا کہ فرمایا جماعت کا فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف توجہ کر وہ حقیقی اصلاح کیا ہے؟ حقیقی اصلاح وہ ہے جس کا آنحضرت ﷺ نے ہمیں طریق بتایا ہے اور اس میں ایک تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے جیسا کہ پہلے ہی بتایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ خالص ہو کر اس کی عبادت کی جائے اس کے احکامات پر عمل کیا جائے اس کی توحید کو قائم کیا جائے یہ نہیں ہے کہ فُلُیْ هُوَ اللّٰهُ اخذ کر کر دینا تو کوئی پیغام دے رہے ہوں کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اور ہم بڑے زور سے پکار پکار کر دینا کہ کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے۔ اگر تم اپنی اور رسولوں کی بھٹا چاہے ہو تو اس ایک خدا کی طرف لوٹو اس کی عبادت کرو جو تمہارا بھی رب ہے لیکن ہمارے اپنے دلوں میں کئی بت قائم ہوئے ہوئے ہوں، ہمارے عمل اس کے آٹھ ہوں، پانچ وقت نمازوں میں ہم ستمی تمکارتے ہوں، اس کی صفات پر ہمیں مکمل یقین نہ ہو۔ ایک طرف تو ہم یہ کہہ رہے ہوں کہ اللہ تعالیٰ علّٰی و جمیع ہے اور دوسری طرف ہمارے اس کی حرکات سرزد ہو ہی جیسے خدا تعالیٰ کو ان کا علم ہی نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفات پر یقین پیدا ہو جائے گا تو خدا تعالیٰ کی محبت اور حقیقی اطاعت تو خود بخود پیدا ہو جائے گی۔ پھر یاد رکھیں حقوق العباد بھی بہت اہم ہے۔ تمہارے دل میں اپنے بھائیوں کے متعلق کسی بھی قسم کا تکبر کا خیال پیدا نہیں ہونا چاہئے بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ تمہارا پیڑہ دشمن کے لئے بھی صاف ہونا چاہئے۔ کبھی ان کے حقوق غصب کرنے اور ان سے خیانت کرنے کے بارہ میں میں تمہارے دل میں خیال پیدا نہ ہو اور کبھی تم اپنے بھائیوں پر اپنی سا ظلم کرنے والے بھی نہ ٹھہرو۔

گزشتہ ایک سال میں میں نے بساط کے مطابق ان بنیادی اخلاق کے بارہ میں اتنی مکمل کر تعقیل توجہ دلانے کی کوشش کی ہے اور جس نے بھی ان خطبات کو سنا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ اور اس کے رسول اور حقوق العباد کے کیا طریق ہیں۔ قرآن وحدیث سے بہت مکمل کر طریق بتائے گئے ہیں۔ اب میں پھر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ددل کو محسوس کریں۔ اپنے حقوق العباد کی طرف توجہ کریں تاکہ آسمان میں پاکیزہ دل میں شمار ہوں اور خدا پر تلخیر کیلئے کوشش کرنے والوں میں شمار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کی خاطر قربانیاں کرنے کی توفیق دے اور ان لوگوں میں شمار ہونے کی توفیق دے جو ہمعلیہ گردہ ہیں ورنہ ہمارا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو نہ سے تو ﴿حَبْرَ الدِّیْنِ اَنْتُمْ عَلَیْہُمْ﴾ کہہ رہے ہوئے ہیں مگر دل سے یہ سمجھتے ہیں کہ نہ ہم ان میں شمار ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہمیں ان میں شمار ہونے کی ضرورت ہے یا خواہم ہے۔ انسان کو موت کو بھی ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ موت کا خیال رہے تو حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بھی خیال رہے گا۔ اس لئے روزانہ اپنا حساب کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی اسی وقت قائم ہوں گے، اسی وقت قابل قبول ہوں گے جب بندوں کے حقوق بھی ساتھ ادا ہو رہے ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرواہ کرتا ہے اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اُس کا بڑا بھاری مطالعہ انسان کے ذمہ ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ میں بھلا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا تھا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا۔ میں بیمار تھا تم نے میری عیادت نہ کی۔ جن لوگوں سے یہ سوال ہوگا وہ کہیں گے کہ اسے ہمارے رب تو کب بھوکا تھا جو ہم نے کھانا نہ دیا۔ تو کب پیاسا تھا جو پانی نہ دیا۔ اور تو کب بیمار تھا جو تیمری عیادت نہ کی۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تھا مگر تم نے اس کی کوئی ہمدردی نہ کی۔ اُس کی ہمدردی میری ہمدردی تھی۔ ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہے گا کہ شاپاش اتم نے میری ہمدردی کی۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے پانی پلا یا میوہ نہ دیا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلا یا میوہ نہ دیا۔ جماعت عرض کرے گی کہ اسے ہمارے خدا اتم نے کب تیرے ساتھ اٹھایا کیا؟ تب اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تھی۔ دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا

ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اُس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اُس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اُس کو تو کوئی تکلیف اُس نے نہیں دی۔ مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اُس کی مخلوق سے سرد مہری کرتے کیونکہ اُس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔

غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا ذریعہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اُس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نمائش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں اخلاص کے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔“ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 216-215 جدید ایڈیشن)

آپ فرماتے ہیں کہ: ”میں نے تذکرۃ الاولیاء میں پڑھا ہے کہ ایک ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی۔ ان بارش کے دنوں میں میں نے دیکھا کہ ایک اسی برس کا بوڑھا کبیر ہے“ بزرگ آدمی جو کہ آگ پرست تھا ”جو کھٹے پر چڑھنے کے لئے دانے ڈال رہا ہے۔ میں نے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حیلہ ہو جاتے ہیں اُس سے کہا کہ کیا تیرے اس عمل سے تجھے کچھ ثواب ہوگا؟ تو اُس گمبے نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہوگا۔ پھر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جو میں حج کو گیا تو دیکھا کہ وہی گمبے طواف کر رہا ہے۔ اُس گمبے نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکھو ان دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟ یعنی وہی دانے میرے اسلام تک لانے کا موجب ہو گئے۔

حدیث میں بھی ذکر آیا ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایمان کا جلیبٹ میں نہیں ہے بہت خرچ کیا تھا کیا اس کا ثواب بھی مجھے ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا کہ یہ اسی صدقہ و خیرات کا ثمرہ تو ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے ادنیٰ فعل اخلاص کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ اور یہی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خیر گیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہو جاتی ہے۔“ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 216-215 جدید ایڈیشن)

اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور اُسے ہی ہم اہل اخلاق کا انسان کہہ سکتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی کا جذبہ زیادہ پایا جاتا ہو اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تو اس ہمدردی کے دائرے کو بہت وسیع کر دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ کرو بلکہ خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ کوئی ہو۔ جو تم سے بُرائی کرتا ہے اگر اُس کو بھی کبھی تمہاری ہمدردی اور ہمدردی کی ضرورت ہے تو اُس سے بھی ہمدردی کرو۔ بلکہ اُس کا تمہارا ساتھ بُرائی کرنا تمہاری ہمدردی کا تقاضا کرتا ہے۔ اُس سے اُس کی یہ بُرائی دیکھ کر تمہارے دل میں تڑپ پیدا ہو، اُس کے لئے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور اُس ہمدردی کے جذبہ کے تحت تم اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے یہ پیش کیسے دے کہ اُس کو میرے خلاف غصہ اور بغض اور کینہ ہے جس کی آگ میں یہ پیچھا رہتا ہے۔ اس کو اس کی اس تکلیف سے بچالے اور تسکین قلب عطا فرما۔ اس کو عقل دے اور سمجھ دے اور اس کی نسلوں کو بھی ان برائیوں سے اور ان برائیوں کے اثرات سے محفوظ رکھ۔ جب تم اس طرح دوسرے کے لئے دعا کرو گے اُس کی تکلیف کا احساس کر رہے ہو گے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تب ہی کہا جاسکتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کر رہے ہو جس پر ایک مومن کو چلنا چاہئے یعنی ﴿وَإِذِ الْمُنَّةَ بَنَامُزَ بِالْمُذَلِّذِ وَالْأَخْسَانِ وَالْبَنَاتِ ذِي الْقُرْبَىٰ﴾ (النحل: ۱۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم ہمیشہ عدل و انصاف کو ملحوظ رکھیں کیونکہ یہ نیکی ہے۔ اور جو کوئی تم سے نیکی کرے تم بھی اُس کے ساتھ نیکی کرو۔ اور پھر یہ یاد رکھیں کہ مومن کا قدم ایک جگہ کھڑا نہیں ہوتا بلکہ آگے بڑھتا ہے اور جتنا جتنا تم نیکیوں میں ترقی کرتے جاؤ گے اتنا اتنا ایمان میں ترقی کرتے چلے جاؤ گے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ”پھر دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اُس سے بھی بڑھ کر اُس سے سلوک کرو۔ یہ احسان ہے۔ احسان کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی نہ کبھی ممکن ہے احسان والا اپنا احسان جلا دے۔ مگر ان سے بڑھ کر ایک درجہ ہے کہ ایمان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس پرورش میں کسی اجراء اور ضلع کی خواستگاہ نہیں ہوتی بلکہ اطمینان جوش ہوتا ہے جو بچے کے لئے اپنے سارے کھانے اور آرام قربان کر دیتی ہے۔“

فرمایا: ”جس اسی طریق پر نیکی ہو کہ اُسے طبی مرتبہ تک پہنچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شے ترقی کرتے کرتے اپنے طبی ملک تک پہنچ جاتی ہے اس وقت وہ کامل ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اُس کی مخلوق

سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تائید کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے۔“

تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ سنو اور یاد رکھو کہ میرے آنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت قائم کرو جو صرف دنیا پر ہی نہ ٹوٹی ہو بلکہ اُس کو آخرت کی بھی فکر ہو۔ اُس کو یہ بھی فکر ہو کہ ہم نے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اور ہمارے اعمال ایسے ہوں کہ جو خاتمہ بالخیر کی طرف لے جانے والے ہوں۔ اور جب ہم اللہ کے حضور حاضر ہوں تو خالی ہاتھ نہ ہوں۔ فرمایا کہ اعمال کو جانے کے لئے دو باتوں کا خیال رکھو اگر ان کے مطابق تم نکل گے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بندوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اور وہ باتیں کیا ہیں؟ حقوق اللہ یعنی اللہ کی عبادت کرنا، اُس کی وحدانیت کا اعلان کرنا، اُس کا خوف اور خشیت اپنے پرطاری رکھنا اور اُس کی رضا کے حصول کی کوشش کرنا۔ دوسری یہ کہ اُس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا اور معاشرے سے فساد کو ختم کرنا۔ اُس کا بھی آخری نتیجہ یہی نکلے گا کہ تم حقوق اللہ ادا کرنے والے ہو گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہو گے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کے بارے میں تم سننے بھی ہو جاتے ہو مگر پھر بھی تم کو مل کرنے کی اس طرح توفیق نہیں ملتی جس طرح کہ ان کو کجا لانے کا حق ہے تو فرمایا کہ اس کے تین طریق ہیں۔ ایک تو یاد رکھو کہ ہر کام کو کرنے کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لئے بھی محنت کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی امتحانوں کے لئے بھی ایک لمبا عرصہ تیاری کرتے ہو تو پھر یہیں جا کر کامیاب ہوتے ہو۔ اگر پھر کسی خاص شعبہ میں جانے کے لئے مطلوبہ نمبر یا گریڈ نہ ملیں تو پھر کوشش ہوتی ہے تاکہ گریڈ امپروو (improve) ہو جائے۔ تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے بھی تمہیں کوشش کرنی ہوگی۔ پھر یہ تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کا معاملہ ہے اس لئے صرف تمہاری تدبیروں اور کوششوں سے یہ مقام حاصل نہیں ہو جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہی یہ معیار تمہیں حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے تمہیں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہوگا، اُس کے حضور گونگڑا نا ہوگا، اُس سے دعا میں مانگی ہوں گی۔ اور جب تم کوشش کے ساتھ دعاؤں میں لگو گے تو ان لوگوں میں شامل ہونے والوں کی طرف قدم اٹھانے والے ہو گے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ یہاں بھی شیطان تمہارے راستے میں روڑے اٹکاتا رہے گا، تمہیں دھمکتا رہے گا۔ تو تدبیر اور دعا کے ساتھ یہ بھی کوشش کرو کہ تم صحبت صالحین سے فائدہ اٹھاؤ۔ نیک مجالس اور نیک لوگوں میں بیٹھنے کی کوشش کرو جو تمہیں

نیکیوں کی تلقین کرنے والے ہوں اور نیک اعمال بجالانے والے ہوں۔ تو اس طرح تم نیکیوں کے معیار قائم کرتے چلے جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہو گے۔ (تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بر موقع جلسہ سالانہ 29 ستمبر 1904، بعد نماز ظہر، بمقام مسجد اقصیٰ۔ قادیان)

یہ ارشادات جیسا کہ میں نے پہلے کہا جن کا خلاصہ میں نے بیان کیا ہے یہ 1904ء میں آپ نے جلسہ سالانہ میں فرماتے تھے اور پورے درود سے آپ نے جماعت کو انجام بخیر ہونے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ لیکن ٹھیک ایک سال کے بعد جیسا کہ میں نے پہلے ضنا ذکر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ جماعت کو تباہ کر نیکیوں پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور انجام بخیر حاصل کرنے کے لئے ایک اور ذریعہ بھی ہے جو ہمیں نیکیوں پر قائم رہنے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے میں مددگار ہوگا بلکہ انتہائی اہم نسخہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہو گے اور حقوق العباد ادا کرنے کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہوں گے اور وہ یہ نظام وصیت۔ اس کی اہمیت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

”تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک تم کو دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھائیں اور خدا سے خاص انعام پادیں۔“ (الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308 مطبوعہ لندن)

پس آپ نے وصیت کا نظام جاری کرتے ہوئے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے اور اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ اور اس دروازے میں داخل ہو جاؤ۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

”دنیا کے کام کسی نے نہ تو کبھی پورے کئے ہیں اور نہ ہی کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے۔ کون سمجھاوے جب کہ خدا تعالیٰ نے نہ سمجھایا ہو۔ دنیا کے کام کرنا کتنا نہیں مگر مومن وہ ہے جو حقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے دن رات سوچتا یہاں تک کہ پٹنگ پر لینے بھی فکر کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اٹھاتا ہے ایسا ہی دین کی غمخواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکہ ہے۔ موت کا ڈر اقبال نہیں۔“

کی خواہشات کی طرف توجہ رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور دینی معاملات کی کوئی گفٹ نہیں ہوتی۔ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ انسان یہ بھول جاتا ہے کہ موت کا بھی ایک وقت مقرر ہے۔ اس لئے انجام بخیر ہونے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں رہتی۔

ایک جگہ آپ نے فرمایا: ”اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اُس سے زیادہ کوئی راہ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں۔ اور خدا کے لئے تقویٰ کی زندگی اختیار کرو۔ وہ دوسرے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الہی ہو۔ اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اُس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پائی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذت چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اُس کی راہ میں وہ تقویٰ نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تقویٰ اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے۔ اور تم اُن راستہ بازوں کے وارث بنے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تمہارے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ کی ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ بچھ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا بللی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملوثی رکھتا ہے۔ اور اُس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملوثی اپنے اعراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی بیرونی نہیں کرتے بلکہ شیطان

کی بیرونی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔ بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تمہارے ہی دونوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے۔ اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تقویٰ اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک توہنوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھگوے تو دیکھو تمہیں خدا کی شفاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر دینا خدا ہی عملی طور پر اہل قلب و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ دہی سے پرہیز کرو۔ اور بنی نوع سے بچی ہمدردی کے ساتھ عیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کیے جاؤ۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-308)

تو یہ وصیت کا جب نظام جاری فرمایا تو اُس وقت کا آپ کا یہ ارشاد ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی آخرت کے مقابلہ میں اتنی حیثیت ہے جتنی کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے اور پھر وہ اُسے نکال کر دیکھے کہ اُس پر کتنا پانی لگا ہوا ہے۔“ (ترمذی کتاب الزہد، باب ما جافی، حوان الدنيا على الله)

تو جب دنیا کی اتنی بھی حیثیت نہیں ہے تو ہمیں کس قدر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جس چیز کے ہم پیچھے پڑے ہوئے ہیں اُس کی تو کوئی حیثیت نہیں اور جو اصل مقصود ہونا چاہئے اُس کی طرف توجہ اپنی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہے جو انجام بخیر کی طرف لے جاتی ہے۔

والسلام الوصیت میں فرماتے ہیں کہ: ”خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملوثی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا پردہ سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمان کے مطابق، آپ کے ارشادات کو سن کر، آپ کی خواہشات کو دیکھ کر جو شخص اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا آپ فرماتے ہیں کہ اس میں نفاق پایا جاتا ہے کہ کتنا کچھ ہے اور کتنا کچھ ہے۔ اور اگر کامل اطاعت گزار اور تمام باتوں کو دل سے تسلیم کرنے والا ہے تو وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف صدق سے قدم اٹھانے والا ہے اور اس کی ضائع کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے والا ہے۔ پھر اسی سالہ میں آپ نے خدا کے ایسے پسندیدہ اور کامل الایمان لوگوں کے بارے میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر بتایا کہ حقیقت میں بہشتی لوگ ہوں گے۔ جب وصیت کا نظام شروع کیا اُس وقت 1905ء میں آپ نے یہ رسالہ لکھا تھا اور اس کو لکھنے کی وجہ یہ فرمائی تھی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ میرا وقت قریب ہے اور اب ایک تو نظام خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا جو میرے بعد میرے کاموں کی تکمیل کرے گا۔ اور دوسرا اس سلسلہ کو چلانے کے لئے ایسے مخلصین جماعت میں پیدا ہوتے رہیں گے جن کا پہلے ذکر آ چکا ہے جو روحانیت کے بھی اعلیٰ معیار تک پہنچنے والے ہوں گے اور ماری قربانیوں کو بھی اعلیٰ معیار تک پہنچانے والے ہوں گے۔ اور ایسے مخلصین جو ہوں گے اُن کی انفرادیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بہشتی قرار دیا ہے اور اس وجہ سے اُن کا ایک علیحدہ قبرستان بھی ہوگا جہاں اُن کی تدفین ہوگی۔ اس لئے بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آتا تھا۔

پس یہ وہ نظام ہے جو اس زمانے میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی یقین دہانی کرانے والا نظام ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو دین کی خاطر قربانیاں دینے والی جماعت کا نظام ہے۔ اور یہ وہ جماعت ہے جو دنیا میں دینی انسانیت کی خدمت کرتی ہے۔ جس پر ہماری ان باتوں کے سننے کے بعد غور کرے اور دیکھے کہ کس قدر فکر سے اور کوشش سے اس نظام میں شامل ہونا چاہئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نیکی کے معیار وہاں تک نہیں پہنچے جو حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے اس معیار کی شرائط کو پورا کر سکیں۔ تو وہ سن لیں کہ یہ نظام ایک ایسا انقلابی نظام ہے کہ اگر نیک بننے سے اس میں شامل ہوا جائے اور شامل ہونے کے بعد جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے اندر بہتری کی کوشش بھی کی جائے تو اس نظام کی برکت سے روحانی تبدیلی جو کئی سالوں کی مسافت سے وہ دونوں میں اور دونوں کی محنتوں میں طے ہو جائے گی۔ پس اپنی اصلاح کی خاطر بھی اس نظام میں احمدیوں کو شامل ہونا چاہئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں ہیں اُن سے حصہ لینا چاہئے۔

آپ 1905ء میں فرماتے ہیں کہ: ”مجھے ایک جگہ دیکھا کہ آدمی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو تاپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام شئی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔“

پھر فرماتے ہیں کہ: ”میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواہش ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح واداری اور صدق کا نمونہ دکھایا۔ امین یا زبّ العالَمین۔“

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اسے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملوثی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ امین یا زبّ العالَمین۔“

اور پھر فرمایا کہ: ”میں تیری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اسے میرے قادر کریم! اے خداے غفور و رحیم! تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدعتی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بھی

دعائوں کے طالب

محمود احمد بانی

مسند محمود بانی

کلکتہ

SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

BANI

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :

Late Mian Muhammad Yusuf Bani

(1908-1968)

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS

5, Sooterkin Street, Calcutta-700072

(13)

21.28 دسمبر 2004ء

بہشت روزگار دکان

تیری محبت میں کھوئے گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشائی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ (ابن مسنن یا زب الغالیین۔)

فرمایا: ”اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں بھیجی گئی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اَنْزِلْنَا فِيْهَا سَكُنًا رَّخِيْمًا یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی غنی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستہ بازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔ سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہوگا۔“

”پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض انہی لوگوں سے طلب کیا گیا ہے، نہ دوسروں سے۔“ ایسی آمدنی کا روپیہ جو فتوحات و فتوحات ہوتا رہے گا اعلانہ مکہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔“

”دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔“

فرمایا: ”خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک امر جو مصارف اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پڑیں گے۔ اب زمانہ ایسا آ رہا ہے جب کہ بانیں ظاہر بھی ہونا شروع ہو گئی ہیں ان باتوں کے علاوہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روح کی ہیں۔ یہ گلتا ہے کہ مزید کہاں کہاں خرچ کئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ آپ نے فرمایا اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ خدمت انسانیت کے لئے بھی خرچ ہو سکتے ہیں۔

پھر فرمایا: ”یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دُور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہو گئے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمان داری کے جوش سے یہ مراد کام دکھائے۔“

تو آپ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ توقع رکھی ہے کہ ایسی جماعت پیدا ہوگی اور ضرور

پیدا ہوگی جو یہ مراد کام دکھائے اور اس جوش اور جذبے کے ساتھ نظام میں شامل ہو اور قربانیوں کی مثالیں قائم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والی ہوگی۔

پھر فرمایا: ”تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور عمرات سے پرہیز کرنا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرنا ہو۔ چچا اور صاف مسلمان ہو۔“

اور پھر چوتھی شرط ہے جو اس میں اس کا غرضی نوٹ ہی ہے کہ: ”ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صراحہ تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 316، 320)

اس نظام کو قائم رکھنے کے 2005ء میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک سو سال ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ 1905ء میں آپ نے اسے جاری فرمایا تھا لیکن جیسا کہ متعدد جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کو خوشخبریاں دے چکے ہیں۔ آپ نے جماعت پر حسن ظن فرمایا ہے کہ ایسے موثبن ملنے رہیں گے اور ضرور ملنے رہیں گے جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہوں گے اور روحانیت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں گے۔ لیکن جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا، نہیں ہو رہے۔ جس سے مجھے کچھ پریشانی ہوئی ہے اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار رکھوں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے۔ وہ اعداد و شمار یہ ہیں کہ آج نہ تو سال پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905ء سے لے کر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیت کی ہے۔ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہونے سو سال ہو جائیں گے۔ میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اپنی پسلیوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار آدمی دے دیں جو کم از کم پچاس ہزار دے دیں تو ایسے ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہمیں تو ایسے موسم نکلیں کہ کہا جاسکے کہ انہوں نے خدا کے سچ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔

پھر بہت سے لوگوں کی طرف سے یہ تجویزیں بھی آئی ہیں کہ 2008ء میں خلافت کو بھی سو سال پورے ہو جائیں گے اس وقت خلافت کی بھی سو سالہ جوبلی منانی چاہئے تو بہر حال وہ تو ایک کئی کام کر رہی ہے۔ وہ کیا کرتے ہیں، رپورٹیں دیں گے تو یہ گئے گا۔ لیکن میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ

سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمائے والے افراد ہیں، جو چندہ دہندہ ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد کو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔ اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔ اور اس میں جیسا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ایسے لوگ شامل ہونے چاہئیں جو انجام بالآخر کی فکر کرنے والے اور عبادات بجالانے والے ہیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لئے خدام اللہ علیہ انصار اللہ صف دوم جو ہے اور پچہ امام اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ کیونکہ ستر پچتر سال کی عمر میں پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لگائے ہوئے ہوں تو اس وقت وصیت تو بچا کھائی ہے جو جوش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ احمدی بوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں بھر پور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو خاص طور پر ہمیں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاندانوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ دنیاوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگنا ہے تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعودؑ نے ایک تقریر فرمائی جیلے کے موقع پر نظام نو کے نام سے بھیجی ہوئی کتاب ہے۔ اسے پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو کہ آج کل دنیا کے ازموں اور مختلف نظاموں کے جو غرے لگائے جا رہے ہیں وہ سب کھو چکے ہیں۔ اور اگر اس زمانے میں کوئی انقلابی نظام ہے جو دنیا کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو روح کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو انسانیت کی خدمت کرنے کا دعویٰ حقیقت میں کر سکتا ہے تو وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کردہ نظام وصیت ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نظام کی قدرت کرنے والوں کو انداز بھی بہت فرمایا ہے، دُرا یا بھی بہت ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ نہ۔“ بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن تمیز کرے۔ اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دواں حصہ مل جائیگا اور خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھائیں ہیں وہ اپنی ایمان داری پر ہمہ گیر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اَلَمْ يَخْشَ الْاِنْسَانُ اَنْ يُرْكَبَا اَنْ يَفْقُوْا اَنْ يَكُوْنُوْا اَمْنًا وَهُمْ لَا يَخْشَوْنَ﴾ (العنکبوت: 3-2) کیا لوگ یہ گمان

کرتے ہیں کہ میں اسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے اور ابھی اُن کا امتحان نہ کیا جائے؟ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں۔ صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مقابلہ پر کیا گیا اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دئے۔ پھر ایسا گمان کہ کیوں یونہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے کس قدر دُور از حقیقت ہے۔ اگر یہی روا ہو تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنیاد ڈالی؟ وہ ہر ایک زمانہ میں اپنا چاہتا رہا ہے کہ حیثیت اور طبیب میں فرق کر کے دکھلاوے اس لئے اب بھی اُس نے ایسا ہی کیا۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 327، 328)

فرمایا: ”یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تباہ کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معاند عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور تیز سے بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی قیول کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اُس کے دفتر میں سابقین اور اقلین لکھے جائیں گے۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو کہ اس عذاب کے معاند کے بعد ایمان بے سود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عیب۔ دیکھو! میں بہت قریب عذاب کی جہنم خبر دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زائد جلد ترجیح کر دو کہ کام آدے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتر ہے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ جب آخری وقت میں کہیں گے ﴿هَذَا مَسَاْعِدُ السَّخْفِ وَهَذَا الْمَرْضُلُوْنَ﴾۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 328، 329)

پس غور کریں، فکر کریں۔ جو سستیوں، کوتاہیاں ہو چکی ہیں اُن پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظام وصیت میں شامل ہو جائیں۔ اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی پسلیوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (افضل منبر پیش لندن کے شرکے کے ساتھ)

اخبار بدر میں اشتہارات دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

نظام وصیت کی اہمیت و برکات

خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں

(صمد احمد غوری استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

نظام وصیت وہ عظیم الشان اور عالمگیر نظام ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر ۱۹۰۵ء میں قائم فرمایا۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی سے اس بات کا عملی نمونہ پیش کرے کہ میں درحقیقت ”دین کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھوں گا۔“

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افراد جماعت سے یہ مطالبہ فرمایا کہ وہ اپنے نفوس کا ہر طرح سے تزکیہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اموال اور جائیدادوں کا کم از کم ۱۰٪ حصہ خدا کی راہ میں پیش کریں۔

حضور علیہ السلام کی اس انتہائی مبارک تحریک پر آپ کے صحابہ نے دالہانہ لبیک کہا اور بے دریغ اپنے اموال و نفوس اشاعت اسلام کیلئے قربان کئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ:

”مقبورہ ہشتی کی وصایا کے ماتحت آپ نے اپنی زرعی زمین جو بھیرہ میں تھی اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن احمدیہ کو بیہرہ کردی تھی۔“ (مرقاۃ المفہین فی حیات نور الدین صفحہ ۳۱۰)

نظام وصیت کی اہمیت اور اس کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ نہ صرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی اہمیت و برکات کا اظہار فرمایا بلکہ خلفاء کرام کو بھی اس کے عظیم الشان فوائد سے آگاہ فرماتا رہا ہے۔ اسی کے پیش نظر بعض احباب جنہیں نظام وصیت میں شمولیت کی تحریک کی جاتی ہے تو وہ کسر نفسی سے بیان کرتے ہیں کہ ہم تقویٰ کے اس معیار پر نہیں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے تقاضا فرمایا ہے۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد پیش نظر رکھنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں:-

”یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے خست کو ہار سترے کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وصیت کے بارہ میں سستی دکھلاتے ہیں میں انہیں توبہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔“ انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں ان کو آج کل کبہ کرتے موت آجاتی ہے پھر دل

کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر ذوق نہیں کے جا سکتے۔ سب کے دل ان کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر ان کی ذرا سی غفلت اور ذرا سی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔ پھر شیعوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر وہ وصیت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہئے کہ وصیت کر دیں بلکہ ایسے دوستوں کیلئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پھر کی ایسے ہیں جو پانچ پیسے یا چھ پیسے کی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں اور صرف دسویں یا دھیملا انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں ہزار آدمی وصیت سے محروم ہیں اور بخت کے قریب ہوتے ہوئے بھی اس میں داخل نہیں ہوتے۔“ (انفصل کمتمبر ۱۹۳۲ء)

نیز فرمایا:

”دوستوں کو چاہئے کہ جو وصیت کے برابر چندہ دیتے ہیں اور ایسے سینکڑوں آدمی ہیں وہ حساب لگا کر وصیت کر دیں۔ بعض اگر غور کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ صرف ایک پیڑ زیادہ چندہ دینے سے ان کیلئے جنت کا وعدہ ہو جاتا ہے۔ پس جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہئے کہ وہ وصیت کریں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمان کی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو جو شخص وصیت کرتا ہے اسے متقی بنا بھی دیتا ہے۔“ (انفصل کمتمبر ۱۹۳۲ء)

عالمگیر اسلامی اقتصادی نظام کا نفاذ نظام وصیت کے ذریعہ ہی ہوگا اسی طرح حضرت مسیح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ دراصل نظام وصیت ہی آگے چل کر عالمگیر اسلامی اقتصادی نظام کی شکل اختیار کرنے والا ہے۔ جس کے عظیم الشان مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ ہر فرد بشر کی ضرورت کو پورا کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:-

”جب وصیت کا نظام عمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ

اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا انشاء اللہ۔ جیم بیک نہ مانگے گا۔ یوں لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانے کی بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی، جوانوں کی باپ ہوگی، عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا۔ اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھلانے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا حسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔“ (نظام وصیت صفحہ ۱۳۰)

نظام وصیت اور قرآنی معارف کے حصول کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح

الثلاث کا ایک کشف

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ پر اللہ تعالیٰ نے کشف یا ظاہر فرمایا کہ موصیان کے ذریعہ ہی اب قرآنی انوار تمام عالم میں پھیلیں گے۔ آپ اپنے ایک خطبہ میں جو اس کشف کا ذکر فرماتے ہیں کہ

ایک دن جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت دُعاؤں میں مصروف تھا۔ اس وقت عالم بیداری میں نہیں نے دیکھا کہ جس طرح بجلی چمکتی ہے اور زمین کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک روشن کر دیتی ہے اسی طرح ایک نور ظاہر ہوا اور اس نے زمین کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ڈھانچ لیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ اُس نور کا ایک حصہ جیسے صبح ہو رہا ہے۔ پھر اُس نے الفاظ کا جامہ پہنا اور ایک بہ شوکت آواز نکالی جو کئی گویا نور سے ہی ہوئی تھی اور وہ یہ تھی:

”بَشْرٰی لَکُمْ“

(یعنی تمہارے لئے خوشخبری ہے)

یہ ایک بڑی بشارت تھی، لیکن اس کا ظاہر کرنا ضروری نہ تھا۔ ہاں دل میں ایک تھمسی تھی اور خواہش تھی کہ جس خور کو میں نے زمین کو ڈھانچتے ہوئے دیکھا ہے جس نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک زمین کو منور کر دیا ہے اس کی تفسیر بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مجھے سمجھائے۔ چنانچہ ہمارا خدا جو بڑی افضل کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے اُس نے خود اس کی تفسیر اسی طرح سمجھائی کہ گزشتہ پیر کے دن

میں ٹھہر کر نماز پڑھا اور تیسری رکعت کے قیام میں تھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی غیبی طاقت نے مجھے اپنے قریب میں لے لیا ہے اور اس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ جو نور میں نے اس دن دیکھا تھا وہ قرآن کا نور ہے جو تعلیم القرآن کی سکیم اور عارضی وقت کی سکیم کے ماتحت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ مارچ ۱۹۶۶ء)

آگے حضور نظر فرماتے ہیں:

پھر میں اس طرف بھی متوجہ ہوا کہ عارضی وقت کی تحریک جو قرآن کریم کیلئے سکھانے کے حلقہ جاری کی گئی ہے، اس کا تعلق نظام وصیت کے ساتھ بڑا گہرا ہے۔ چنانچہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ ”الوصیت“ کو مزید غور سے پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ واقع میں اس تحریک کا موسیٰ صاحبان کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس وقت میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ صرف ایک بات آپ دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ ”الوصیت“ کے شروع میں ہی ایک عبارت لکھی ہے اور حقیقتاً وہ عبارت اس نظام میں منسلک ہونے والے موسیٰ صاحبان ہی کی کیفیت بتا رہی ہے کہ تمہیں وصیت کر کے اس قسم کا انسان بننا پڑے گا۔ حضور فرماتے ہیں:

”خدا کی رضا کو تم کی طرح پائی نہیں سکتے، جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذت چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ سب کچھ نہ اٹھادو جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تقی اٹھا لو گے (یعنی اس نظام وصیت میں شامل ہو جاؤ گے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہو گے) تو ایک پیار سے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان رستہ بازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک فوت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے، لیکن تھوڑے ہیں جو آپسے ہیں۔“ (الوصیت)

”ہر ایک فوت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے“ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کا ترجمہ ہی ہے جو ہشتی مقبرہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل کیا تھا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”بھوکہ ایک قبرستان کیلئے بڑی بیماری بشارت سمجھی جاتی ہے اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ ہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا انسوز فیہا کحل ذخمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رقت اس قبرستان میں، اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رقت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حد نہیں۔“

(الوصیت) (خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ مارچ ۱۹۶۶ء)

نظام خلافت اور نظام وصیت

انجم انعام غوری ناظر اصلاح و ارشاد قادیان

حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نایود ہوتے ہوئے تمام لیا ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا اور ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔

سوا عمریزہ جبکہ قدیم سے سنت اللہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود قدرت میں دکھلا دیا ہے ساتھ انفلوں کی وجوہی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے ممکن ہو۔ (یعنی اپنی وفات کے قرب کی جو اطلاع دی ہے) اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جاوے گا کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی نمونہ ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے

پس اس عبادت میں حضور علیہ السلام نے اپنے بعد خلافت علی منہاج نبوت کے قیام کی نہایت وضاحت اور صراحت کے ساتھ بشارت عطا فرمادی ہے اور یہ بھی وضاحت فرمادی کہ وہ شخص خلافت ہوگی جس طرح کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے ذریعے خدا تعالیٰ نے خلافت راشدہ کا سلسلہ شروع فرمایا تھا۔

آجے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی بعثت اور پھر آپ کے بعد خلافت کے اعراض و مقاصد پر روشنی ڈالنے ہوئے فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رعوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا دیوب اور کیا ایشیا میں سب کو جو تک فطرت رکھتے ہیں تو حید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر دینی اور اخلاق اور عادات پر زور دینے سے۔“

ظاہر ہے اس مقصد کے حصول کیلئے اموال کی بھی ضرورت تھی اور صرف صاحب نصاب لوگوں کی زکوٰۃ اور عشر کے ٹیکوں سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتے تھے اس لئے زائد مالی قریبوں کی ضرورت تھی۔ جیسا کہ سیدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں زائد مالی قربانی کی تحریکات فرمائی تھیں اور پھر خلفائے راشدین کے زمانہ میں بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں نظام بیت المال کو اس قدر منظم کیا گیا کہ غرباء و مساکین حتیٰ کہ پیدا ہونے والے بچوں تک کیلئے وظائف مقرر کئے

میں وقت اب دنیا میں آیا خدا نے عہد کا دن بے رکھا یا مبارک وہ جواب ایمان لایا صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا وہی ہے ان کو ساقی نے پلا دی سحمان الذی اغزی اللہ الاعادی پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کے قرب وصال کی اطلاعات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنی شروع ہوئیں تو آپ نے اپنی پاک جماعت کو نصائح فرماتے ہوئے الوصیت کے نام سے ایک رسالہ 1905ء میں تصنیف فرمایا جس میں دو عظیم الشان بشارتیں عطا فرمائیں ایک تو خلافت علی منہاج النبوة کی بشارت دی کہ جو سلسلہ خلفائے راشدین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال تک جاری رہا کہ حضرت علی کی شہادت پر منقطع ہو گیا تھا اس کو خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد دائمی طور پر جاری فرمادے گا اور دوسرے خلافت راشدہ کے قیام کے اعراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے باذن الہی نظام وصیت کو جاری فرمایا۔

تفصیل اس اجمال کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ الوصیت سے بعض اقتباسات کے ذریعے پیش کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ اور جس راستہ بازی کو وہ دنیا میں پھیلا نا چاہتے ہیں اس کی حمز ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو قاتل دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو کشتی اور جھنڈے اور طعن اور تشویش کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ کشتی ٹھکرا چکے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہتھیار اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعے سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناقص رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (1) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک مبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک وقت بھی گئی اور نبوت سے باہر تھیں مگر مدد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے

مشکل کام معلوم نہیں ہوتا۔ ذرا سی توجہ اور کوشش سے انسان بچکانہ نمازوں کا عادی بن سکتا ہے لیکن مال خرچ کرنا نسبتاً زیادہ مشکل معلوم ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واحضرت الانفس الشحہ کہ انسان کے اندر شح کا مادہ پایا جاتا ہے۔ اسلئے خدا کی محبت حاصل کرنے کیلئے یہ شرط رکھ دی کہ پہلے مال کی محبت کو دل سے نکال دو اور فرمایا لیس تنالوا البر حتی تنفقوا مما تجبون کتم حقیقی نیکو کام نہیں کر سکو گے اور ابراہیم میں شامل نہ ہو سکو گے جب تک کہ اپنی محبوب ترین چیزوں کو راہ خدا میں خرچ نہ کرو۔ نیز فرمایا ومن یوق شرب نفسه فاولئک هم المفلحون (مشروہ) پس یہی فلسفہ ہے اتفاق فی سبیل اللہ کا کہ دنیا کے مال و متاع کی محبت سر ہوگی تو اللہ کی محبت کی گری محسوس ہوگی۔ اور انسان کی پیدائش کا مقصد وحید یہی ہے کہ اللہ کی محبت اور ان کی رضا کی جنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار چھ ہجڑوں نے یہی درس دیا بالآخر سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پاک انقلاب برپا کیا انکی شان یہ تھی کہ گویا گورہ سونے میں تبدیل ہو گیا ہے۔ راتوں کو راگ اور گنگ اور قند و سرور کی مٹھلون میں مست رہنے والے دل الہی میں محو ہو گئے۔ شراب و خباب کے متوالے نمازی اور روزہ دار بن گئے۔ اپنے اموال اور جائیدادوں کو بے دریغ راہ خدا میں خرچ کر دیا۔ حتیٰ کہ اپنے خون اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے اس رنگ میں خدا کی محبت پر دان چڑھائی کہ عرش الہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جانثار صحابہ کے حق میں یہ سب سب بڑے باری تعالیٰ جاری ہوئی کہ رضی اللہ عنہم و رضاعہم خدا ان سے راضی ہو گیا اور وہ خدا سے راضی ہو گئے۔

لیکن انفس کو کمر و زمانہ کے ساتھ مسلمانوں نے اللہ کے ذکر کو بھلا دی اور فانی فی تعلیمات کو فراموش کر دیا اور اموال کی محبت میں کھوئے گئے اور دنیا کی آلائشوں میں مبتلا ہو گئے۔ تب خدا نے اپنی سنت اور بشارت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند خلیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی مسعود کے منصب پر فائز کر کے مبعوث فرمایا۔ آپ کی بعثت کا مقصد تھا یہی حسی الدین و یقین الشریعہ کہ دین اسلام کو پھر سے زندہ کیا جائے اور شریعت قرآنیہ کو قائم کیا جائے اس غرض کیلئے آپ نے ایک پاک جماعت قائم فرمائی اور تقویٰ شعار دین کو نیا پیر مقدم کرنے والے پاک نفوس کا ایک گروہ تیار فرمایا چنانچہ آپ فرماتے ہیں ہ

وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیسئخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیمجدلہم من بعد خوفہم امننا یغبن ذنوبہم لا یشرکون بہ شیئاً ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم المفسقون۔ واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحموا۔ (سورۃ البقرہ آیات 56-57)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کیلئے اُسے معطوبی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کیلئے اس کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔ اور تم نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ میں دو اور اس رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے (تفسیر صغیر)

دین کے دو ہی بڑے ستون ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت۔ دوسرا اس کی مخلوق کی خدمت۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے اقموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ اور مومنوں کی یہ شان بتائی گئی ہے کہ یتقیون الصلوٰۃ ومما رزقناہم یتحققون کہ وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔

ایک زکوٰۃ تو وہ ہے جو اسلامی اصطلاح میں ہر صاحب نصاب پر واجب ہوتی ہے لیکن دراصل زکوٰۃ کا لغز جو ترکے سے لکھا ہے اس کے معنی نفس کی پاکیزگی ہے پس اللہ کے راستے میں اموال خرچ کرنے سے پاکیزگی نفس حاصل ہوتی ہے اس لحاظ سے زکوٰۃ میں ہر قسم کی مالی قربانی شامل ہے خواہ وہ فیصد زکوٰۃ کی صورت میں ہو یا صدقات کی صورت میں ہو یا دیگر بی اور قوی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جو کچھ فی سبیل اللہ خرچ کیا جاتا ہے وہ سب اس حکم میں شامل ہے۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام کے مذکورہ دو بنیادی ارکان میں سے اقامہ الصلوٰۃ زیادہ

پس اس لحاظ سے نظام خلافت اور نظام بیت المال دونوں لازم و ملزوم ہیں اشاعت اسلام کے موجودہ تقاضوں اور غرباء و مساکین اور یتیم و یتیم اور مسافر و مصیبت زدگان اور سنے داخل ہونے والوں کی تالیف قلوب کے اغراض و مقاصد کے پیش نظر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زکوٰۃ اور فقیہ حد و خیرات کے علاوہ مستقل مہاجر و چندہ کی ادارگی کو لازم قرار دیا تھا پھر حضرت مصلح موعود علیہ السلام رضی اللہ عنہ نے اس چندہ عام کی باقاعدہ شرح مقرر کر کے ہر احمدی کیلئے اپنی آمد کا سوا ہوا حصہ ادا کرنا لازم قرار دیا۔

لیکن تمام بنی نوع انسان کو حق حید کی طرف کھینچے اور ان کو دین واحد پر جمع کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کیلئے غیر معمولی مالی قربانی کرنے والے ایک ایسے پاک و گدہ کی ضرورت تھی جو مال کی محبت سے دستبردار ہو کر خدا کی محبت کے حصول میں ترقی کرے۔ چنانچہ اس غرض کیلئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے سو سال قبل 1905ء میں خدا تعالیٰ کے اذن سے نظام وصیت کو جاری فرمایا اور اس میں شامل ہونے والوں کے لئے دوا بنیادی شرائط مقرر فرمائیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنی جائیداد اور آمدنی کے کم از کم دسویں حصے کی سلسلہ عامہ علیہ کے حق میں وصیت کر دے تاکہ اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن اور ہر ایک امر جو مصلح اشاعت اسلام میں داخل ہے ایسے تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں۔ اور دوسری شرط یہ مقرر فرمائی کہ ایسی وصیت کرنے والا واقعی و باادب و عبادت سے پرہیز کرنے والا ہو اور کوئی شرک و بدعت کا کام نہ کرنا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو۔

ان دو شرائط کی پابندی کرنے والے کی میت کو ایک ایسے قبرستان میں دفن کرنے یا اس کے نام کا یادگاری کتبہ لگانے کی ہدایت فرمائی جس کا نام حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق بہشتی مقبرہ رکھا۔ اور قادیان میں اپنی ملکیتی زمین کا ایک رقبہ اس قبرستان کے لئے وقف کر کے اس بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھ دی۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس قبرستان کیلئے مندرج ذیل دعائیں کیں جو رسالہ الوصیت میں مندرج ہیں۔ حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

”میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواہگا ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کیلئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اسے میرے قادر خدا اس

زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو بنی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملوثی اُن کے کاروبار میں نہیں آسکے یا رب العالمین۔

پھر میں تیری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اسے میرے قادر کریم اللہ خدا سے غفور و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی خفا اور غرض فحشانی اور بدعتی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بھٹی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراح ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آمین یا رب العالمین۔

نیز فرماتے ہیں:-

”اور چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ازل نبھا کر رحمتی بنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی غنی سے اس طرف مائل کیا کہ اے قبرستان کیلئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راست بازاری کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں۔“

بعض واقعات اور کم فہم لوگ اس قبرستان کے قیام اور غیر معمولی مالی قربانی پیش کرنے والوں کو جنت کی بشارت دینے کو بدعت قرار دیتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے تخلصین کو جو صحیح ایمان اور اعمال صالحہ کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور اپنے اموال اور اپنی جانوں کو راہ خدا میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے اُن کو جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ اشتد ستری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة

پس جو مومنین اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے اور معمول سے بڑھ کر غیر معمولی مالی قربانیاں پیش کرتے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر امید رکھتے ہوئے بہشتی کیوں قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ضرور قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ خدا کا ایک مامور خدا کی بشارت کے مطابق اس طرح کی بشارت دے رہا ہے۔ اور اسی بناء پر بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے خوش نصیب اصحاب کو بہشتی قرار دینا بڑھ کر عجز نہیں ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الہی ہے۔ انسان کا اس میں دخل نہیں اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں دخل نہیں ہونے سے کوئی بہشتی

کیونکہ ہو سکتا ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔

(رسالہ الوصیت صفحہ 24-25 شامیہ)

اسی طرح بعض مفسرین یہ سمجھتے ہیں کہ محض اموال اور جائیدادیں جمع کرنے کی ایک ترکیب نکالی گئی ہے۔ ازل تو جیسا کہ حضور علیہ السلام نے وضاحت فرمادی ہے کہ یہ انتظام حسب وحی الہی ہے اور انسان کا اس میں دخل نہیں۔ دوسرے یہ اموال اور جائیدادیں کسی کے ذاتی تصرف کیلئے جمع نہیں کی جاتی ہیں بلکہ اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن اور ہر وہ امر جو مصلح اشاعت اسلام میں داخل ہے وہ تمام اموال و اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔

تیسرے یہ کہ صرف مال خرچ کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ وہی مومن اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کا اہل قرار دیا جائے گا جس کے متعلق ایک جماعت کو بھی دے کہ ہاں یہ شخص تھا جس نے تقویٰ کی راہوں پر اپنی زندگی گزارا ہے جو چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد متعلقہ وغیرہ متعلقہ کا سوا حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کیلئے ممکن ہے پابند احکام اسلام اور اتقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جانے والا اور اُس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور حق تعالیٰ عبادت و عصب کرنے والا ہو۔“

ابتداء میں خاکسار نے جو آیت اختلاف کی تلاوت کی تھی اس میں یہی بشارت دی گئی ہے کہ خلافت حقہ ہی کے ذریعے دین کو مقبول حاصل ہوگی اور انفرادی اور اجتماعی خوف کے حالات کو امن میں تبدیل کیا جائے گا۔ خواہ وہ دشمن کا خوف ہو خواہ بھوک اور افلاس کا خوف ہو۔ خواہ یتیم اور یتیم کا خوف ہو یا آفات راضی و سدا کی نتیجہ میں ظاہر ہونے والے خوف ہوں ہر قسم کے انفرادی اور اجتماعی خوف کو امن میں تبدیل کرنے کی ضمانت دی گئی ہے اور یہی برکات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت کی بنیاد فرمائی ہیں کہ اس نظام میں شامل ہونے والے خلافت کے ذریعہ یہاں تقویٰ کی زندگی بسر کرنے والے ہوں گے ہاں اُن کے پاک اموال دین اسلام کی اشاعت میں صرف ہوں گے اور لوگوں کے خوف کو امن میں تبدیل کرنے کا ذریعہ ہوں گے۔

لہذا نظام خلافت اور نظام وصیت دونوں ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں۔ نظام خلافت کی کامل برکات اُس وقت پورے زور کے ساتھ ظہور پذیر ہوں گی جب نظام بیت المال منظم ہوگا۔ دوسری طرف نظام بیت المال اُس وقت تک صحیح رنگ میں نافع انسان نہیں ہو سکتا جب تک نظام خلافت کی نگرانی میں کام نہ کرے۔

چنانچہ آج دیکھ لیں باوجود یہ کہ دنیا کی آبادی کا

چوتھ حصہ مسلمانوں کی آبادی پر مشتمل ہے اور 50 سے زائد مسلمانوں کی حکومتیں ہیں اور بعض حکومتیں مادی و مادی کی فراوانی سے بھی مستفیع ہیں اس کے باوجود نہ دین کو استحکام حاصل ہے اور نہ مسلمانوں کے انفرادی اور اجتماعی خوف دور و پار ہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی یہی وجہ ہے کہ یہ سب خلافت حقہ اسلامیہ کی قیادت سے محروم ہیں اور اس کے نتیجہ میں نظام بیت المال کی برکات سے بھی محروم ہیں۔

آخر پر میں نظام وصیت کی عظمت و اہمیت اور برکات کے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعود علیہ السلام رضی اللہ عنہ کے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں جو آپ کے پیچھے نظام نو سے لئے گئے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؑ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 24 وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بايديکم الی التهلكة واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین کی تفسیر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-

”اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو بھٹی لفظی تعلیم تم کہتے تھے کہ اسلام غرباء کے کھانے کا بھی انتظام کرتا ہے۔ ان کے کپڑے کا بھی انتظام کرتا ہے ان کے مکان کا بھی انتظام کرتا ہے اور ان کے علاج اور تعلیم کا بھی انتظام کرتا ہے مگر تم نے یہ نہیں بتایا کہ اسلام اس میں کامیاب ہوا ہے یا نہیں اگر کامیاب ہو چکا ہے تو ہمیں اس کا کوئی نمونہ دکھاؤ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تعلیم وہی کامیاب اور اعلیٰ ہوتی ہے جو ہر زمانہ کے مطابق سامان پیدا کرے۔ یعنی وہ لکھنا اور اور اپنے مقصد کو زمانہ کی ضرورت کے مطابق پورا کرے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں اس کی ضرورت کے مطابق یہ تعلیم کلی طور پر کامیاب رہی ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں علاوہ زکوٰۃ کے غرباء کی سب ضرورتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چندوں سے پوری فرمایا کرتے تھے۔ اور اس ضمن میں بعض صحابہ بڑی بڑی قربانیاں کیا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک وقت اپنا سارا مال دے دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک وقت قریب اپنا سارا مال دے دیا۔ اور یہ زکوٰۃ نہ تھی جس بقدر ضرورت تھی اس کے مطابق اس تعلیم نے کام دے دیا اور یہ طریقہ اُن زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے بالکل کافی تھا جب حکومت زیادہ پھیلی اور خلفاء کا زمانہ آیا تو اُس وقت منظم رنگ میں غرباء کی ضروریات کو پورا کرنے کی جدوجہد کی جاتی تھی چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایسے رجسٹر بنائے گئے جس میں سب لوگوں کے نام ہوتے تھے اور ہر فرد کے لئے روٹی اور کپڑا سامان کیا جاتا تھا۔ غرض خلفاء نے اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے اسلام کے احکام کی تعبیر کی مگر موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے کسی اور نظام کی ضرورت تھی اور اس نظام کے قیام کیلئے ضروری تھا کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے اور وہ ان تمام کاموں اور درودوں کو ماننے کیلئے ایسا نظام

پیش کرے جو زمین نہ ہو بلکہ آسانی ہو اور ایسا ڈھانچہ پیش کرے جو ان تمام ضرورتوں کو پورا کرے جو ہر ماہ کو لازم ہیں اور دنیا کی بے چینی کو دور کر دے ہر شخص جو تسلیم کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی موعود کی بے خبری سے ہر شخص جو تسلیم کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سچ اور مہدی کے آنے کی خوشخبری دی ہے لازماً اُسے یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس زمانہ میں جو فتنہ و فساد اور دکھ نظر کر رہا ہے اُس کو دور کرنے کا کام بھی اسی مامور کے سپرد ہونا چاہئے تاکہ وہ فتنے بھی پیدا نہ ہوں جو بولشوزم کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں وہ فتنے بھی پیدا نہ ہوں جو سوشلزم کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ فتنے بھی پیدا نہ ہوں جو جینٹلمن سوشلزم کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں دنیا کو کھانا بھی مل جائے دنیا کو کپڑا بھی مل جائے دنیا کو مکان بھی مل جائے دنیا کو دوا بھی مل جائے اور دنیا کو تعلیم بھی میرا جائے

ہیں موجود زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے خاتم اختلاف کا فرض تھا کہ وہ اسلامی اصول کے مطابق کوئی سکیم تیار کرے اور دنیا سے اس مصیبت کا خاتمہ کر دیتا۔ اب میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس زمانہ کے مامور نائب رسول اللہ نے کس طرح اسلامی تعلیم کے عین مطابق دنیا کے لئے ایک نئے نظام کی بنیاد رکھی۔ یہ بولشوزم۔ سوشلزم اور جینٹلمن سوشلزم کی تحریکیں سب جگہ کے بعد کی پیدائش ہیں۔ ہر جگہ کے بعد کی پیدائش ہے اور سائنس جگہ کے بعد کی پیدائش ہے۔ غرض یہ ساری تحریکیں جو دنیا میں ایک نیا نظام قائم کرنے کی کوششیں ہیں 1919ء اور 1921ء کے گرد پھیر رہی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے مامور نے نئے نظام کی بنیاد 1905ء میں رکھ دی تھی اور الوصیت کے ذریعہ رکھی تھی۔

نیز فرماتے ہیں: ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے جو حقیقی جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم سے کم دسویں حصہ کی وصیت کریں۔ اور آپ فرماتے ہیں ان وصایا سے جو آمد ہوگی وہ ترقی اسلام اور اشاعت علم و ترقی و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے مدخلوں کیلئے خرچ ہوگی۔“ (شرط نمبر 2)

اسی طرح ”ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہو گئے“ (شرط نمبر 2)

اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ ایسے امور بھی ہیں جن کو انھی میں بیان کیا جاسکتا اور یہ کہ عقربہ وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلا چلا کر کے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں

طرف سے آوازیں اٹھیں شروع ہو جائیں گی کہ آدمی تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں روس کے گے گاؤں میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں انگلستان کے گاؤں میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں جرمنی اور اٹلی کے گاؤں میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں۔ امریکہ کے گاؤں میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں اُس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اُس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔“

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں:- ”جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا۔ اور دکھ اور گھٹنی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا اللہ تعالیٰ ہمیکہ نہ مانگے گا یہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ بچھے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جو ان کی باپ ہوگی مورتوں کا شاہگ ہوگی۔ اور جبر کے بغیر تعمیر اور دی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ مدد کرے گا۔“

پس اسے دوستو! دنیا کا نیا نظام نہ مسر چر چل بنا سکتے ہیں نہ مسر و نہ دیت بنا سکتے ہیں۔ یہ الملائک چارے کے دعوے سب دھوکے ہیں اور اس میں کئی فتنے ہیں کی محبوب اور کی خامیاں ہیں۔ نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں جن کے دلوں میں نہامیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی وہ خدا تعالیٰ کے پیغام ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو ان قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج دینی تعلیم امن قائم کرنے کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیت کے ذریعہ 1905ء میں رکھ دی گئی ہے۔

آج پورے ایک سو سال بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم مقام ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح ابیہ اللہ تعالیٰ بصرہ والعزیز احمد اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ آپ نے اس سال تک اگت کو جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی خطاب میں احباب جماعت کو نظام وصیت کی طرف پروردگار دعا کی ہے۔

پس آج جو احباب اس بابرکت نظام وصیت میں شامل ہوں گے وہ دہرے از روٹاب کے ستی ہوں گے ایک تو مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری کردہ نظام وصیت میں شامل ہو رہے ہوں گے اور اپنے لئے جنت کی راہ ہموار کر رہے ہوں گے اور دوسرے ہمارے موجودہ امام کی تحریک پر لبیک کہنے کا اجر بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نفع سے توفیق بخشنے آمین۔ ☆☆☆

(30)

اور نظام وصیت کی بنیاد پر نظام کے کام ہو رہے ہیں۔ تحریک جدید نظام نو کی ضروریات ایک چھوٹے پیمانے پر پورا کر رہی ہے۔

انشاء اللہ خدا تعالیٰ نے چاہا تو احمدیت کی تیسری صدی میں نظام وصیت اور نظام تحریک جدید کے باہمی تعاون سے دنیا کے نظام نو کی جملہ ضروریات پوری ہوں گی وصیت کے اس نئے نظام میں محتاج پائی سائینس بے گھر بے زحمت بیوگان اپنا حصہ پائیں گے۔

غریب اور دلش اور بے سر و سامان لوگ جو کوئی ذریعہ معاش نہیں رکھتے۔ اور احمدیہ سماج کا حصہ ہیں۔ وہ ان اموال سے بقدر حاجت حصہ پائیں گے۔

ان اموال میں سے اسلام کے مسکینین معلین واعطیان و اوقان زندگی، برچارک، مصطفیان، طلباء اور ہر علم کے محققین ماہر سائنس دانان ماہر فلکیات موجدان الکائنات، و انکشافات اپنے گھڑاے پائیا کریں گے۔

اشاعت و ترویج اسلام اشاعت علوم جدیدہ، علوم لدنیہ، علوم دینیہ، تصانیف و دیگر ذرائع نشر و اشاعت ان اموال سے تشکیل پذیر ہوا کریں گے۔

نئے زہر مند پیشہ وروں کو اس کے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے حسب ضرورت اس کی حریت و وقار کو قائم رکھتے ہوئے ان اموال سے رقم دی جایا کریں گی۔

غریب ان اموال سے ہر فرد بشر کی روزی اور باعزت روزگار کا انتظام کیا جائے گا گھٹنی اور بے چینی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ یہ سارا کاروبار بغیر تنہد و جبر و اکراہ کے محض محبت و اخوت و رضائے الہی و حصول وصل الہی کے جذبات و نیت پر منحصر ہوگا۔

موازنہ دنیا کے تمام دیگر نظام جن میں سے چند کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ان سب کی بنیاد جبر و تشدد اور ظلم و ستم پر مبنی وہ آئے اور تاکہ ہو کر ناکارہ ہو گئے۔

نظام وصیت اور نظام تحریک جدید محبت اخوت انسانی ہمدری فلاح و بہبود پر تعمیر ہو رہا ہے آئندہ یہی نظام احمدیت دنیا کا مذہب اور دنیا کا مالی و اقتصادی نظام ہوگا۔ انشاء اللہ۔

سیدنا حضرت کاظمی کا اجماع علیہ السلام کی تحریات الوصیت اور منشی توح و غیرہ سے تو یہی امر سامنے آتا ہے کہ جو احمدی نظام وصیت سے باہر ہیں اور آپ کے حکم سے آنا کافی اور نال مولیٰ سے کام لیتے ہیں وہ سخت انتہاء میں پڑے ہوئے ہیں۔

وصیت جلد کرنے کی تاکید

نظام وصیت کی بنیاد 20 دسمبر 1905 کو کوئی مئی آج دسمبر 2004 یکصدی تک پانچ ذی شان خلفائے عظام ہوئے ہیں بھی نے احباب جماعت کو جلد سے جلد نظام وصیت میں شامل ہونے کی بار بار تاکید کی ہے نمونہ کے طور پر

”تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ اس (بولشوزم و کمینزم) سے بڑھ کر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تاکہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہوئی ہے اس نے نظام نو کی بنیاد رکھ دی۔“

اس نظام نو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیاد پتھر ہے“ (نظام نو صفحہ 111) ماخوذ تقریر جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1942، حضرت خلیفۃ المسیح (اٹھنی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے عظام کے تاکید و ارشادات کے بعد نال مولیٰ اور تاویل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ

”یادشیرا (خدا) نے ارادہ کیا ہے کہ اس نظام (وصیت) کے ذریعے سے مانتق اور مومن (وصیت اور ربط) میں تیز کرے“

نظام وصیت ابھی کشور اوسٹراخوئیز و دیشزگی کے عالم میں پھنپ رہا ہے جس کی بنیاد پر دنیا کے نظام نو کی بلند عمارت تعمیر کی جا رہی ہے جب تک یہ نظام پروڑا اوسٹراخوئیز عالم شایب کو پکھینے گا اور دنیا کی تمام دولتیں و اموال نظام وصیت کے زیر نگین آجائیں گے اور یہ

نظام دنیا کی تمام روحانی و اخلاقی مذہبی اور مالی و اقتصادی ضروریات کا مستقل قائل ہو جائے گا تب تک عبوری عرصہ کیلئے تحریک جدید بطور ابھاس کے کام کر رہی ہے

☆☆☆

الرحیمہ جیولرز

اور

معیاری زیورات کامرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی ایڈ سنر

پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ

حیدری ناتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443

آرام دہ اور عمدہ سفر کیلئے

Experience a new world of comfort while traveling

MASIHA CARS presents latest model cars

CARS SCORPIO, INDIGO MARINA & OMNI VAN

For booking please contact: Arshad Ali Siddiqui

Moh. Ahmadiyya Qadian (M) : 09815573547 (R) 01872-223069

قرآن مجید و احادیث سے نظام وصیت کا استنباط

محمد حمید کوثر (ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن وقف عاری)

خبر صادق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے بارے میں فرمایا: **خَبَرْنَا فِيهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرْنَا بِغَدِّكُمْ** (الفتح المجزء الثانی صفحہ ۱۲۶) یعنی قرآن مجید پر خوب غور کرنا اس میں تم سے پہلوں کی بھی خبریں ہیں اور تمہارے بعد آنے والوں کے متعلق بھی خبریں ہیں اس ضمن میں علامہ الشیخ سلمان ابن ابراہیم نے فرمایا۔

”وقد بين الله في كتابه ما جرى للاولين وما يجري للاحقين اذ ما من سر من الاسرار الا وهو مخبوء فيه قال تعالى لا رطب ولا يابس الا في كتاب مبين، وقال عز وجل ما فرطنا في الكتاب من شيء قال الامام علي رضي الله عنه ما من شيء الا وعلمه في القرآن ولكن عقول الرجال تعجز عنه قال ابن عباس رضي الله عنهما لوضاع لاحدكم عقلا بعير لوجده في القرآن (تاييج المودة المجزء الثالث ص ۶۲)“

ترجمہ اور جو کچھ پہلوں کے ساتھ گزر چکا ہے اور جو کچھ بعد میں آنے والوں کو پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب پاک قرآن مجید میں کھول کھول کر بیان فرمادیا ہے۔ کیوں کہ اسرار الہیہ میں کوئی مجید ایسا نہیں ہے جو اس میں پوشیدہ نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لا رطب ولا يابس الا في كتب مبين یعنی نہ تو کوئی تر چیز ہے اور نہ کوئی خشک چیز مگر وہ ایک کھلی کھلی کتاب میں موجود ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما فرطنا في الكتاب من شيء یعنی ہم نے اس کتاب میں کچھ بھی نہیں کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جس کا علم قرآن مجید میں موجود نہ ہو لیکن لوگوں کی عقلیں اور ہم اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی شخص کی اونٹ باندھنے کی رسی گم ہو جائے تو وہ ضرور اسے قرآن مجید میں پالے گا۔

مذکورہ بالا اصول کے مطابق یہ کیسے ممکن ہے کہ الوصیت کے نظام کی طرف قرآن مجید میں اشارہ نہ ہو۔ بلکہ الوصیت کا نظام بذات خود ایک ایسا نظام ہے جس کا قیام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمایا تھا۔ اور اس نظام سے مستقبل میں اسلام کی ترقی اور غلبہ کے لئے اہم کردار ادا کرنا

ہے (انشاء اللہ تعالیٰ) اگر قرآن مجید کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس نظام کا ذکر بہت سی آیات میں مل جاتا ہے مثلاً سورۃ البقرہ میں آخری زمانے کی علامات بیان کی گئی ہیں۔ انہی میں یہ علامت بھی بتائی گئی ہے و اذا الجحيم سعرت اور جب جہنم بجھڑ جائے گی و اذا الجنة ازلفت اور جب جنت قریب کر دی جائے گی۔ ان دونوں آیات کا تعلق قیامت کے علاوہ اس دنیا سے بھی ہے بلکہ آیت و اذا الجنة ازلفت کا زیادہ تعلق اس دنیا سے ہی بنتا ہے کیوں کہ روزِ حشر میں تو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو حکم دے گا و ادخلی فی جنتی (الفتح ۳۱-۸۹) (میری جنت میں داخل ہو جا) ان دو آیات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بے خبری کر ایک زمانہ ایسا آئے گا جب کہ اس دنیا میں جہنم کی طرف لے جانے والے گناہ اور محرکات بہت زیادہ ہو جائیں گے۔ موجودہ دور میں اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت جاری فرمایا تھا اس وقت بھی اور آج بھی دنیا میں جہنم کی طرف لے جانے والے گناہوں کی کثرت تھی اور ہے۔ شرک و الحاد و ہریت، بکداری شراب نوشی، ڈرگس و منشیات و رشوت و سوہ حرام خوری، جھوٹ، ظلم، قتل و عداوت جس کثرت سے آج کل موجود ہیں پچھلے کسی سو سالوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور سبکی بد اعمالیاں اور گناہ جہنم کو بجھڑانے کا موجب بن رہے ہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے انہی گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا تھا۔

”پینک کچھیاں پیلے زمانوں میں بھی ہوتی تھیں۔ مگر یہ کسی کے ذہن میں آسکتا تھا کہ کسی وقت حکومت عورتوں کو بڑی بڑی تختیاں دیکر فوجوں کے ساتھ رکھے گی۔ تا فوجی سپاہیوں کی ضروریات پوری ہوں اور ان کو چھوڑ دیوں سے باہر جانے کی تکلیف نہ ہو۔ کون یہ خیال کر سکتا تھا کہ عورت اور مرد کے تعلقات ایسے ہو جائیں گے کہ عورت کا مرد کے گھر پر جانا ایک اخلاقی گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔ بلکہ انسانی تربیت کا ایک جز قرار دیا جائے گا اور نکاح کو اس کی وقتی غلامی کی علامت سمجھا جائے گا جیسا کہ آج فرانس اور امریکہ کے لاکھوں آدمیوں کا خیال ہے اور یہ بات کسی کے ذہن میں آسکتی تھی کہ کسی وقت نہایت سنجیدگی سے اس پر بحثیں ہوں گی کہ نکاح ایک دنیاوی خیال ہے۔ ہر مرد اس عورت سے جسے وہ پسند کرے تعلق قائم کر کے اولاد پیدا کر سکتا ہے اور عورت ایک جسمی مشین سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی جس سے پورا کام لیکر ملک

کو فائدہ پہنچانا چاہے جیسا کہ آج کل سوشلسٹ حلقوں کا خیال ہے“ (دعوت الیبرا صفحہ ۷۶) عصر حاضر میں دجائی اقوام کی مساعی سے بیز کالی ہوئی جہنم پر صاحب بصیرت انسان چشم خود دیکھ رہا ہے بے حیائی، فحش و فحور پر مشتمل فلمیں، نیلی و پٹن چیلوں اور انٹرنیٹ کے ذریعہ تقریباً ہر گھر میں داخل ہو چکی ہیں۔ بہت کم گھرانے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ ایک نیک فطرت انسان برلا کر اٹھتا ہے کہ حقیقت میں یہ دنیا جہنم کدہ بن گئی ہے اور“ و اذا الجحيم سعرت کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔

و اذا الجنة ازلفت (اور جب جنت قریب کر دی جائے گی) و ازلفت الجنة للمستقيين غیبر بعید (ق ۳۲-۵۰) اور جب جنت متقیوں کی خاطر قریب کر دی جائے گی کچھ دور نہ ہوگی) کے الہی وعدہ کے مطابق یہ ضروری تھا کہ جنت بھی متقیوں کے قریب کر دی جائے۔ جماعت احمدیہ کے قیام اور اس میں جاری نظام وصیت کے ذریعہ جنت کا حصول اللہ تعالیٰ نے آسان بنا دیا ہے۔ اب یہ جنت دونوں بلکہ قریب ہو گئی ہے۔

چنانچہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں (الف) ”تمہیں خوشخبری ہو کہ قریب پانے کا میدان خالی ہے“ (الوصیت صفحہ ۱۱) (ب) اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری ہتھارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ ہتھی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیہا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں آگئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں“ (الوصیت صفحہ ۲۱)

دوسری آیت جس میں نظام وصیت کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے وہ سورہ الرضیٰ کی آیت نمبر ۴ ہے فرمان الہی ہے۔ ولمن خاف مقام ربہ جنتن اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اُس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ یہ آیت مزید کی تعمید و تشریح کی محتاج نہیں ہے۔ مطلب واضح ہے کہ آخری زمانہ میں ایک ایسا نظام جاری ہوگا جو کہ جنت کے مترادف ہوگا۔ اور اپنے رب کے مقام سے ڈرنے والا یعنی متقی اُسے اس دنیا میں ہی پالے گا۔ اور دوسری جنت اُسے آخرت میں مل جائے گی انشاء اللہ چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”ولمن خاف مقام ربہ جنتن یعنی جو

شخص تقویٰ کے سچے مقام پر ہوتا ہے اُسے دو جنتیں ملتی ہیں۔ ایک اس دنیا میں اور ایک اگلے جہاں میں اور ایک دوسری جگہ فرماتا ہے۔ من کان فی ہذہ اعمیٰ فهو فی الاخرۃ اعمیٰ یعنی جو شخص اس دنیا میں اندھا ہو جتنی اُسے دیدار الہی نصیب نہ ہو وہ اگلے جہاں میں بھی اندھا ہی ہوگا اور دیدار الہی یا دوسرے الفاظ میں جنت سے محروم رہے گا“

(تفسیر کبیر سورۃ البقرہ ج ۱ ص ۹۴) بلاشبہ رسالہ الوصیت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو نصائح تحریر فرمائی ہیں اُن پر عمل کر کے انسان دو جنتوں کو آسانی سے پاسکتا ہے۔ چنانچہ حضور پر فرماتے ہیں۔

”ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں دہے لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کیلئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھائیں اور خدا سے خاص انعام پائیں“ (الوصیت صفحہ ۱۱)

اگر ہم احادیث کا مطالعہ کریں تو اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظام وصیت کے قیام کے متعلق اشارہ فرمایا ہے۔ نواس بن سہان کی ایک حدیث صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ جس میں دجال کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بیاتی القوم فیدعہم فیدعون علیہ قوْلہ فینصرف عنہم فیصبحون محملین لیس بایدہم شئی من اموالہم ویمر بالخیرۃ فیقول لہا اخرجی کنوزک ففتنہن کنوزہا کیحاسبب النحل (صحیح مسلم کتاب النحل) دجال دوسری قوم کے پاس آئے گا اور انہیں کفر کی دعوت دے گا وہ اس کی دعوت کو رد کر دے گی اور وہ اُن کو اکلیا چھوڑ کر چلا جائے گا۔ وہ خطہ میں مبتلا رہوں گے اور خالی ہاتھ رہ جائیں گے ان کے مال ان کے پاس نہیں رہیں گے پھر دجال ایک ویرانہ پر گزرے گا اور اُسے حکم دے گا کہ وہ اپنے خزانے نکال دے پس خزانے اس کے پیچھے ایسے چلیں گے جیسے تھوڑی کھیاں اپنے یعسوب (شہد کی ٹھیکوں کے سردار کے پیچھے چلتی ہیں)

پھر اسی حدیث میں ذکر ہے کہ ثم بیاتی عیسیٰ قوم قد عصمہم اللہ منہ فیمسح عن وجوہہم ویعہدہم بصدقائہم فی الجنة (صحیح مسلم کتاب النحل)

عیسیٰ (مسح موعود) کے پاس ایک قوم آئے گی جسے خدا تعالیٰ نے دجال کے شر سے محفوظ رکھا ہوگا۔ وہ ان کے چہروں سے غم بچھ ڈالیں گے اور ان کو جنت میں ان کے درجہ جات کی خبر دیں گے۔

حدیث کے پہلے اقتباس سے ثابت ہے کہ جو قوم دجال کی دھوکہ دہی سے گم ہو جائے گی۔ وہ اسے شدید اقتصادی بحران اور مصائب میں مبتلا کر دے گا۔ اور جو قوم اس کی دھوکہ قبول کرے گی اس کے دیرانے بھی آباد کر دینے چاہیں گے اور اسے ہر طرح کے اقتصادی فوائد پہنچائے جائیں گے یعنی دجال دنیا کا اقتصادی نظام اپنی مرضی و منشاء کے مطابق چلائے گا۔ پھر ایک ایسی قوم جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا ہوگا وہ مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آئے گی وہ ان کو ان درجات کے بارے میں بتائیں گے جو انہیں جنت میں عطا کئے جائیں گے۔

ان دو اقتباسات میں نظام وصیت کے دو پہلوؤں کا ذکر ہے۔

اول: حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) ایسا نظام (وصیت) قائم فرمائیں گے جس کے ذریعہ وہ اپنی جماعت کے ان افراد کو جنت کی بشارت دیں گے جو نظام وصیت میں شامل ہوں گے۔

دوم: سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی بخت کا ایک اہم مقصد قتل دجال بتایا تھا۔ چنانچہ نظام وصیت کے قیام کے ذریعہ سے دجالی اقتصادی نظام کی بے بنیاد اور خاتمے کی بھی بنیاد رکھی گئی ہے چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”وصیت حادی ہے اس تمام نظام پر جو اسلام نے قائم کیا ہے بعض لوگ غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ وصیت کا مال صرف لفظی اشاعت اسلام کیلئے ہے مگر یہ بات درست نہیں وصیت لفظی اشاعت اور عملی اشاعت دونوں کیلئے ہے جس طرح اس میں تبلیغ شامل ہے اسی طرح اس میں اُس نئے نظام کی تکمیل بھی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فرد بشر کی باعزت روشنی کا سامان مہیا کیا جائیگا۔ جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دیکھ دو اور تنگی کو دنیا سے انشاء اللہ مٹا دیا جائے گا۔ یتیم بیک نہ مانے گا۔ یتیم بیک نہ مانے گا۔ یتیم بیک نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھیرے گا کیوں کہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جوانوں کی باپ ہوگی۔ عورتوں کا سہاگ ہوگی اور بچہ کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دنیا بے بدل نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر لکھائے میں رہے گا نہ غریب نہ تو قسٹے لڑے گی بلکہ اس کا احسان

سب دنیا پر وسیع ہوگا۔ پس اسے دوستو دنیا کا نیا نظام نہ مضر چل سکتے ہیں نہ مضر و دیانت بناسکتے ہیں یہ اٹلانک چارٹر کے دعوے سب ڈھکے لیں اور اس میں کئی نقصان کی عیوب اور کئی خامیاں ہیں نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف مبعوث کئے جاتے ہیں جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے

نہ غریب کی۔ بیجا محبت ہوتی ہے جو نہ شرقی ہوتے ہیں نہ مغربی نہ خدا تعالیٰ کے پیٹا پیٹا ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو اس کا قیام کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم اس کا قیام کرے گی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیت کے ذریعہ ۱۹۰۵ میں رکھی گئی ہے۔ (نظام توصیف ۱۱۰)

احادیث میں ذکر ہے کہ دجال کے قتل سے محفوظ سلامت رہنے کیلئے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی تھی فمن ادرکہ منکم فلیقرء علیہ فواتح سورۃ الکھف فانھا جوارکم من فتنتہ (مسلم۔ کتاب القنن۔ باب ذکر الدجال) یعنی جو شخص تم میں سے اُسے (یعنی مسیح دجال کو) پالے تو اس پر سورہ کھف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ یقیناً اس کے قتل سے اُسے محفوظ رکھیں گی۔

یہ ابتدائی آیات کوئی جتن منتر تو نہیں ہیں جس کو رٹنے اور اذکار کرنے سے انسان محفوظ رہے گا بلکہ حقیقی مقصد یہ ہے کہ ان میں مذکور تعلیمات و ہدایات پر عمل کیا جائے اور ان پر عمل سے ہی انسان دجالی فتنوں اور آزمائشوں سے محفوظ رہ سکے گا۔ اس سورہ کی آیت نمبر آٹھ میں ذکر ہے: انما جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا المنلوہم الیہم احسن عملاً (الکھف ۸-۱۸) یقیناً ہم نے جو کچھ زمین پر ہے اس کے لئے زینت کے طور پر بنایا ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون بہترین عمل کرنے والا ہے اس آیت کا ایک تقاضا یہ بھی تھا کہ جب آخری زمانہ میں دنیا کی آبادی کی اکثریت دنیوی و دجالی جاذبیتوں اور بھڑکوں کی گریہ ہو کر خدا کی طرف سے مقرر کردہ آزمائش میں ناکام ہو جائے تب لیہم احسن عملاً کے مصداق کا سایہ ہونے والے لوگوں کو الگ کر لیا جائے اور آئندہ آنے والی لسوں کے لئے ان کو ممتاز اور تمیز کر کے پیش کیا جائے۔ یہ تقاضا نظام وصیت کے ذریعہ اس دنیا میں بھی پورا ہوا اور ان شاء اللہ آخرت میں بھی پورا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ ایک طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے قتل سے محفوظ رہنے کیلئے مذکور بالا آیات کی نشاندہی فرمائی دوسری طرف احسن عملاً کی توفیق پانے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نظام وصیت جاری فرمایا۔ احسن عملاً کی توفیق پانے والوں کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے درج ذیل دعا کی۔

”اے میرے قادر کریم اے خداے غفور و رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس سر نہر پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان نذر کر چکے

ہیں جن سے تو راہی ہے اور جن کو قوت جانتا ہے کہ وہ کبھی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انفرادی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آئین یارب العالمین۔ (الوصیت صفحہ ۳)

عربی کی مشہور اور مختصر لغت تاج العروس میں دجال کے متعلق لکھا ہے الدجال من الدجالۃ طائفتہ عظیمۃ تحمل المتاع للبتجارۃ (تاج العروس طبع مصر ص ۱۳۰) یعنی لفظ دجال دجلت سے ہے۔ جس کے معنی ہیں ایک عظیم گروہ جو سامان تجارت کیلئے پھرتا ہو۔

یعنی دجال کے خراس میں سے ایک خاصیت یہ ہوگی کہ وہ اپنی تجارت کے ذریعہ لوگوں کو دھوکا اور فریب دے گا۔ ان کو طرح طرح کی اقتصادی اور سماجی مشکلات میں مبتلا کر دے گا جیسا کہ قتل ازبیں ذکر کیا جا چکا ہے کہ مسیح موعود (علیہ السلام) نے دجال کے عربوں کو ناکام بنانا تھا۔ چنانچہ اس حربے کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظام وصیت کے ذریعہ ناکام بنایا۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ عصر حاضر میں ایٹم انڈیا کھینچی ہے لیکن آج تک بیرون اور امریکن کمپنیوں نے دنیا کی اقتصادیات پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے یہی عیوبی تجارت اور قرضوں کا ایسا جال ہے کہ جو ملک اور قوم اس میں پھنس جاتا ہے وہ نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ اس دجالی اقتصادیات کا سب سے بڑا منہ پھل اور مقصد یہ ہے کہ انسان میں مال و دولت جمع کرنے کی لالچ و طمع دوسرا اصل حد تک بڑھادی ہے کہ اُسے حلال و حرام کی تمیز ہی نہ رہے ایسے انسان کا صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ کسی طرح مال جمع کیا جائے۔ وہ دنیا کا کیزا بن جاتا ہے اُس کی روحانیت اور دینی حالت بالکل بگاڑ ہو جاتی ہے۔ اور یہی دجالی تجارت کے انتشار کا اہم مقصد ہے۔ قرآن مجید کی سورہ القف میں آخری زمانے کے متعلق اور احمد رسول کے بارے میں پیشگوئیاں ہیں اسی میں آخری زمانہ کے مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے دجالی تجارت کے باقائیل ایک اور تجارت میں شرکت کی تحریک فرمائی ہے۔ جو انسان کو عذاب الیم سے نجات دلا دے گی۔

فرمان الہی ہے یتایہا الذین امنوا اھل الدکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاہدون فی سبیل اللہ باللہ ماھو الکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ (القلم)

اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ بہتر ہوتا اگر تم اس کا علم رکھتے۔ اس تجارت سے فائدہ یہ ہوگا کہ ایک طرف آگ سے نجات پانے کے دو دوسری طرف یہ دخل کشم جنت (القلم ۱۳) جنہیں جنتوں میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہاں لفظ نجات جمع استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی کئی جنتیں یہ یعنی امر ہے کہ ان جنتوں میں سے ایک وہ نظام وصیت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم کیا گیا ہے اور اس میں داخل ہونے کیلئے مال کے ذریعہ جہاد ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ”

جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو نال دیا ہے وہ عذاب کے وقت اہم کر کے گا کاش میں تمام جائیداد کو ایک منظور اور کیا مقرر مغیر خدا کی راہ میں دے دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا یا دیکھو کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سود ہوگا اور صدق خیرات محض عیث دیکھو میں بہت قریب عذاب کی جنہیں خبر دیتا ہوں اپنے لئے وہ زائد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے میں نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعت دین کیلئے ایک انجمن کے حوالہ دیتا ہوں کہ اگر وہ ہر ہفت روزہ کیلئے پانے کے بہتر ہے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو نال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے ہذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون (الوصیت صفحہ ۳۳)

سورہ الکہف کی ابتدائی آیات میں سے آیت نمبر پانچ سے بھی نظام وصیت کے قیام کا استنباط ہوتا ہے۔ فرمان الہی ہے: ویذکر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا (الکھف ۵-۱۸) اور وہ ان لوگوں کو ڈراتے جنہوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ سورہ المائدہ میں فرمایا اللہ کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم (آیت ۱۸) لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ (آیت ۷۴) یقیناً تم لکھنا ان لوگوں نے بھی جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے ایک ہے۔

جیسا کہ قتل ازبیں ذکر ہو چکا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے قتل سے محفوظ رہنے کیلئے سورہ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھنے اور غور کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جس اہم خطرے سے مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے وہ یہ کہ آخری زمانہ میں دجالی طاقتیں مسیح کی الوصیت اور ایمان اللہ کے عقیدہ کو دنیا میں پھیلانے اور دنیا والوں کو حیر و حقیقی سے دور کرنے کی انتہائی کوشش کریں گی۔ قدرتی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس عقیدہ کا پھیلاؤ و گمراہ نہیں چاہیگا کہ ایمان۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولداً لقد جنتم شیئاً ادا نکاد السموت

نظام وصیت کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مبارک ارشاد اور احباب جماعت ہندوستان کا فرض

جاوید اقبال انٹرچیمبر سیکرٹری مجلس کارپورادہ ہشتی مقبرہ قادیاں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ 1905ء میں قائم فرمودہ الٰہی بشارت کے تحت نظام وصیت ایک انسان کو آسانی رفتوں تک پہنچانے والا اور حقیقی رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں کی پہچان کرانے والا آسمانی نظام ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظام وصیت کی طرف احباب جماعت کو توجہ کرتے ہوئے اپنے خطاب فرمودہ یکم اگست ۲۰۰۳ء میں ارشاد فرمایا کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے متعلق اطلاع دی تھی تو آپ نے ۱۹۰۵ء میں رسالہ الوصیت تحریر فرمایا جس میں ایک تو اپنے بعد جماعت میں خلافت کی بشارت دی دوسرے فرمایا کہ اس سلسلہ میں چندے کیلئے ایسے مخلصین پیدا ہوتے رہیں گے جو قربانیوں کے اعلیٰ معیار پر فائز ہوں گے اور مالی قربانی کے اعلیٰ معیار پر ہوں گے حضور علیہ السلام نے ایسے لوگوں کی تدفین کیلئے علیحدہ قبرستان کے انتظام فرمائے اور ان کیلئے تقویٰ و طہارت کی شرط کے ساتھ ساتھ اپنی آمدنیوں اور جائیدادوں کا کم از کم دسواں حصہ خدا کی راہ میں دینے کا ارشاد فرمایا اور یہ وہ عظیم الشان نظام ہے جس کے ذریعے دینی انسانیت کی خدمت ہو رہی ہے پس ہر احمدی ان باتوں کے سن لینے کے بعد دیکھ لے کہ اس کو کس قدر کوشش سے اس نظام میں شامل ہونا چاہئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا معیار اتنا اونچا نہیں کہ ہم اس نظام میں شامل ہو سکیں لیکن پھر بھی کس اس نظام میں شمولیت کی برکت سے کئی سالوں کی مسافت دلوں اور گھٹنوں میں طے کی جاسکتی ہے پس اپنی اصلاح کی خاطر اس نظام میں احمدیوں کو شامل ہونا چاہئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نظام میں شامل ہونے والوں کیلئے جو دعائیں کی ہیں ان سے حصہ لینا چاہئے“ آپ نے فرمایا کہ۔

”اس نظام وصیت پر 2005ء میں پورے سو سال ہو جائیں گے لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نظام میں شامل ہونے والوں کو وصیت فرمائی تھی اور جس رفتار سے احمدیوں کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہو رہے“ فرمایا کہ ”اگر میں اعداد و شمار رکھوں کہ کس رفتار سے احمدی گزشتہ سو سال میں اس نظام میں شامل ہوئے ہیں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے ۹۹ سال پورے ہونے کے بعد بھی ۱۹۰۵ء سے لیکر آج تک صرف ۳۸۰۰ احمدیوں نے وصیت کی ہے اور اگلے

سال انشاء اللہ تعالیٰ اس نظام کو پورے سو سال ہو جائیں گے تو میری یہ خواہش ہے کہ اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کیلئے آگے آئیں اور آئندہ ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار وصایا ہو جائیں تاکہ ہم کہیں کہ ایک سو سال میں کم از کم پچاس ہزار وصایا ہو گئی ہیں اور پھر یہ بھی ایک میری خواہش ہے کہ 2008ء میں خلافت کو پورے سو سال ہو جائیں گے تو اس دلت جماعت کو خلافت جو ملی منانی چاہئے میری خواہش ہے کہ جب ۲۰۰۸ء میں خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے سو سال ہو جائیں تو دنیا کے ہر ملک میں ہر جماعت میں ہونے والے افراد میں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پاک نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے خلافت کے سو سال پورے ہونے پر ایک حقیر بذراہ جو جماعت اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی اس لئے خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی صف و دکاؤں اور اہم اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ یکدھ ۷۰۰۰ سال کی عمر میں جب قبر میں پاؤں لٹکاے ہوئے ہوں تو اس وقت تو صرف بیچا بچا ہی ہے جو پیش ہو سکتا ہے عورتوں کو میں خاص طور پر کہتا ہوں کہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس پاک نظام میں شامل کریں۔“

فرمایا کہ ”دینی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگائیں تو آج سے ساتھ سال پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو نظام نو کے عنوان سے تقریر فرمائی تھی اس میں حضور نے دنیا کے تمام دعووں کو کھٹکے تباہ کرنا اور اس نظام ”نظام وصیت“ کو ہی قرار دیا تھا“ آخر میں فرمایا کہ ”غور کر لیں کہ اب تک جو سستیاں اور کوتاہیاں ہو چکی ہیں ان پر استغفار کریں اور آگے بڑھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو بھی چاہیں اور اپنی اولاد کو کو بھی بچائیں۔“

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے یکم اگست ۲۰۰۳ء کے ہدایت اہم خطاب میں نظام وصیت کی اہمیت اور اس میں شمولیت کا طرف احباب جماعت عالمیہ کو خصوصی توجہ دلائی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں نظام وصیت اور مقبرہ ہشتی کے ضمن میں بیان فرمایا کہ ”مجھے ایک جگہ دکھائی گئی کہ تیری قبر کی

جگہ ہوگی ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو تاپ رہا ہے۔ جب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی وہ چاندی سے زیادہ چمکی تھی اور اس کی تمام منی چاندی کی تھی مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی کہ اس کا نام ہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو ہشتی ہیں تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطع زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے لیکن چونکہ موقع کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التوا میں رہی اب انور محمد مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جبکہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر دی گئی ہوئی میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپے کے نہیں اس کا نام کیلئے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو ہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواہش ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا اور اہل دین کے اور پاک تہذیب اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ اللہ علیہ وسلم کے احباب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھایا آئیں۔ یارب العالمین۔“

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اس میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی غرض کی ملوثی ان کے کاروبار میں نہیں آئیں یارب العالمین۔“

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اس میرے قادر کریم اللہ تعالیٰ غفور و رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہوں اور کوئی نفاق اور کوئی غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ ابھی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراح ایمان کے ساتھ محبت اور نافذاتی کا تعلق رکھتے ہیں آئیں یارب العالمین اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں بھی ملی

ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ ہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ”الانزل فیہا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کئی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔“

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ہشتی مقبرہ کیلئے درج ذیل چند شرائط ضروریہ نہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

”سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک صاحب جو اس قبرستان میں مدفون ہو جاتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض انہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔“

دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں دفن و مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل ایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکور بالا خرچ کریں گے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا حقیقی ہو اور عمرات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو۔“

۴۔ ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیدادیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور وہ صالح تھا وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔

آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ”واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کہ انہیں ایک ہی جگہ ان کو کچھ کرنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کے ہمیشہ کیلئے قوم پر ظاہر ہوں“ نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

”مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے اور اپنے دوستوں میں اس کو شہرہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو اسکی اشاعت کریں اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں اور مخالفوں کو بھی مناسب طریق پر اسکی اطلاع دیں اور ہر ایک بدگوئی بدگویی پر صبر کریں اور دعائیں کریں قارئین کرام کی خدمت میں نظام وصیت اور وصیت

نظام وصیت

بنی نوع انسان کی روحانی اخلاقی اور مادی ترقیات کا ذریعہ

(محمد ایوب ساجد استاد جامعہ احمدیہ قادیان)

ہے۔

دوسری طرف اشتراکیت کا نظام اس نظام میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ اقتصادی امور میں کسی شخص کو انفرادی آزادی حاصل نہیں ہے۔ جسکی وجہ سے پیداوار اور جائز کمائی میں شدید کمی واقع ہونے کے امکانات موجود ہیں۔ گویا کہ یہ دونوں نظام افراط و تفریط کی دو راہیں ہیں باوجود یکہ ایک کے پیچھے برطانیہ اور امریکہ سے اور دوسرا روس کے سایہ میں ہے لیکن ناقص اصولوں کی وجہ سے پوری انسانیت کو اعطاء میں ڈال رکھا ہے۔ کہیں حقوق کے حصول کیلئے انفرادی فساد ہو رہے ہیں کہیں علاقائی فتنہ اور ملکی فساد ہو رہے ہیں۔ اور انسانیت روز بروز ظلم و ستم کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔ روحانیت نام کی کوئی چیز باقی نہیں ہے اور مادیات طرح طرح کے ہتھیار تیار کر کے ایک دوسرے کے خون کی پیاسی نظر آ رہی ہے۔

ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے مظلوم انسانیت پر رحم فرما کر سیدنا حضرت میرزا غلام احمد اسلموع علیہ السلام کو اجسٹ فرمایا۔

اسلام میں ابتدائی طور پر زکوٰۃ اور عشر وغیرہ ضروری قرائز دیے گئے اور طوطی طور پر بھی غریب اور مسکینوں کو حق کی ضروریات پوری کرنے کی تعلیم دی فرمایا انفقوا فی سبیل اللہ (المقرہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سادگی سے زندگی گزارنے کی تعلیم دی اور اس پر عمل کر لیا زکوٰۃ اور دوسرے طوطی چندوں سے ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کیا جاتا رہا۔ لیکن اس زمانے میں جبکہ ساری دنیا ایک ہو چکی اور دین و دنیا ختم ہو گئی ہیں۔ ساری دنیا ایک ہو گئی ہے دنیا کی روحانی اور مادی حالت کو سدھارنے کیلئے بہتر سے بہتر بنانے کیلئے ایک نظام نوع کی ضرورت تھی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عمر کے آخری دور 24 دسمبر 1905ء کو رسالہ الوصیت شائع فرمایا۔ اس رسالہ میں اللہ تعالیٰ کے لڑن اور فساد سے انسان کی روحانی اور مادی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے ایک ایکنم جماعت مومنین کے سامنے رکھی۔

چونکہ روحانی اور مادی دونوں کائنات ساتھ ساتھ چلتی ہیں اس لئے آپ نے روحانیت کے استحکام فروغ اور اشاعت کیلئے نظام خلافت کی بشارت دی اور فرمایا

”میں خدا کی ایک جسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں آکھئے ہو کہ دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی

الشخص ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں حقوق اللہ کا ذکر فرمایا ہے وہاں حقوق العباد کا ذکر بھی نہایت وضاحت سے نہیں ملتا ہے۔ لیکن اس مسئلہ سے اگر حقوق اللہ کی تعبیر کریں تو حنا زہر فہم یفقدون حقوق العباد کی نشان دہی کرتا ہے۔

موجودہ دور میں جبکہ مادی اور روحانی دونوں طرح سے انسان نے اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں پھنسا کر دیا ہے اور اسلئے انسان کے قریب بچنے کا ایک طرف تہذیبی برائیاں عروج پر تھیں تو دوسری طرف انسانی ذہن حقیقی مذہب یعنی اسلامی اصولوں کی حقیقت سے آشنا ہو رہے تھے۔ مذہبی دنیا اپنا تمام بھرم کھو چکی تھی اللہ تعالیٰ نے اس بڑے بحران کے زمانہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد القادری علیہ السلام کو اس ذہنی کشمی کو کنارا سے لگائے کیلئے مسیح موعود و مہدی معبود بنا کر مبعوث فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں وہ پانی ہوں جو آسمان سے وقت پر میں ہوں وہ وہ خدا جس سے ہوا دن آدھار (ورثین) اسباب معیشت جن کا ہر فرد بشر کو ملنا ضروری ہے اصولی طور پر قرآن مجید نے یوں بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان لک الاتجوع فیہا ولا تعری وانک لا تظنما فیہا ولا تضحی (طہ)

ع ۸) کدے انسان کو اس جنت میں بھوکا اور کھانا نہ ہوگا تو پیاسا نہ ہوگا اور نہ تو تھارت آفتاب محسوس کرے گا۔ گویا کہ خوراک، پوشاک اور مکان کی تمام باتیں ہر شخص کو حاصل ہوں گی۔ جبکہ قرآن پاک کی تعلیم کی رو سے ان اسباب معیشت کا ملنا ہر انسان کا عمومی حق ہے کیونکہ یہاں اشی پر سب انسان اپنی انسانیت میں یکساں اور مساوی ہیں۔ انسانی ذہن نے ان انسانی حقوق کو جن کی وجہ سے یہ زمین فتنہ فساد کی آماجگاہ بنی ہے تقسیم کرنے کی اشد کوشش کی اور اسکی نظام پیدا ہونے اور ناکام و نامراد ہو گئے۔

دنیا میں دو نظاموں نے بڑی اہمیت حاصل کی ایک سرمایہ داری کا نظام اور دوسرا اشتراکیت کا نظام لیکن یہ بھی اپنی سادھ کو بچانے کے لئے سرمایہ داری کا نظام میں اگرچہ انفرادی آزادی کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن دوسری طرف دولت کی صحیح تقسیم کی طرف توجہ نہیں دی گئی اور نہ ہی ناجائز ذرائع سے روپے کے حصول کا سدباب کیا گیا۔ تمام کاروبار کی بنیاد سود پر رکھی گئی

دنیا میں دو نظام جاری ہیں ایک روحانی دوسرا جسمانی یا مادی دونوں نظاموں کے مقابلے پر اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو دو محبتیں ودیعت کی ہیں ایک طرف اگر محبت الہی اور عشق خدا کا بحر بے کنار عطا ہوا ہے تو دوسری طرف بنی نوع انسان کے دل میں انسانیت کی نہایت گہری محبت عطا ہوئی اور ان دونوں محبتوں کی وجہ سے اس کا نام انسان رکھا۔ اور ان دونوں محبتوں کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی حد لگا دی محبت اور عشق کے ان وجاہت کو ادا کرنے پر وہ شیریں ثمرات حاصل کرتا ہے۔ اور ان حقوق کی ادائیگی کے بغیر انسان انسان کہلانے کا ہی مستحق نہیں ہے۔ کیونکہ انسان کے معنی ہی ہیں دو محبتوں کا مجموعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”کامل شریعت پر قائم ہونے والا حق اللہ اور حق العباد کو کمال کے نقطہ تک پہنچا دیتا ہے۔ خدا میں وہ جو ہو جاتا ہے اور مخلوق کا سچا خادم بن جاتا ہے۔“

(اسلامی اصول کی لکائی صفحہ 160) ان دونوں محبتوں کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ابتداء و آخریت سے مناسب حال تعلیم دی اور روحانی تربیت کا انتظام ہر زمانہ اور ہر قوم میں فرمایا۔ بتدریج انسان کو اپنی ربوبیت کے سایہ میں لیٹا رہا حتیٰ کہ اس کا ارتقاء کامل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے سردار دین و دنیا کے شاہنشاہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال شریعت کے ساتھ رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ کو قرآن پاک بھی بھیج دیا تعلیم نعت سے سرفراز فرمایا جو کہ ایک مکمل اور مستقل ضابطہ حیات ہے۔ جس میں انسان کی سب ضرورتوں کو پورا کر دیا گیا ہے۔ تمام انسانی امراض کا علاج اور جملہ احتیاجات کو ادا کر دیا گیا ہے اور قرآن پاک میں حقوق اللہ کی مکمل تفصیل بیان کر دی گئی ہے اور خدا تعالیٰ کو پانے کی سب راہیں واضح کر دی گئی ہیں اس کے قرب کے حصول کے تمام ذرائع پر نظیر اعزاز میں بیان کئے گئے ہیں۔

نیز اس میں بنی نوع انسان کیلئے متوازن اور خوشحال معاشی و معاشرتی زندگی گزارنے کا ایسا بھی نظیر نظام پیش کیا گیا ہے جو نہ صرف تمام دنیا کی تمام اقوام کیلئے قابل عمل ہے بلکہ قیامت تک کے زمانہ کی انسانی ضروریات کو پورا کرنے کا الہی ہے۔

یالہی تیز فراقاں ہے کہ اک عالم ہے جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا (ورثین)

قرآن پاک کے مطالعہ سے یہ بات اظہر من

جماعت ہر ایک ملک میں آکھئے ہو کہ دعائیں لگے رہیں تاکہ دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور ہمیں نکھارے کہ تمہارا خدا یا قادر خدا ہے۔“

(رسالہ الوصیت صفحہ ۸) جماعت صالحین کی دعاؤں نے اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو کھینچ لیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت مومنین میں خلافت کے مبارک نظام کو جاری فرمایا بمطابق وعدہ الہی اس دوسری قدرت کا سایہ عاطفت و رحمت ہمیشہ جماعت مومنین پر قائم رہے گا اللہ تعالیٰ۔

انسان کی جسمانی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے آپ نے اللہ تعالیٰ کے فساد مبارک کے مطابق ایک ایکنم تیار کیا اور جتنی مقبرہ کی بنیاد دی۔ فرمایا ”ایک قبرستان میں نے دیکھا کہ وہ زمین ناپ رہا ہے جب ایک مقام پر اس نے بچنے کرکھئے کہا کہ یہ میری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ بھیجے ایک قبر کھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ جب مجھے کہا گیا کہ یہ میری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے کھلائی گئی اور اس کا نام بھی مقبرہ لکھا گیا اور مظاہر کیا گیا کہ وہ ان جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہت تھکتے ہیں۔“ (رسالہ الوصیت صفحہ 19)

نیز فرمایا: ”اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن پر خرچ ہوگا“

نیز فرمایا: ”ان اصول میں سے ان یتیموں اور مسکینوں اور محتسروں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر جوہر معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں“

(رسالہ الوصیت صفحہ 22) اس طرح اس نظام نوع کے ذریعہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے وجاہت کی ادائیگی کا ایک نیا نظام جاری فرمایا جس کی برکت سے دنیا میں ایک شور مچا رہا ہے اور ملکوں کے ملک اور قوموں کی قومیں احمدیت کی طرف رخ کر رہی ہیں کیونکہ اس عظیم اور عالمگیر ایکنم کے تحت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روحانیت اور مادیات کے تمام مسائل حل کر دیے۔

دنیا میں انسانیت کیلئے اقتصادیات کے مسائل جو کہ ہماری مادی دنیا کی اہم ترقی ہیں ہمیشہ پیش فتنہ فساد کا موضوع بنے رہے۔

کہیں دولت چھیننے کی تعلیم ملتی ہے تو کہیں دولت پر قبضہ کرنے کا درس دیا جاتا ہے دولت چنداں توں میں چلی گئی ہے اس سے محروم لوگ اس کو چاہتے تھے ہیں۔ امیری اور غریبی کا تقاضا اہنہ کو پہنچ گیا ہے۔ 15 اکتوبر 1963 کو بھارت کے مشہور ماہر اقتصادیات ”ڈاکٹر اشوک مہتا“ نے یو این او کی

اقتصادی کمپنی میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا ”دنیا کی کل آمدنی کی صرف 17 فیصدی آبادی کی دہائی پر خرچ ہوتی ہے اور 83 فیصدی صرف ایک تہائی پر۔“
یہاں اوجہ بالا اثر اور اگر کسی سفر کو کم نہیں کر سکا جبکہ اسلام کے نزدیک تقسیم دولت کی خاطر یہ محتاج جس کے تحت اس نے وراثت و زکوٰۃ عشر شمس۔ جزیرہ اور صدقات کے احکام جاری کیے ہیں۔ اور اب اس زمانے میں خاتم اختلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے اسی تقسیم دولت کے نظریے کو اعلیٰ معیار اور کارکردگی پر لانے کیلئے ”الوصیت“ کا نیا نظام جاری فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا
”پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ میرے قادیان کریم کے خدائے غفور و رحیم کو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ کیوں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر چلا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق و غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔“ (الوصیت صفحہ 20)
جس ظاہر ہے کہ ہر مومن ہر ممکن طریق سے خدا کے فضل کو حاصل کرنے کی جستجو کرے گا اور منافق ہی اس نظام سے باہر ہے گا۔

چونکہ جنت کی قدر و قیمت ایک مومن سے کون زیادہ جانتا ہے جنت کے لئے مال کیا جائیں قربان کرنے سے دریغ نہیں رہا ہے اور انشاء اللہ بندہ ہے گا۔
نظام وصیت کا سو سالہ دور بناتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عثمانی جماعت مومنین نے بڑے دالہانہ انداز میں لیکھ کہتے ہوئے کروڑوں کی جائیدادیں نظام وصیت میں پیش کیں جو کام کم از کم اور اشتراکیت تیرہ لاکھ سے نہ کر پائے مسیح موعود علیہ السلام نے پیارا اور محبت سے اس مقصد کو پورا فرمایا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

هو الذى خلق لكم مافى الارض جميعا لئلا تىمن من تمام جزير من تمام انسانوں کیلئے پیدا کی گئی ہیں۔ اسلام نے حیات اجتماعی اور دینی ملکیت یعنی ”نیشازنیش“ کی تعلیم دی ہے۔ اس تعلیم پر نظام وصیت کے ذریعہ ہی عمل رہا ہو سکتا ہے۔
حضرت مسیح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”نظام تو“ میں

تحریر فرماتے ہیں
”پھر یاد رکھو کہ وصیت صرف پہلی نسل کیلئے نہیں ہے بلکہ دوسری نسل کیلئے بھی ہے اور اس سے بھی انہی قربانیوں کا مطالبہ ہے۔ اور چونکہ وصیت مے دینا کے سامنے جنت پیش کی جا رہی ہے۔ اگلی نسل اس کو لینے سے کس طرح انکار کرے گی پس دوسری نسل پھر اپنی خوشی سے بقیہ جائیداد کا 1/10 سے 1/3 حصہ قوی ضرورتوں کیلئے دے دے گی اور پھر تیسری اور پھر چوتھی نسل ایسا ہی کرے گی اور اس طرح چند نسلوں میں ہی اچھوں کی جائیدادیں نظام احمدیہ کے قبضہ میں آجائیں گی۔ فرض کرو سب دنیا احمدی ہو جائے تو اس

کا نتیجہ جانتے ہو کیا نکلے گا۔ یہی کہ چند نسلوں میں اپنی خوشی سے ساری دنیا اپنی جائیدادیں قوی کاموں کیلئے دے دے گی اور اسکی انفرادیت بھی تباہ نہ ہوگی۔ عالمی نظام بھی تباہ نہ ہوگا۔ اور پھر لوگ اپنے لئے اور اپنی اولادوں کیلئے اور دولت پیدا کریں گے اور پھر اپنی خوشی سے اس کا 1/10 سے 1/3 حصہ قوی ضرورتوں کیلئے دے دیں گے پھر یہ نیا مال چند نسلوں میں قوی فائدہ میں منتقل ہو جائے گا اور اس طرح یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا۔“ (نظام صفحہ 104)

غور کریں کہ جماعت مومنین میں سے امراء نظام وصیت میں اپنے اموال کو پیش کریں گے تو غربا بھی باوجود یہ کہ مایہ ہیں اس میں شامل ہونے کی خواہش کریں گے۔ باپ وصیت کرے گا تو بیٹا بھی پیچھے نہیں رہے گا مال بھی کوئی ذریعہ نکال کر موصیہ بنے گی تو یہ ایک اتنا بڑا عظیم عالمی نظام ہوگا جسکو نہ کوئی یارین اور چلا سکتی ہے نہ کوئی حکومت نہ کوئی رابطہ عالم اسلام نہ کوئی عسکری تنظیم ہاں اسکو صرف اور صرف وہی ذات چلا سکتی ہے جو اسان سے خدا کی طرف سے اس کو چلانے کیلئے نازل ہوگی اور وہ ظہور قدرت ثانی یعنی خلافت علی مصباح البیوع ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں پہلے خلافت علی مصباح البیوع کی بشارت دی اور پھر جماعت مومنین کے سامنے نظام وصیت بسلسلہ اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن اور خدمت غرباء و مساکین و یتیمین پیش فرمایا۔

آج قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زیر سایہ دنیا بھر کے 178 ملکوں میں جہاں جماعت احمدیہ اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن کا فریضہ انجام دے رہی ہے وہاں انسانیت کی خدمت میں شب و روز مصروف عمل ہے۔

اگر کوئیں مشن ہاؤس قائم کئے جارہے ہیں تو کہیں ہسپتال کھولے جارہے ہیں کہیں اسکولوں اور کالجوں کا اجرا ہو رہا ہے۔ کہیں خدا تعالیٰ کا خلیفہ اپنے دست مبارک سے غرباء و یتیم و مساکین میں وظائف و سامان سب ذریعہ تقسیم فرما رہے ہیں۔

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ افریقہ کے موقع پر دینا نے عظیم روح پرورد نظارہ دیکھا جبکہ حضور انور ا سکولوں کالجوں مشن ہاؤسز کا جائزہ فرما رہے تھے اور احمدی مسلمان نہایت ہی چاہت و ادایت اور عقیدت سے اپنے دل و جان سے پیارے آقا کو دست بوسی فرما رہے تھے۔ گھنٹوں لمبی لمبی قطاروں میں کھڑے آپ کے حضور حاضر رہے۔

وہ نظارہ بھی عجیب تھا جبکہ آپ اپنے دست مبارک سے احمدی خواتین میں مسلمان مشین تقسیم فرما رہے تھے۔ بھگان اللہ یہ سارے دونوں کے سوالی نہیں تھے بلکہ اپنی چاہتوں اور عقیدتوں کے پھول بچھادور کرنے آئے تھے اور ہر ایک کی زبان سے یہ نعرہ بلند تھا

”انی معک یا مسرور“

کہ اسے قدرت ثانیہ کے مظہر کامل ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ منظر اخلاقی روحانی اور اقتصادی ترقی کا ٹھکانہ مارتا ہوا مسند نظر آ رہا تھا۔

قرآن پاک کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے بنیادی طور پر جو چیز مسلمانوں کے ذہن نشین کرانی ہے کہ خدا اور بندوں کے درمیان مالک و مملوک کا تعلق ہے۔ جو بھی جائیداد انسان حاصل کرتا ہے اس کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ وہ ہی مالک ہے اور ہم اس کے مملوک ہیں لہذا ہماری ہر چیز کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے سورہ نور 41/10 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اتوھم من مال اللہ الذی انعام۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ مال جو اس نے تم کو دیا ہے۔ جنگی قیدیوں کو تان و جنگ ادا کرنے کیلئے دیدہ۔ پس اللہ تعالیٰ ذاتی ملکیت سے لیکر بادشاہت تک کو انات الہی قرار دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے مقبول بندوں کو دی جاتی ہے۔

قانون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے سرمایہ داری کا دعویٰ پیش کیا تھا جس کا ذکر یوں آتا ہے۔

انما اوتینته علی علم
ہمارے پاس دولت ہے یہ تو ہم نے اپنے علم سے حاصل کی ہے اپنے علم سے کمائی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے قانون کا دعویٰ رد فرمایا۔

انبیاء علیہم السلام کی سببی تعلیم رہی ہے کہ آسمانوں اور زمینوں سمیت ان کے درمیان جو بھی کچھ ہے اس کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ان پر بہت افروختہ ہوئی جبکہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کے سامنے یہ تعلیم پیش کی تو قوم نے کہا اچھا اب تم ہمارے مالی معاملات میں بھی مداخلت کرنے لگے اور اس بات سے روکنے لگے کہ ہم اپنے اموال کو اپنی مرضی سے خرچ کریں کیا تمہاری نماز تمہیں ہماری عبادت، مالیات ہر چیز میں دخل دینے کا حکم دیتی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سرمایہ داروں کا دعویٰ کبھی بھی تسلیم نہیں فرمایا بلکہ فرمایا

اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر
یعنی رزق کی تنگی اور فراخی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اسلام کی اس عظیم تعلیم پر روئے زمین میں صرف جماعت احمدیہ خلافت کے زیر سایہ نظام وصیت کی روشنی میں عمل کر رہا ہے۔

انسان اپنی پیدائش کے لحاظ سے یکساں پیدا ہوتے ہیں اولیٰ و اعلیٰ کا کوئی فرق نہیں ہوتا نہ کالے اور گورے کا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فطرة الله التى فطر الناس علیہا
(الروم 4) ہاں پیش کش کے بعد اپنے اعمال سے اپنی زندگی پر اچھے یا برے نقش نقش کرتا ہے۔

اسلام نے برے کاموں سے بچنے اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی تعلیم دی ہے۔ احترام آدمیت کو قائم کیا ہے اور انسانوں کے بے حیثیت انسان مساوی حقوق مقرر فرمائے ہیں قرآن شریف نے جہاں قریبی رشتہ داروں پر دیوبوں کے حقوق کی نشاندہی فرمائی ہے وہاں یہ فرما کر کہ فسی اموالھم حق للمسائل والمعووم (الذات 1) یات 1)

کہ مومنوں کے مالوں میں سب کو اور مومنین کو سب کا بھی حق ہے اس طرح معاشرہ کے کمزور اور ضعیف طبقات کے حقوق کو بھی محفوظ فرمایا۔

قرآن کا یہ بہت ہی پیارا اور دلکش انداز ہے کہ مالداروں کو مستحقین پر خرچ کرنے کی تحریک کرتا ہے اور تحریک یوں کرتا ہے کہ یہ ان لوگوں کا حق ہے تم اسے ان کا حق سمجھ کر ادا کرو احسان مت سمجھو۔

آج نظام وصیت کی برکت سے جماعت مومنین نے اس نقطہ نظر کو ملحوظ کیا ہے اور اسکو اپنا لیا ہے اس سے جہاں غرباء کے دل مطمئن ہو رہے ہیں وہاں خود صاحب اموال لوگوں میں غرباء کی خدمت کا جذبہ بڑھ رہا ہے دن بڑھتا جا رہا ہے صاحب اموال کی مرحلہ پر احسان جتنا کہ معاشرہ کو نہیں بگاڑ رہے ہیں بلکہ اخلاقی طور پر ان کا ذاتی کردار بلند سے بلند رہتا جا رہا ہے اور یہ دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جبکہ سچے زمانہ کا یہ مژدہ جافزا پورا ہوگا آپ فرماتے ہیں یہ

”دیکھو! وہ زمانہ چلا تا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پیلے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا یہ اس خدا کی دہی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔“

(تحفہ گلشن و صفحہ ۱۵۱)
لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم نظام وصیت کے حقائق کو سمجھیں اور ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اپنے اندر ایک انقلاب پیدا کریں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت نکلتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔“ (کشتی نوح صفحہ 11-12)

اللہ تعالیٰ جماعت مومنین کے تمام افراد کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس روحانی نظام میں شامل ہوکر اپنی قربانیوں کے ذریعہ سے اسلام کی سر بلندی کا باعث ہوں۔ (آمین) ☆☆☆

معاذ اللہ! شریعت پر مدد ملان کو پیش نظر رکھتے ہوئے نصیحت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں
اللّٰهُمَّ مَنِّ قَوْمٍ كُلِّ مَمْنُونٍ وَ سَجَفُهُمْ تَسْحِيقًا
اے اللہ! انہیں پھر پارہ کر دے، انہیں نہیں کر دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

نظام وصیت کے لئے

صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانیاں

(عطاء الحبيب لون استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

نظام وصیت

وہی سے ان کو ساتی نے پلادی
فتمان الذی اغذى الاعادی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مواقع پر اپنے صحابہ کے سامنے مالی قربانیوں کے مطالبے رکھے جن پر لبیک کہتے ہوئے صحابہ نے مالی قربانیوں کے اعلیٰ اور عظیم کارنامے سر انجام دیئے۔ 1905 میں آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے عظیم الشان بابرکت زو حانی نظام نظام وصیت جاری فرمایا اور اس کے مطابق یہ سنے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال و اسباب و جائیداد کا کم از کم دسواں حصہ دے گا وہ اللہ کے ارادہ سے مجوزہ قبرستان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوگا۔ اس طرح گویا ایک شخص ہمیشہ کیلئے اس بات کی علامت بن جاتا ہے کہ اسلامی اشاعت اور دینی کاموں میں وہ کیا عظیم قربانی کرنے والا وجود تھا اور ابدی نیند سوتے ہوئے بھی ایک انسان کے سامنے خاموش لیکن موثر ترغیب اس لہری کر تا رہتا ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کسی قربانی کرنی چاہئے جیسا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”میں نے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعت اسلام کا جوش دل میں رکھتے ہیں اور جو اپنے صدق اور اخلاص کا نمونہ دکھا کر نفوس ہوں اور اس مقبرہ میں دفن ہوں ان کی قبروں پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جس میں ان کے مختصر سوانح ہوں اور اس اخلاص و وفا کا بھی کچھ ذکر ہو جو اس نے اپنی زندگی میں دکھایا تا جو لوگ اس قبرستان میں آئیں اور ان کی قبروں پر دیکھیں ان پر ایک اثر ہو اور مخالف قوموں پر بھی ایسے صادقوں اور راسخا زوں کے نمونے دیکھ کر خاص خاص اثر پیدا ہو“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ ۲۱۷ تا ۲۰۳ قادیان)

وصیت کی تلقین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نظام شخص اشاعت اسلام کیلئے قائم فرمایا۔ اور پھر اپنے اصحاب کو اس میں شامل ہونے کی تلقین بھی فرمائی اور اس کو دنیا پر دین کو مقدم کرنے کا ایک عمدہ موقعہ قرار دیا۔ حضور فرماتے ہیں۔

”عرصہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک بہشتی مقبرہ ہوگا گویا اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں جتنی ہوں گے۔ پھر اس کے متعلق الہام ہوا۔ اُنسزل فیہا کل

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام مسیح اسلام کو جو کام تفویض ہوتا رہا ہے اس کو پورا کرنے کیلئے انہوں نے اپنے قیمتی عین سے مختلف قسم کی قربانیوں کے مطالبے کئے ہیں۔ ان مطالبوں میں سے ایک مطالبہ مالی قربانیوں کا مطالبہ ہے۔ چنانچہ قیمتی عین جہاں دوسرے مطالبوں کو پورا کرتے رہے وہاں وہ بعد ہوشی اس مطالبہ پر بھی لبیک کہتے رہے۔ اور اس میدان میں بھی انہوں نے قابل عمل اور قابل رشک نمونے قائم کئے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تو اپنے آقا و مطاع کی آواز پر لبیک کہنے کے ایسے واقعات پیش کئے ہیں کہ نہ صرف مذاہب کی تاریخ میں بلکہ تاریخ عالم میں ان کی مثالیں ملنا مشکل ہے مالی قربانیوں کے مطالبہ پر انہوں نے عظیم الشان نمونے پیچھے چھوڑے ہیں ایسا بھی ہوا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا سارا مال پیش کرنے والے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو تو جواب ملا کہ اللہ اور اس کے رسول کا نام۔

حضرت مسیح موعود و مہدی مدوہیہ الصلوٰۃ والسلام غلبہ اسلام کے لئے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مبعوث ہوئے تو اس موفوفہ مشن کو پورا کرنے کیلئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عظیم الشان لائحہ عمل کی داغ بیل ڈالی اس عظیم الشان مشن کو پورا کرنے کیلئے آپ علیہ السلام نے بھی اپنے بہ کے سامنے مختلف قسم کی تحریک پیش کیں اور مختلف مطالبے کئے۔ کبھی آپ صحابہ کو اسلام کی خدمت کیلئے وقف کرنے کے بارے میں تو کبھی مالی قربانیاں کرنے کے بارے میں بھی اپنے دُشمن کو چھوڑ کر قادیان آنے کے بارے میں تو کبھی قادیان سے باہر جانے کے بارے میں تحریک فرمائی۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے متعلق فرمایا تھا کہ امانا علیہ واصحابیہ۔ پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ علیہ السلام کے صحابہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نمونوں پر عمل کرنے سے چوک جاتے چنانچہ آپ علیہ السلام کے صحابہ نے عین وہ نمونہ دکھایا اور تمام مطالبات کو قبول کیا اور ان کو پورا کرنے کیلئے عظیم الشان قربانیاں کیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے متعلق فرمایا

مبارک وہ جو اب ایمان لایا صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

رحمۃ“ اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہیں دیتی۔ اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں دُشمن ہو گیا عمدہ موقعہ ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرے۔ یہ صمدی جس کے تھیں سال گزرے تو کو ہیں گزر جائے گی اور اس کے آخر تک موجودہ نسل میں سے کوئی نہ رہے گا۔ اور اگر ہم کو ہر ہاتھ کیا فائدہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنا صدقہ پہلے بھیجو۔ یہ لفظ صدقہ صدق سے لیا گیا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل نمونہ اپنے صدق اور اخلاص کا نہیں دکھاتا لاف زنی سے کچھ نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ ۲۱۶) مطبوعہ ۲۰۰۳ قادیان

صحابہ کا نمونہ

اُور اس بات کا ذکر آچکا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے عمل اور مثال تھے۔ یہ ناممکن تھا کہ وہ اس بابرکت نظام میں شامل نہ ہوتے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایمان و اخلاص کے نمونے دکھائے اور عظیم قربانیاں کر کے بعض نے 1/10 حصہ کی بعض نے 1/6 حصہ کی بعض نے 1/3 کی وصیت کی اور اس نظام میں شامل ہو گئے۔ ایک موقع پر 1/6 کی وصیت کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

”الوصیت اشتہار میں جو میں نے ہر جائیداد کی اشاعت اسلام کے وصیت کرنے کی قید لگائی ہے میں نے دیکھا کہ کل بعض نے 1/6 کی وصیت کر دی ہے یہ صدق ہے جو ان سے کرتا ہے اور جب تک صدق ظاہر نہ ہو کوئی مؤمن نہیں کہلا سکتا۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ ۲۱۶ تا ۲۰۳ قادیان)

اس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا اور شاید یہ کوئی ایسا صحابی باقی رہا ہو جس نے وصیت نہ کی ہو اور اس بابرکت نظام میں شامل نہ ہوا ہو۔ وہ تو پہلے سے عظیم مالی قربانیاں کرتے آ رہے تھے اب بھلا اس نظام میں جو کہ خاص اللہ تعالیٰ کے فضاء کے مطابق اور اس کے ایما پر شروع کیا گیا تھا کیسے شامل نہ ہوتے۔ ان میں سے بعض کامیاب ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا حکیم نور الدین

خلیفہ المسح الاول رضی اللہ عنہ

آپ ایسے دیو تھے جنہوں نے اپنا سارا مال و متاع اشاعت اسلام کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی خدمت میں دینے کی پیشکش کی تھی چنانچہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں گزار دوں۔ یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت جبر و مرشد میں کمال راسخی سے عرض کرتا ہوں۔

میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا“

(مرقاۃ المفہین فی حیاۃ نور الدین صفحہ ۹۷ جلد ۱ ص ۱۹۷)

آپ رضی اللہ عنہ کی اس پیشکش کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ نظام وصیت میں اس کے شروع ہونے سے پہلے ہی داخل تھے۔ جو شخص پوری دولت اشاعت اسلام کیلئے دینے کیلئے تیار تھا وہ نظام وصیت میں شامل ہونے سے کیسے پیچھے رہ سکتا تھا۔ ”مرقاۃ المفہین کے مصنف کرم اکبر شاہ خان نجیب آبادی آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

بہشتی مقبرہ کی وصایا کے ماتحت آپ نے اپنی زرعی زمین جو بحیرہ میں تھی اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن احمدیہ کو بیہ کر دی تھی“ (مرقاۃ المفہین فی حیاۃ نور الدین صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ فروری ۲۰۰۳ قادیان)

حضرت حافظ نور محمد فیض اللہ چکوی

یہ حضرت ان لوگوں میں سے ہیں جو شروع سے ہی سلسلہ کے لئے امتیازی رنگ میں مالی قربانی کرتے تھے اور ۱۹۱۳ء میں جبکہ سلسلہ احمدیہ کی مالی حالت اتنی پختہ نہیں تھی اور صیفہ بہشتی مقبرہ میں تین صد روپے وصول ہونے کا ذکر ہے اس میں ان کی زمین کی آمد سولہ روپے ہے جو کہ اس زمانے کے لحاظ سے اور بقیہ اور انجمن کرنے والوں کے لحاظ سے بہت بڑی رقم ہے۔ اس تعلق سے محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مرحوم نے اصحاب احمد جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۹ میں ان کے متعلق ان الفاظ میں ذکر کیا ہے

”آپ اپنی بساط کے مطابق امتیازی رنگ میں مالی خدمت سلسلہ کرتے تھے ۱۹۱۳ء تک سلسلہ احمدیہ کی حالت کے ابتدائی مرحلہ پر ہونے کا علم ایک روایت اور سے ہوتا ہے جس میں صیفہ بہشتی مقبرہ میں وصول ہونے والی بڑی بڑی رقم میں دس روپے کا اور تیرہ افراد کی طرف سے مجموعہ تین صد بانوے روپے آمد ہونے کا ذکر ہے اس میں حافظ صاحب کی زمین کی آمد سولہ روپے بھی شامل ہے۔ ریکارڈ بہشتی مقبرہ کی رو سے سولہ کمال سات مرلہ راضی کا انتقال صدر انجمن احمدیہ کے نام کر دیا تھا جس کی براہ راست فروخت سے ۱۳ نومبر ۱۹۱۷ء انجمن کو تین صد روپے آئے

حضرت مولوی عبداللہ یوتا لوی

حضرت مولوی صاحب موصوف نے ۱۹۰۱ء میں بیعت کی تھی اور ۱۹۱۳ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے تھے ان کے نزدیک وصیت کی کیا اہمیت تھی اس کا اندازہ ان کے اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ یہ ہمیشہ وصیت کی شغلیت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ چنانچہ اصحاب احمد میں ان کے متعلق اس تعلق سے یہ ذکر موجود ہے۔

”۱۹۱۳ء میں وصیت کی تھی وصیت کا نمبر ۶۵۶ تھا اور آپ کی اہلیہ صاحبہ کی وصیت کا نمبر ۶۵۷ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی بحیثیت حکمت ہے کہ باوجودیکہ مکرم مولوی صاحب اور ان کی اہلیہ کرم کی وفات میں تقریباً پونے دو سال کا فرق ہے لیکن پھر بھی قبریں ساتھ ساتھ ہیں اور وصیت کی اہمیت کی وجہ سے وصیت کی شغلیت کو نہایت حفاظت سے رکھا۔ حتیٰ کہ ۲۷ء میں قادیان آتے وقت جو چند کاغذ ساتھ لائے تھے ان میں سے ایک کاغذ اپنی وصیت کا شغلیت تھا اور ایک کرم اہلیہ صاحبہ کی وصیت کا شغلیت تھا۔ اس شغلیت پر بطور میر مجلس صدر انجمن احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ علیہ السلام نے غصہ العزیز کے منتظر ہیں اور بطور افسر بخشی مقبرہ حضرت مفتی محمد صادق کے دستخط ہیں“

(اصحاب احمد جلد ۵ صفحہ ۱۹۲)

محترمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم قشتی

امام الدین صاحب پٹواری

آپ بھی موصی تھیں اور انہوں نے اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد کی رقم نہ صرف ایک مرتبہ بلکہ دوسری بار کر دی تھی تفصیل اس اجال کی اس طرح ہے۔

”آپ موصی تھیں اور وصیت کے تمام چندوں کا حساب بہت اہتمام سے کر کے اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ حصہ جائیداد کی رقم ایک دفعہ ادا کی لیکن دفتر کی غلطی سے ساری رقم کسی اور دم میں داخل ہو گئی۔ ایک عرصہ کے بعد غلطی کا پتہ چلا۔ اس کا ازالہ کاغذات میں درستی کے ذریعہ باسانی ہو سکتا تھا لیکن آپ نے اسے پسند نہ کیا کہ اگر غلطی سے بھی دوسرے چندہ میں رقم داخل ہو گئی تو وہاں سے اُسے کیوں دوسری مدت میں تبدیل کیا جائے چنانچہ پھر دوبارہ وصیت کا چندہ داخل کر دیا“

(اصحاب احمد جلد ۱ نمبر ۱۲۲-۱۲۳)

حضرت ملک مولیٰ بخش صاحب امرتسریؒ ان کی طبیعت شروع میں وصیت کرنے کی طرف مائل نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ ان کو اس روحانی نظام سے باہر نہیں رکھنا چاہتا تھا چنانچہ بالآخر انہوں نے شرح صدر کے ساتھ وصیت کی اور اس بابرکت نظام میں شامل ہو گئے۔ ”اصحاب احمد“ میں ان کی وصیت کے

تعلق سے دلچسپ واقعہ درج ہے۔

جس کو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

”آپ کی زندگی کا ایک قابل ذکر واقعہ آپ کا وصیت کرنا ہے۔ اگرچہ کتاب الوصیت آپ کے سامنے شائع ہوئی دوسروں نے وصیتیں بھی کیں اور آپ کو بھی بعض دوستوں نے تحریک کی۔ مگر آپ کی طبیعت ادھر نہیں آتی تھی۔ عادت پڑی ہوئی تھی کہ ہر چیز کے عقلی دلائل ہوں اور وہ آپ کو اس بارے میں اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق سمجھ نہ آتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی راہنمائی فرمائی۔

تفصیل یہ ہے کہ جب قادیان سے قرآن مجید کا پہلا بارہ انگریزی میں شائع ہوا تو جماعت کی طرف سے آپ نے اس کی ایک کاپی ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلا گامگرس لیڈر کے پاس فرخت کی۔ یہ صاحب کچلا گامگرس صاحب بھی رہے اور غریب نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اور ڈاکٹر سیف الدین صاحب نے نماز ترک کر دی اور کہتے تھے کہ یہ پروپیگنڈہ کا کام جو ہم قوم کی خاطر کرتے ہیں نماز سے مقدم ہے اس روز آپ نے ڈاکٹر صاحب کو پھر نماز کی تلقین کی تو انہوں نے یہی جواب دیا۔ ملک صاحب نے پوچھا کہ آپ مسلمان ہیں کیا قرآن مجید کو الہامی مانتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ہوں ملک صاحب نے کہا پھر اگر قرآن مجید نماز پڑھنے کو کہتے تو کیوں نہ پڑھو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہی کتاب کو الہامی ماننے کے یہ معنی نہیں کہ کسی ہر بات مان لی جائے۔ وہی بات مان لی جائے گی جو عقل کے مطابق ہوگی آپ کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور آپ نے چند دوستوں کے پاس شکایت بھی کی کہ عجیب مسلمان ہیں۔ آپ چاہتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب کو قرآن مجید کے کسی حکم کو ماننے سے عقل کی بناء پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ اس بات کا خود آپ پر مدلل ہوا۔ اور آپ نے اپنے تئیں مخاطب کر کے کہا کہ تم ڈاکٹر کچلا گامگرس کو الزام دیتے ہو مگر خود تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت اقدس علیہ السلام کو صادق مانتے ہو مگر آپ کے فرمودہ وصیت کے نظام میں شامل ہونے کو تیار نہیں۔

اسی ضمن میں دوسری بات یہ ہوئی کہ آپ ہوشیار پور میں تھے ایک سبب سبب صاحب آپ کے مکان پر آئے ان کے دریافت کرنے پر آپ نے اپنے لڑکے ملک سعید احمد صاحب کے متعلق بتایا کہ انہوں نے بی، اے کا امتحان دیا ہے اور اب ان کا خالص مشغلہ تبلیغ احمدیت ہے۔ انہوں نے اس بات کا ثبوت طلب کیا کہ بخشی مقبرہ میں دفن ہونے والا بخشی ہی ہوتا ہے ملک سعید احمد صاحب نے کچھ جواب دیا مگر وہ اعتراض کرتے رہے۔ اس وقت باپ بیٹا دونوں کو ایسا کوئی جواب نہیں آتا تھا جس سے محترم کو خاموش کر سکتے۔ فوراً ایک بات اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالی آپ نے سبب سبب صاحب سے پوچھا آپ مسلمان

ہیں بھلا یہ بتلائیں کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ ہر شے ہے بھی؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک دھوکہ سلسلہ ہے یہ سن کر وہ شکیا گئے کہ یہ کیلئے کے دینے پڑ گئے۔ آپ نے ان کی مدد کی اور کہا کہ ثبوت یہی ہے نا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے انسان نے جسے ہم صادق سمجھتے ہیں انبیا کہا ہے۔ انہیں یہ دلیل معقول نظر آئی اور بحث کہا ہاں۔ ملک صاحب نے کہا پھر بخشی مقبرہ والی بات کی بھی یہی دلیل ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جنہیں ہم صادق سمجھتے ہیں ایسا کہا ہے۔ پس ہم سے بحث اس امر پر کرو کہ حضرت مرزا صاحب صادق ہیں یا نہیں۔ اگر حضور صادق ثابت ہوں تو آپ کا یہ فراموشی جس کا تعلق حیات بعد الموت سے ہے بے مانا پڑے گا۔ سبب سبب صاحب کو اس کا کوئی جواب نہ آیا اور خاموش ہو گئے۔

اس بحث نے ملک صاحب کیلئے تربیت کی ایک بڑی منزل طے کر دی اور آپ کو وصیت کے ضروری ہونے پر مدلل مل گئی۔ اور آپ نے دل میں کہا کہ اگر میری اس دلیل سے غیر احمدی کا منہ بند ہو سکتا ہے تو مجھے اور کیا دلیل درکار ہے۔ الفرض آپ کو بالکل ہی ہو گئی اور آپ نے پورے انشاء صدر سے وصیت کر دی۔“

(اصحاب احمد جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ تا ۱۱۰)

اس واقعہ میں ان حضرات کیلئے بھی سبق ہے جو اپنے خود ساختہ عقلی ہکا بکاؤں کی وجہ سے اس بابرکت نظام میں شامل ہونے سے قاصر ہیں۔ ان کو چاہئے کہ ان شیطانی پردوں اور وسوسوں کو دور کر کے اس نظام میں شامل ہوں اور اللہ کے عظیم اجر و ثواب کے وارث ہوں۔ اللہ سب کو اس کی توفیق دے۔ (آمین)

آخر میں دو ایسے اشخاص کے ذکر پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں جو صحابی تو نہیں تھے لیکن انہوں نے اپنی قربانی کا مظاہرہ کیا ہے کہ بعد میں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بھی صحابہ کرام کے گروہ میں ہی شامل ہوں اور اسی اجر و ثواب کے مستحق قرار پائے ہوں جو اجر و ثواب اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کیلئے مقرر فرمایا ہے یہ تابعین اصحاب احمد ہیں ایک ہیں حضرت سید محمد عبداللہ الدین صاحب اور دوسرے ہیں حضرت شمس الدین صاحب درویش قادیان۔

حضرت سید محمد عبداللہ دین صاحب

انہوں نے ۱۹۱۵ء میں بیعت کی تھی۔ ابتداء سے انہوں نے عظیم الشان مالی خدمات کی توفیق پائی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو ان پر فخر تھا اور آپ نے ان کو خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت قرار دیا ہے۔ مزارعہ المسیح، تبلیغ ولایت، تغیر مساجد و شفا خانہ، رسائل و تراجم۔ فی ثقیل تحریک جدید۔ جلسہ سالانہ تغیر دفاتر وغیرہ وغیرہ غرض شاید ہی تحریک ایسی ہو جس کیلئے انہوں نے مالی خدمات نہ کی ہوں۔ چنانچہ تابعین اصحاب احمد جلد ۹ صفحہ ۱۳۶

سے لیکر ۱۷۵ ایک صفحات صرف ان کی مالی خدمات کے ذکر پر مشتمل ہیں اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے کس قدر عظیم مالی قربانیوں کی توفیق پائی ہے۔ جہاں تک آپ کی وصیت کا تعلق ہے اس کے متعلق لکھا ہے۔

”آپ نے ۱۹۱۸ء کو اپنی مشترکہ جائیداد میں سے اپنے چوتھے حصہ کی جو مالیتیں تھیں ہزار روپے تھا صدر انجمن احمدیہ کے نام چھ حصہ کی وصیت کر کے باقی ہزار روپے ادا کر دیا (مسل وصیت) صفحہ بخشی مقبرہ کی سالانہ رپورٹ بابت ۱۹-۱۹۱۸ء میں مرقوم ہے کہ۔

اس سال کی آمد میں مندرجہ ذیل رقم قابل تذکرہ ہیں معظیوں کو خداوند کریم ڈرائے خطرہ فرمائے آمین۔ یہ رقم حصہ جائیداد کے طور پر ملی۔

سید محمد عبداللہ الدین صاحب سکندر آباد دکن۔ ۲۳۱۵ روپے۔ اہلیہ صاحبہ ۵۰۰ روپے۔ اس سال کی وصیت کی ہر قسم کی آمد (یعنی حصہ آمد اور حصہ جائیداد) بقدر چندہ ہزار تین سو چھیاسی روپے تھی۔ (حاشیہ صفحہ ۱۱۷ تا ۱۱۸)

سید محمد صاحب ان چندہ افراد میں سے تھے۔ جنہوں نے مرکز کی تحریک کے مطابق اپنی زندگی میں حصہ جائیداد ادا کرنے کی کوشش کی۔ پھر ایک اور تحریک کے نتیجہ میں آپ نے ۱۹۳۱ء میں وصیت میں اضافہ کر کے اسے ایک تہائی کر دیا۔ اس وقت آپ کی جائیداد کی مالیت بڑھ کر اسی ہزار روپے ہو گئی تھی۔ اس مزید حصہ کے عوض احمدیہ جوبلی بلڈنگ واقع شہر حیدر آباد نے آپ نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بہہ کر دی۔ یہ عمارت تبلیغ اور جلسوں کے انعقاد اور ادائیگی نماز کیلئے استعمال ہوتی ہے۔

(۱۹۸۲ء کی بات ہے۔)

اس بلڈنگ کی تعمیر پر چونتیس ہزار روپے صرف ہوئے پھر آپ نے اٹھارہ ہزار روپے میں ملحقہ قطعہ زمین خرید کر شال کر دیا۔ اس طرح یہ دو منزل عمارت والی ساری جائیداد بادل ہزار روپے کی ہو گئی۔ اس وقت کی ڈائی جائیداد ایک لاکھ ۲۴ ہزار روپے کی مالیت کی ہو چکی تھی۔ لیکن آپ نے ایک لاکھ چھپس ہزار روپے کا ایک تہائی ادا کر دیا تھا۔“

(تابعین اصحاب احمد جلد ۹ صفحہ ۱۳۷-۱۳۶)

محترم شمس الدین صاحب درویش

موصوف غریب اور معذور تھے۔ ان کا گندارہ لوگوں کی عطا پر ہوتا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے وصیت کی جو کچھ ملتا تھا اس کو جمع کر کے چندہ وصیت ادا کرتے تھے۔ اور نہ صرف یہ کہ اپنی زندگی میں ہی چندہ ادا کرتے رہے بلکہ انہوں نے اپنی پیدائش سے کی سال پہلے سے اپنی وفات کے کی سال بعد تک کا چندہ ادا کر دیا۔ سبحان اللہ نظام وصیت ۱۹۰۵ء میں

بہشتی مقبرہ اور اس کے تاریخی اور مقدس مقامات

محمد یوسف انور استاد جامعہ احمدیہ قادیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اس آخری زمانہ میں جس کو بعثت جائے گا وہ رکھا گیا ہے خدا کا حج و مہدی (علیہ السلام) ناموس اللہ کے رنگ میں عین وقت مقررہ پر ہندوستان کی سرزمین قادیان کی پاک اور گرام ہستی میں آج سے ایک صدی سے زائد عرصہ قبل ایسے وقت میں مبعوث ہوا جبکہ اسلام پر چوڑے دمے ہو رہے تھے اور اندرونی طور پر مسلمان خود خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوئے جا رہے تھے قرآن مجید کی تعلیم کو چھوڑ رہے تھے اور غیر اسلامی رسم و رواج میں دھل چکے تھے گویا اسلام کا صرف نام اور قرآن مجید کی رسم باقی رہ گئی تھی مسلمان نے بارے اختلافات میں بے ہوشی ہوئے تھے اور ہزاروں مسلمان عیسائیوں کی تبلیغ و عطا نصیحت سے عیسائی مذہب قبول کر چکے تھے جس نے بے پناہ درد و دوسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بانی حقیقی عاشق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیان پر جنھوں نے خدا کے اذن سے مسیح موعود کا دعویٰ فرما کر اسلام کی باگ ڈور سنبھالی اور مذہب اسلام کی ایسا دفاع کیا کہ دشمنوں کے دانت کٹنے کر دیئے ایسے ایسے روشن قاطع دلائل قرآن مجید سے بیان کئے کہ کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ کے مقابلہ میں آئے اسلام پر اعتراض کرے قارئین کرام آج کے اس خصوصی نمبر میں اسی عظیم وجود کے قائم کردہ بہشتی مقبرہ "شہ نشین" جنازہ گاہ وغیرہ کا تعارف اور مختصر تاریخ پیش خدمت ہے۔

حضرت مسیح موعود کا باغ وصیت اور بہشتی مقبرہ کا قیام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس باغ میں جو بہشتی مقبرہ سے متصل تھا اپنے اصحاب کے ساتھ اکثر تشریف لے جایا کرتے تھے باغ کے پھول شہوت وغیرہ سے اصحاب کی تواضع فرماتے خود بھی ان کے درمیان بے تکلفی سے تشریف فرما ہو کر پھل کھاتے۔ اصحاب کو اٹھا کر کے روحانی، علمی و تربیتی مجالس منعقد فرمایا کرتے تھے۔

حضرت اقدس کا باغ میں قیام

پھر چلے آتے ہیں یاد و زلزلہ آنے کے دن زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن (مسیح موعود)

اپریل ۱۹۰۵ء کو وہ بیت ناک زلزلہ آیا جس نے دنیا کے سامنے ایک قیامت کا نمود پیش کر دیا۔ چونکہ آپ کو بار بار زلزلوں کے متعلق الہامات ہو رہے تھے اس لئے ۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے بعد اس روز آپ نے حکم دیا کہ کچھ عرصہ کے لئے اصحاب بہشتی

مقبرہ کے متصل جو حضور کا باغ تھا اس میں قیام کریں۔ چنانچہ حضور کے اس ارشاد کی فوراً تعمیل کی گئی اور اس باغ میں ایک چھوٹی سی ہستی آباد ہو گئی۔ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب "حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اور دیگر احباب باغ میں رہنے لگے۔ اخبارات اور بعض دفاتر بھی باغ میں منتقل ہو گئے اور سواترین ماہ تک آپ نے اصحاب سمیت اسی باغ میں قیام فرمایا اور ۱۲ جولائی ۱۹۰۵ء کو واپس مکانات میں تشریف لے گئے اس کے بعد بھی آپ نے متعدد اشتہاروں کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ بدایوں کو ترک کر کے نیکی اور تقویٰ کی راہوں پر گامزن ہوں کہ خدا تعالیٰ کے غضب سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس موقع پر حضور علیہ السلام اپنے اہل بیت کے ہمراہ باغ میں فرود ہوتے تھے اور باغ میں ہی پانچوں نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔ بعض تصانیف اور برائیاں احمدیہ جہدہ پنجم بھی حضور باغ میں تصنیف فرماتے رہے ہیں باغ میں بہت بڑا حصہ حضور کا دعاؤں میں گزارا تھا۔ اہل بیت کے لئے باغ کے ایک حصہ میں بعد میں ایک مکان بھی حضور نے تعمیر کروایا تھا کہ کرام المؤمنین جب حضور کے ساتھ باغ میں فرود ہوتے تھے تو انہیں اور دیگر متواترات کو رہائش کی سہولت رہے۔

شہ نشین۔ بہشتی مقبرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مقدس باغ میں جس جگہ نشست فرمایا کرتے تھے وہ پختہ چوڑے کی شکل میں بنی ہوئی تھی۔ اور چوڑے کے اندر کی طرف ذیادہ ڈھلوانی اونچی نشیں بنی ہوئی تھیں۔ چوڑے کے جانب مشرق دیاوار کے درمیان میں حضور کی نشست گاہ تھی۔ یہ چوڑہ گھنے درختوں کے سایہ میں بنا ہوا تھا اور اسے شہ نشین حضرت مسیح موعود کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس جگہ دعائیں کرنے اور برکت حاصل کرنے کی غرض سے جماعت کے بزرگ اور دوست کثرت سے آتے ہیں۔

کچھ سال قبل شہ نشین کی پختہ تعمیر کا کام مکمل ہوا۔ چنانچہ ۹ نومبر ۱۹۰۵ء کو بروز جمعہ ساڑھے چار بجے شام حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت و حضرت صاحبزادہ مرزا دسم احمد صاحب و ممبران صدر انجمن احمدیہ جو تحریک جدید و دیگر بزرگان نے اعلیٰ الترتیب بنیادی انیشیئرز رکھتے ہوئے شہ نشین کی تعمیر کا کام پر سوز دعاؤں کے ساتھ شروع فرمایا پہلے اس کا رقبہ 13x13 تھا اب رقبہ 16x16 فٹ ہے اس میں قدرے توسیع کر دی گئی ہے۔ حضور علیہ السلام کے وقت کے شہ نشین کا لمبہ موجودہ شہ نشین

کے اندر محفوظ کر دیا گیا ہے۔ لیکن جانب مشرق دیاوار پہلی بنیاد پر ہی قائم رکھا گیا ہے۔ اور حضور کی نشست گاہ کو بھی شہ نشین میں اسی مقام پر قائم رکھا گیا ہے۔ جس جگہ حضور علیہ السلام تشریف فرما ہوتے تھے۔

(اخبار بدر ۱۹ دسمبر ۱۹۰۵ء)

الہامات قرب وصال

۱۹۰۵ء کے آخر میں حضرت اقدس کو بذریعہ ربی الہامات یہ بتایا گیا کہ آپ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ نے دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک معطف اور ڈھنڈا پائی خوش کیا گیا ہے جو بوقت درود پانچ تین گھنٹہ کے تھا اور اس کے ساتھ ہی آپ کو الہام ہوا۔ "آپ زندگی" یعنی یہ تیری بقیہ زندگی کا پانی ہے۔ اس کے بعد الہام ہوا۔ قسطل مہیعداد ربیک، بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اُڑایا چھا جائے گا۔ قسرب اجلک المقدر ولا ینقی لک من المغزیات ذکر۔ یعنی تیری مقدس وفات کا وقت قریب آگیا ہے اور تم تیرے پیچھے کی رسوا کرنے والی بات نہیں رہنے دی گے۔ پھر الہام ہوا۔ جہاد وقتک و ینقی لک الاینت باہرات یعنی تیرا وقت آن پہنچا ہے اور تم تیرے پیچھے تیری تائید میں روشن نشانات قائم رکھیں گے اور الہام ہوا کہ تصون و اسرار ضحک یعنی تو اس حالت میں فوت ہوگا کہ میں تجھ سے راضی ہوں اس طرح اور بھی الہامات ہوئے جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اب آپ کی وفات کا وقت بالکل قریب آگیا ہے۔

بہشتی مقبرہ کے قیام کا خیال

حضرت مسیح موعود نے ۶ اگست ۱۸۹۸ء کو ایک کتاب کے ذریعہ بہشتی مقبرہ کے قیام کا خیال فرمایا تاہم اس وقت زمین کافی ہنگامی تھی۔ اور پیر کی اتنی رافقی تھی تھی کہ کوئی خرید کر دی جائے آخر اس کام کی کافی اتواء ہو گیا۔ آخر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو خدا تعالیٰ کی مصلحت سے اس کا قیام اس رنگ میں عمل میں آیا کہ حضور نے اپنے باغ کی زمین میں سے ایک حصہ اس کیلئے وقف فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جبکہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الہی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلد انتظام کیا جائے۔ اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو حمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ایک ہزار روپے سے کم نہیں اس کام کیلئے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں

برکت دے۔ اور اس کو بہشتی مقبرہ بنادے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواہش تھی جو انہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کیلئے ہو گئے۔ اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی۔ اور رسول اللہ صلعم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھایا۔ آمین یارب العالمین۔ پھر میں دعا کرتا ہوں کہ میرے قادر خدا تو اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملوثی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یارب العالمین۔ (الوصیت صفحہ ۲۱)

بہشتی مقبرہ کا قیام

قارئین کرام جہاں متعدد نشانیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے تعلق سے بیان فرمائی ہیں ان کے ساتھ یہ بھی ایک نشانی بتائی ہے جو کہ ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے۔ یحذثہم بدر جاتہم فی الجنت۔ یعنی آئے دلائل حج و مہدی اپنی جماعت کے لوگوں کو ان کے جنت میں درجات کے بارہ میں اطلاع دے گا۔ (صحیح مسلم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "مجھے ایک جگہ دکھائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی ایک قبرستان میں نے دیکھا کہ زمین کو ناپ رہا ہے تو ایک مقام پر پہنچ کر اس نے مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ایک برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ (الوصیت صفحہ ۱۶)

اور اگر وہ شخص جو فوت ہونے والا ہے۔ وہ بہشتی نہیں تو بے شخص کو یہ زمین قبول نہیں کرے گی۔ اس جگہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ بہشتی مقبرہ کی زمین کی یہ تاثیر بالکل نہیں ہو سکتی کیونکہ بہشتی کی طاقت رکھتی ہے، یا پھر جو شخص اس میں دفن ہوگا اگر چہ وہ کیسا ہی بدو یہ زمین اس کو بہشتی بنادے گی بلکہ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ بات مقدر کر دی ہے کہ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے نزدیک بہشتی نہیں اور لوگوں کے نزدیک وہ بدلتا ہے تب تک وہ اس زمین میں دفن نہیں ہو سکے گا اس کے اس زمین میں دفن ہونے میں کوئی نہ کوئی رک پید ہو جائے گی۔ اس طرح یہ زمین اجلاصا تعالیٰ کی مصلحت سے جتنی لوگوں کی آخری آرام گاہ بنے گی اور اسی وجہ سے ہی اس مقبرہ کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے شرائط اس مقبرہ میں دفن ہونے کیلئے حضور نے وہی نفعی کے ماتحت چند شرطیں بھی لگائیں پہلی شرط یہ ہے کہ ہر

ایک شخص جو اس قبرستان میں دفن ہونا چاہتا ہے اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کیلئے چندہ داخل کرے۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں دفن ہونے والے ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ جو اس کی موت کے بعد رسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کے حساب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا تقی ہو اور حرمت سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرنا ہو چنانچہ اور صاف مسلمان ہو۔

ان شرائط کے علاوہ حضور نے آخر میں ایک امر کا اضافہ ان الفاظ میں بھی کیا ہے کہ۔

”ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں رکھتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کیلئے اپنی زندگی وقف رکھتا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے“ (الوصیت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ کے تعلق سے جو ہدایات دی تھیں ان پر عمل کیا گیا۔ سب سے پہلے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی وفات ہوگئی اور آپ کو سب سے پہلے اس بہشتی مقبرہ میں ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء کو دفن کیا گیا اور یہ پہلی قبر تھی اس کے بعد قبرستان کے شمال میں جہاں پانی کھڑا تھا بتا پل تعمیر کیا گیا۔ یہ مکان عظیم الشان بنایا گیا جس کیلئے اس میں درخت لگائے گئے۔

بہشتی مقبرہ کی الہی حفاظت

۲۳ مارچ ۱۹۹۲ء قادیان میں جلسہ گاہ میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں بہت تعداد میں سکھ دوست بھی شامل ہوئے ایک عمر سیدہ سکھ دوست نے مصنف ’میری پسندیدہ ہستی قادیان‘ کو بتایا کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے فوراً بعد انہوں نے بہت کوشش کی کہ بہشتی مقبرہ کی جگہ اور باغ پر قبضہ کر لیا جائے لیکن جب یہی وہ حملہ کرنے کیلئے آتے تھے ان کو سامنے ہماری فوج گھوڑوں پر سوار اس کی حفاظت کرتی نظر آتی تھی۔ اور پھر وہ واپس چلے جاتے تھے۔ اسی طرح سیلاب جو جولائی ۱۹۹۳ء کو آیا اس وقت محلہ ناصر آباد میں تقریباً ۱۰ فٹ اونچا پانی تھا بہشتی مقبرہ میں قطعہ خاص اور دوسری

خصوصی درخواست دعا

اجاب جماعت سے پاکستان میں جلد امیران راہ مولانا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقامات میں طوٹ افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درود دعا اور دعا کی درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللہم! زنا نہ یغفلک فی لغوہم و فوہم ذنب بن شریز و ہم۔

قبروں کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ سیلاب کا پانی بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص کے دونوں طرف سے گزر گیا۔

(میری پسندیدہ ہستی قادیان دارالامان صفحہ ۲۱۵)

جنازہ گاہ و مقام ظہور قدرت ثانیہ

احمدیت کی تاریخ میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا دن نہایت حد سے کا تھا جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح الہام الہی کے تحت خدا کے حضور حاضر ہوگئی اور آپ کا وصال لاہور میں ہوا اُس وقت بھی دشمنان احمدیت نے ایک شور قیامت برپا کیا اور امید لگائی کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا ایسے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ وصیت موجود تھی کہ ”میرے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ میں ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے تا مخالفوں کی دو چھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھائے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت میں کوتاہ کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے (یعنی خبر وفات) غفلتیں مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دہائی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“ (الوصیت)

خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس الہی اور روحانی جماعت کو بے سہارا نہیں چھوڑا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ لاہور سے قادیان لایا گیا بہشتی مقبرہ کے ساتھ جو آپ کا آبائی باغ تھا اس میں آپ کا جنازہ رکھا گیا۔

جنازہ گاہ

جنازہ گاہ وہ مقام ہے جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیچھوٹی فتم تسکون خلافت علیٰ منہاج السنۃ پوری ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیچھوٹی بھی جو اُور پر درج ہوئی

خلافت اولیٰ کا قیام

اور خلافت اولیٰ کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نش مبارک جب لاہور سے قادیان لائی گئی تو دوستوں نے اسے ہر کوشش سے روکا اور سب کی نظر پر حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی کی طرف خلافت کیلئے انھیں بعدہ آپ کا انتخاب عمل میں آیا اس تعلق سے تاریخ احمدیت میں درج ہے۔

”چنانچہ جب منتقل فیصلہ ہو چکا تو اکابر سلسلہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کے مکان پر حاضر ہوئے اور مناسب رنگ میں بیعت خلافت کے لئے درخواست پیش کی آپ نے کچھ تردد کے بعد فرمایا ”میں دعا کے بعد جواب دوں گا“ وہیں پانی منگوایا گیا آپ نے وضو کیا اور غریب کوچہ کے متصل دالان میں

نماز نفل ادا کی اس عرصہ میں یہ وفد باہر مہمن میں تھا کرتا رہا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ چلو ہم سب وہیں چلیں جہاں ہمارے آقا کا جنازہ اظہر ہے اور ہمارے بھائی انتظار میں ہیں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب کی معیت میں تمام حاضرین باغ میں پہنچے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ سب حضرات کے سامنے جو باغ میں اپنے محبوب آقا کی نعش کے پاس تھے کھڑے ہوئے اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں بطور فرماندہ مندرجہ ذیل تحریر پڑھ کر سنائی

اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ”ہم احمدیایں جن کے دخل و خیال میں خیریت ہیں اس امر پر مصدق دل سے مطمئن ہیں کہ اولیٰ امیر جن میں حضرت حاجی نور الدین صاحب“ جو سب میں اعلیٰ اور اعلیٰ ہیں اور حضرت امام صاحب کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام ”سودہ حسرت“ فرماتے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر

چرخ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دین بودے ہمیں بودے اگر ہر یک پر از نور یقین بودے سے ظاہر ہے کہ باغ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آنکندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے ایسا ہی ہو۔

جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کا تھا۔ (اس درخواست پر بہت سے احباب کے دستخط تھے جن کے نام درجہ ۲۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶۲۴ میں لکھے ہیں)۔

مٹاؤ شریعت اللہ مرزا محمود احمد صاحب سید محمد حسن صاحب امر وہی اور محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہ

اس کے بعد حضرت مولوی صاحب نے تقریر فرمائی۔ حضرت مولوی صاحب حکیم نور الدین خلیفہ اولیٰ کی اس تقریر کے بعد تمام حاضرین نے یک زبان ہوا کہ ہم آپ کے احکام میں گپ آپ کے ہمارے امیر ہیں اور ہمارے مسیح کے جانشین ہیں چنانچہ وہیں باغ میں قریباً بارہ صد افراد نے آپ کی بیعت کی اور اس طرح سے یہ بیعت جماعت کے کمال اتحاد کا باعث ہوئی حضرت اقدس کے سارے خاندان نے بھی آپ کی خلافت کو تسلیم کر لیا اور قادیان اور ہیرون جات سے آئندہ احباب نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بیعت خلافت کے بعد جو حضرت اقدس کے باغ میں ایک آم کے درخت کے نیچے ہوئی حضرت خلیفہ المسیح الاول نے تمام حاضر الوقت احمدیوں کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود کی نماز جنازہ ادا کی۔ نماز کے بعد ۶ بجے شام کے قریب جنازہ بہشتی مقبرہ میں لے جا کر دفن کر دیا گیا۔

تعمین مقام بیعت اولیٰ

شروع شروع میں اس بات کی تعین نہیں تھی کہ

بیعت اولیٰ کس مقام پر ہوگی روایات کا کچھ اختلاف تھا۔ لیکن بعد میں اس کی تعین ہوگئی اور وہاں مقام ظہور قدرت ثانیہ۔ سنگ مرمر کی پلٹ پر لکھ کر لگا دیا گیا ہے اس تعلق میں روایت ہے۔

”تعمین ملک کے بعد پڑے باغ کے اندر ایک نئی چیز وجود میں آئی جو اپنی ذات میں تو پانی ہے اور ایک شخص تاریخی یادگار ہے لیکن اس اعتبار سے نئی ہے کہ اس کی تشکیل پائینش کے بعد ایک مبارک انسان اور سیدنا حضرت مسیح موعود کے ایک جلیل القدر صحابی کے ہاتھوں ہوئی۔ یعنی حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی نے دن رات ایک کر کے اپنے بوڑھے ہاتھوں اپنی بوڑھی سرگرم عزم جوں کے ساتھ اسے تعمیر کیا۔

یہ مقدس تاریخی یادگار ”جنازہ گاہ“ کے نام موسوم ہے۔

جہاں یہ نشان دہی کر دی گئی ہے کہ کس جگہ سیدنا حضرت مسیح موعود کا جسد مبارک لاہور سے لا کر رکھا گیا تھا۔ اور کس جگہ خلافت اولیٰ کی بیعت ہوئی تھی۔ یعنی قدرت ثانیہ کی حقیقت اور ضرورت کو ساری جماعت نے متفقہ طور پر تسلیم کر لیا تھا وہ جماعت جس میں پیچھے جانے والے ہمارے لاہوری بھائی بھی شامل تھے۔ (الفرقان درویشان قادیان نمبر ۱)

بہشتی مقبرہ کی چار دیواری

جیسا کہ پہلے یہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ قبرستان بہشتی مقبرہ کا قیام تو حضرت اقدس مسیح موعود کے عہد سعادت میں اواخر ۱۹۰۵ء میں عمل میں آیا تھا لیکن اس کے ارد گرد دیوار نہ حضرت اقدس کی زندگی میں اور نہ ہی ایک سہا عرصہ بعد تک بن سکی۔ یہاں تک کہ تقسیم ملک کے بعد اور بعد ازاں قلعہ گاہ سے ایک معمولی جگہ کی دیوار بہشتی مقبرہ کے مغربی جنوبی اور مشرقی جانب بنائی کی جو قدرتی ضرورت کیلئے تھی۔ لیکن اس سے ضروری منشا کی پوری طور پر قیام نہ ہوئی تھی چنانچہ زمانہ در زمانہ میں خدا نے تو قیام دی کی بعض مخلص اصحاب سلسلہ کے تعاون سے قریباً ۳۵ ہزار روپے کے خرچ سے یہ چار دیواری حسب منشاء سیدنا حضرت مسیح موعود پرستہ اور دیدہ زیب تیار ہوگئی یہ دیوار باغ کے ارد گرد بھی بنائی گئی اور باغ بھی اس میں شامل کر دیا گیا اور ایک خوبصورت گیٹ بھی لگوا گیا۔

اس وقت بہشتی مقبرہ کے ناصر آباد کے گیٹ سے لیکر جنازہ گاہ تک بھی سڑک بنائی گئی تھی اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ہدایت پر دونوں اطراف میں پھولوں کی کیا ریاری لگائی گئی تھی اور پھولوں کے متعلق پودے بھی لگائے گئے اور پھولوں کے گیلے بھی لگائے گئے سلسلہ کے بعض مخلصین نے اس وقت بہشتی مقبرہ کی زمین کیلئے طوطی تعاون بھی کیا۔

کئی چار دیواری درخت بھی لگائے گئے پرانے کنویں کے قریب ایک ٹیوب ویل بھی بجلی سے چلنے والا لگایا گیا ہے اس سے بہشتی مقبرہ کے پودوں اور فصلوں کو

موصیان کرام توجہ فرمائیں

(۱) یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ وصیت کی توفیق ملنا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے۔ وصیت کیلئے دینداری بقوتی، پھیر گاری، پاکیزگی اور قربانی کی جو شرائط سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمائی ہیں ان کی پابندی ہر موصی کیلئے لازمی ہے۔

(۲) موصی صاحبان کے جو قربانی کا اقرار کیا ہے کہ وہ اپنی آمد کا کم از کم 1/10 حصہ شاعت دین کے لئے ادا کر دیں گے اس میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ ماہ بہ ماہ ادائیگی ہونا ضروری ہے۔

(۳) دینی حالت کی بہتری کے علاوہ مالی قربانی میں پورا اترا بھی موصی کیلئے لازمی ہے اس لئے بھلا دار بالکل نہ ہو نا چاہئے۔ چھ ماہ سے زائد بھلا ہونے پر وصیت منسوخ ہو سکتی ہے۔ اگر خدہ آخواستہ کسی مجبوری سے بھلا ہو جائے تو اولین فرصت میں اس کے قسط وار ادا کرنے کیلئے مقامی مجلس عامہ کی سفارش کے ساتھ مرکز سلسلہ سے مہلت لے لی جاتی ہے۔

(۴) وصیت کیلئے جائیداد معیار کی تعریف یہ ہے کہ جس جائیداد پر انسان کا گزارہ ہو سکے خواتین کیلئے ان کا حق منہر زیور، بنیادی جائیداد کے طور پر قرار دیا گیا ہے۔ دستاویز کی رو سے جو موصی جائیداد کا حقیقی مالک قرار پائے گا اس سے حصہ جائیداد وصول کیا جائے گا۔

(۵) اسی طرح غیر منقولہ جائیداد کی آمد پر ہر آمد بشرح چندہ عام 1/16 ادا کرنا ضروری ہے اور حصہ جائیداد کی ادائیگی کے بعد بھی اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی ہوگی۔

(۶) ہر موصی کیلئے لازمی ہے کہ ہر مالی سال کے آخر پر فارم اقرار تصدیقی متعلقہ ادا انگیاں چندہ آمد (جدول "ج") (حسب نمونہ) پر کر کے دفتر وصیت قادیان کو بھجوائے جسے جلد ہی ہو سکے یہ فارم بھجوا دیں اسکے بغیر حساب کا تعین نہیں ہو سکتا اس فارم کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اقرار تصدیقی فارم متعلق ادا انگیاں (جدول "ج") نہ آنے کی صورت میں مجلس کارپرداز کو اختیار ہے کہ اگر مناسب سمجھے تو موصی کو بھلا دار قرار دے کر اس کی وصیت منسوخ کر دے۔

(۷) چھ ماہ یا اس سے زائد بھلائی کی صورت میں اگر دفتر کی طرف سے وصیت منسوخ ہو جائے تو اس کی مالی حب ہوگی کہ:

(۱) گزشتہ بھلا ادا کرے۔ (۲) عرصہ منسوخی وصیت کے دوران چندہ عام کی ادائیگی باقاعدگی سے کرتا رہا ہو۔ (۳) عرصہ منسوخی وصیت کے دوران ادا کردہ چندہ عام اور واجب الادا حصہ آمد کا دفتر حقیقی ادا کرے۔

(۸) (الف) اگر آمد میں غیر معمولی کی ریشمی ہو تو اس کی بھی اطلاع دے اور اس کے مطابق حصہ وصیت ادا کر دے ورنہ میں ملنے والی جائیداد کا حصہ وصیت بھی ادا کرنا ضروری ہے۔

(ب) عموماً طلبہ جیب خرچ پر وصیت کرتے ہیں۔ بعد میں ملازمت وغیرہ کے نتیجہ میں باقاعدہ آمد ہوتی ہے۔ اسی طرح خیر شادی شدہ بچیاں معمولی زیور و جیب خرچ پر وصیت کرتی ہیں۔ شادی کے بعد حق منہر اور زیور کا اضافہ ہوتا ہے ایسے سبب موصیوں کیلئے ضروری ہے کہ آمدنی اور جائیداد میں اضافہ کے مطابق اپنا حصہ آمد حصہ جائیداد ادا کریں۔

(۹) جائیداد کی قیمت کی تفصیل کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ موصی اپنی جائیداد کی تفصیل لکھ کر سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان کو بھجوائے جو بعد کارروائی، فیصلہ صدر راجن احمد یہ قادیان جائیداد کی تصدیق قیمت سے اطلاع دیں گے مقررہ میعاد کے اندر حصہ جائیداد کی جزدی ادائیگی کی صورت میں اسی نسبت سے موصی کی جائیداد کا اتنا حصہ ادا شدہ منظور ہوگا اور بھلا حصہ جائیداد کیلئے اسے نئی تفصیل کروانی ہوگی۔

(۱۰) بعض صورتوں میں موصی کی وفات کے بعد ان کے ورثاء حصہ جائیداد کی فوری ادائیگی نہیں کرتے اور جس موصی کے ذمہ حصہ جائیداد یا حصہ آمد کا بھلا ہوا گاہہ مکمل ادائیگی کے بغیر بہشتی مقبرہ ہر موصیان میں دفن نہ ہو سکے گا۔ اس لئے موصی کو یہ بھولتے ہوئے گئی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کی قیمت لکھ کر دو سال کے اندر حصہ جائیداد کی ادائیگی کیلئے یا بلا اسقاط کر سکتا ہے۔ لیکن اگر موصی کار یا کسی مکان ہو جس میں وہ خود رہائش رکھتا ہو یا (بعد وفات موصی) اس کے پسماندگان نے اس میں رہائش رکھی ہو اس کیلئے بعد تفصیل ادائیگی کی میعاد پانچ سال ہوگی۔ بشرطیکہ ہر سال 20% حصہ ادا کرے۔ موصیان کو جو یہ بھولتے ہیں کہ زندگی میں تفصیل کروا کر حصہ جائیداد ادا کر لیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے تاکہ وفات کے وقت تدفین کے سلسلہ میں دقت پیش نہ آئے۔

اگر کوئی موصی اپنی جیوری کے ماتحت خود درخواست دے کر وصیت منسوخ کرانے اور بعد ازاں رسالہ وصیت بحال نہ کرانے کے تو اس کی نئی وصیت کی درخواست مجلس کارپرداز کے زیر غور آ سکتی ہے۔ ایسی صورت میں مذکورہ بالا میں (نمبر ۷ کی) حق (۳) کی پابندی لازمی نہ ہوگی۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان)

● انفس میری والدہ محترمہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں وفات پا گئیں ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ موصی بچوں کو قرآن کریم ساری عمر پڑھاتی ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو میرا کبیر عطا کرے۔ (فیض احمد درویش قادیان)

پانی یا جاتا ہے اور آمد بھی پیدا کی جاتی ہے۔
 غلطہ کام یہ کہ اللہ کے فضل سے خلافت رابعہ کے دور میں بہشتی مقبرہ کی مزید توسیع مغربی جانب کی گئی نیز پرانے حصے میں جو درخت تھے ان کو کاٹا گیا نیز کچھ حصہ سڑک کا مزید پختہ سینٹ والا بنایا گیا اور ہر سال بہشتی مقبرہ کی خصوصی صفائی کی جاتی ہے اس وقت اس باغ میں آم اور دیگر پھلدار درخت ہیں مختلف قسم کے پودے اور پھول وغیرہ کھلے ہوئے نظر آتے ہیں۔

باقاعدہ ایک مالی اس کے لئے رکھا گیا ہے ایک بہت بڑی رقم اس کے لئے خرچ کی جا چکی ہے اور خرچ ہو رہی ہے۔
 حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاص طور پر بہشتی مقبرہ کی حفاظت کیلئے رات کی ڈیوٹی کی بھی ہدایت فرمائی ہے اگرچہ ڈیوٹی دینے والا پہلے سے موجود تھا لیکن حضور کے ارشاد پر اس بات کو خدام باری باری ڈیوٹی دیتے ہیں جبکہ شام کو انصار دو گھنٹہ ڈیوٹی دیتے ہیں۔

”بہشتی مقبرہ“ شعار اللہ کی شہادت رکھتا ہے اس کو اہمیت احسن رنگ میں بنایا گیا ہے الگ الگ قطعہ جات ہیں اور کتبے لگے ہوئے ہیں یا آسمانی لوگ مدت دراز کے بعد بھی اپنے رشتے داروں یا بزرگان کی قبروں کو تلاش کر سکتے ہیں تمام قطعات تک کار و غیرہ جاسکتی ہے بہشتی مقبرہ غیر از جماعت لوگوں میں بھی بہت شہرت رکھتا ہے کثرت سے ہندو کھنڈ اور دیگر لوگ جو منارۃ المسیح ساجد وغیرہ دیکھنے آتے ہیں وہ ضرور بہشتی مقبرہ کی بھی زیارت کرتے ہیں۔ مسیح کے وقت روزانہ احمدی افراد دعا کے لئے بہشتی مقبرہ جاتے ہیں ماہ رمضان میں مرد و زن دعا کی غرض سے وہاں جاتے

بہشتی مقبرہ انڈونیشیا

انباردہر کے خصوصی شعبہ ”وصیت خیر“ کے لئے بہشتی مقبرہ انڈونیشیا کے بارہ میں مکرّم محمد عزیز صاحب نے مکرم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب لندن کے توسط سے بذریعہ طبی جہازوں میں فرامی ہوئے تھیں کہ معلومات کے لئے شائع کی جا رہی ہیں (ادارہ)

مکرم محمد عزیز ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب لندن

السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت سے رکھے۔ آمین۔

آپ کا خط زیر ریفرنس T-4408/25-10-04 ملا جازم الحسن الاندلس الجراء۔ آپ نے یہاں کے بہشتی مقبرہ اور اس میں مدفون موصیان کے ایمان افروز واقعات کے بارے میں دریافت کیا ہے تاکہ اسے اخبار بدر کے خصوصی شعبہ شائع میں شائع کیا جاسکے۔ آپ سے اس تعلق میں عرض ہے کہ۔

ہمارے ملک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قطعہ موصیان قائم ہے اور 1996ء کو قائم ہوا۔ اس کی وسعت 2014 میٹر ہے اور اب تک 149 افراد مدفون ہیں۔ موصیان کے ایمان افروز واقعات قابل ذکر واقعات کے بارہ میں اس وقت مضمون تیار نہیں ہے۔ انشاء اللہ آئندہ کسی وقت تیار کر کے بھجوا دیا جائے گا۔ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام خاصہ
 سید محمد عزیز احمد اندونیشیا

نظام وصیت میں شمولیت

(چودھری خورشید احمد پر بھاکر - درویش قادیان)

خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت "وصیت" ہے جس کی بنیاد پر دنیا کے نظام نو کی تعمیر کی جارہی ہے اس بابرکت نظام میں مجھے ۱۹۳۶ء میں پندرہ سال شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ خوش نصیب کہ تب سے ستوڑ ۶۸ سال سے اس نظام میں شمولیت کی توفیق ملتی چلی آ رہی ہے۔ نو جوانی کی عمر میں تو عقل و علم نہ تھا کہ مصلح آخر زمان، کلکی اوتار احمد علیہ السلام کی بعثت سے نظام وصیت کے ذریعہ "نظام نو" کا آغاز ہو چکا ہے مگر بعد کے مطالعہ اور شعور سے قدرے بے امر سامنے آیا کہ دنیا کے مالی و اقتصادی نظام ہائے قدیم پر غالب آنے والا ایک نیا نظام نظام و صایا ہے جب یہ اپنی پہچان کے دور میں داخل ہوگا تو پھر یہی ایک نظام دنیا کی جملہ اقتصادی ضروریات کا تسکین و محصل ہوگا انشاء اللہ

بیسویں صدی عیسوی کے آغاز سے دنیا میں مختلف افکار و فلسفہ کا سلاب اُٹھ آیا۔ جیسے مادیات و روحانیت مذہب اور سائنس سرمایہ داری اور کمیونزم وغیرہ۔ سب نظریات اور فلسفہ کے رنگ میں نمودار ہوئے یہ نظریات و افکار اسلام سے براہ راست متصادم تو نہیں ہوتے بلکہ علمی تحقیق اور استدلال سے انسان اور کائنات کی ایسی تشریح کرتے ہیں کہ جس میں خدا رسالت اور دھرم کے لئے کوئی گواہی باقی نہیں رہتی۔

- ۱۔ اڈارن کانٹیر پر ارتقا
 - ۲۔ میکڈول کانٹیر پر جبلت
 - ۳۔ ماکس کاؤٹس کا چارچہ پنشنزم
 - ۴۔ کارل مارکس کانٹیر پر اشتراکیت یا کمیونزم
 - ۵۔ فریڈ کانٹیر پر لاشعور
- دنیا کے ممالک حکومتوں کے اور اداروں کے بجٹ، پر نظر ڈالنے تو معلوم ہوگا کہ ہر ایک نے اپنے بجٹ میں ایک خاص رقم ان نظریات کی تکمیل کیلئے مختص کر رکھی ہوتی ہے۔ بیسویں اور افریقہ میں سرگرمی وغیرہ کی فراہمی حکومت کا فرض ہوتا ہے۔

بولشزم، فیسزم، نازی ازم۔ ان سب کے اقتصادی و مالی اصول ایک جیسے تھے۔ جن پر جبر کا تسلط تھا۔ یہ سب تحریکات مسئلہ اقتصاد کا حل نہ دیکھیں اور ناکام ہو کر نابود ہو گئیں کم دینش ان سب تحریکات میں اعدوں ملک تمام اموال کو تقسیم کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں رعایا بے دست و پا ہو گئی۔ اس کی تمام ہمدردیاں ان تحریکات سے ختم ہو گئیں۔

جاپان کا شٹونازم - بھارت کا ہندو مت مالی نظام - مغرب کا سرمایہ داری نظام وغیرہ یہ سارے نظام سرمایہ داری کے موید و معاون ہیں۔ اور سودی کاروبار پر زیادہ انحصار رکھتے ہیں ان نظام ہائے مروجہ کے نتیجے میں امیر

دن بدن امیر ترین اور غریب دن بدن غریب ترین ہوتا جا رہا ہے دولت چند ہاتھوں میں سلتی چلی آ رہی ہے امر آء کی تعداد کم اور غربا کی تعداد بے تحاشا بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ عام غربا کی زندگی اور موت امیروں کے ہاتھوں میں ہے۔ امیروں کو دولت سے محبت اور غربا سے نفرت ہے۔ اس طرح بحیثیت جمعی ساری دنیا کا معاشرہ دو زنجیر بن رہا ہے۔

اسلام اور اقتصادیات

اسلام کے نزدیک انسانی پیدائش کی فرض و عاقبت صرف وصل الہی اور مقام عبودیت کا حصول ہے۔ اس مقصد و حید کے حصول کیلئے مادی الطبع انسان کی حیات مستعار کا تحفظ ضروری ہے جس کیلئے مسئلہ اقتصاد سامنے آتا ہے۔

اسلام کے نزدیک ہر وہ چیز جو "خلق کل شئی فقتدرہ تقدیرا" (سورۃ الفرقان نمبر ۳) کے تحت آتی ہے وہ دولت ہے اور وہ تمام مخلوقات کے مشترک مقرر کیلئے ہے۔ (سورۃ البقرہ نمبر ۲۸۰) اور وہ دولت حاکم وقت کے پاس جو امین ہے بطور امانت محفوظ رکھی جاتی ہے۔

اموال میں فرد کی آزادی - حریت اور امین حکومت کے دخل کے مناسب اختلاط کا نام اسلامی اقتصاد ہے جس میں ہر فرد شری کی تمام جائز ضروریات کو مدد و اعلا اور کمال درجہ تک پورا کرنے کیلئے قواعد و ضوابط موجود ہیں۔

اسلام نے مسلمانوں کو تحریس، بربغیب سے تحریک کی ہے کہ وہ اپنے اموال جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کئے ہیں۔ (سورۃ نور ۳۳) ان میں کچھ اپنے غریب و نادار بھائیوں پر بطور صدقہ خیرات و تحائف و مدد دیا کریں۔ اور انہیں غربت سے نکلانے کی امتوا کرکوش کرتے رہیں۔ کیونکہ امیروں کے اموال میں مانگ سکے والوں کا اور نہ مانگ سکے والوں کا حق ہے۔ ایسا ہی مزدوروں اور ہنرمندوں کا بھی حق ہے اس طرح اسلام ساری دنیا کے معاشرہ کو جنس کی مثال بنانا چاہتا ہے جس کی بنیاد علیہ اخوت انسانی پر ہے۔

اموال کے امین و حکومت کو تقوی اختیار کرنے اور اموال کو عدل و انصاف سے تقسیم کرنے کا حکم ہے (البقرہ) جس میں عہدے اور منصب تک شامل ہیں۔ اسلام نے مسلم رعایا پر "زکوٰۃ" نام سے اڑھائی فیصدی شرح سے شمولی سائیکس لگایا۔ جو صرف متول اور امیر سرمایہ داروں تک محدود ہے اس میں استثنائے رکھے گئے ہیں۔ مثلاً زکوٰۃ جن پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے یا نقدی۔ اگر صاحب نصاب زکوٰۃ سال بھر میں ایک بار بھی وہ زکوٰۃ نقدی کی غریب کا جائزہ

بطور نقد حصہ دے دیتا ہے یا زکوٰۃ غریب عورت و لڑکی کو شادی وغیرہ مواقع پر استعمال کیلئے دے دیتا ہے تو وہ اموال و زیورات زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ معاشرہ میں اعتماد و اخوت اور جذبات تشکر پیدا ہوں گے اور غرباء احساس کمتری میں بھی مبتلا نہ ہوں گے۔

اسلام نے وصیت کا نظام بھی جاری فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ عشر زیہ منس - فطران - نکاح بھی لگائے ہیں۔ وقات پر وراثت کے تقسیم کے وقت حاضر الوقت غربا کو عطیہ دینے فطران کی آمد کے وقت غربا کو کچھ نہ کچھ دینے - دعووں - شادیوں - تعمیرات - اسفار وغیرہ ہر نئے موقع پر غربا کو دان دینے کی ترغیب دی گئی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اور خلفائے عظام کے دور حیات میں ہنگامی ضروریات طوعی تحریک چندہ سے پوری ہو جایا کرتی تھیں یہاں حکومتی اموال اور طوعی چندہ جات سے اس زمانہ کی ضروریات پوری ہو جایا کرتی تھیں۔

نظام نو کی ضرورت

بیسویں صدی عیسوی میں دنیا کی آبادی کے گنجان ہوئے اور انسانی ضروریات کے بڑھنے کے باعث ایک نئے منظم اقتصادی نظام کی امتد ضرورت پیش آئی۔ پرانے باطل فلسفے و نظریات اور مالی و اقتصادی نظام بننے اور بگڑتے رہے۔ وہ انسانی معاشرے کی ضروریات کو پورا نہ کر سکے اس لئے وہ ناکام ہو کر نابود ہو گئے۔

احمدیت کا نظام وصیت

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مصلح آخر زمان و کللی اوتار احمد علیہ السلام نے بیسویں صدی کے آغاز ۱۹۰۵ء میں باذن الہی نظام وصیت کو نئے رنگ میں منظم طریق پر جاری فرمایا۔ یہ نظام کللی اور جزئیاتی حدود و قیود سے بالا اور آفاقی ہے اس کا دائرہ ساری دنیا ہے اس نظام میں شمولیت بلا لحاظ شرقی و غربی گورے کالے غرباء امراء کیلئے جائز ہے۔

نظام وصیت کے دو پہلو ہیں۔ ایک مذہبی و روحانی - دوسرا مالی و اقتصادی - ان دونوں کی کامل تکمیل دنیا کے آئندہ نظام نو کی تکمیل ہے۔

مالی و اقتصادی نظام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نظام وصیت کے مالی پہلو کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:- "چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ بے شک مقبرہ ہے۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے محبت نہیں۔"

"شرط نمبر ۲ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو اس کی موت کے بعد دواں حصہ ۱/۱۰ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قلیل از وقت ہے وہ تمام اموال ان اموال سے انعام پذیر ہوں گے۔"

"یہ مالی آمدنی ایک بایانات اور اعلیٰ علم انجمن کے سپرد رہے گی۔ اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واقفوں کیلئے حسب ہدایت مذکور بالا خرچ کریں گے"

الوصیت صفحہ ۲۲-۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء

اموال کی فراہمی - انداز و توشیح

رسالہ الوصیت کا مطالعہ کرنے سے نظام الوصیت کا ایک توشیح شک پہلو سامنے آتا ہے جس پر افراد جماعت نے عجمی کے نور جنم کیا۔ اور نہ ہی غل وہ نظام وصیت سے (جو نظام نو کا پیش خیمہ ہے اس خیمہ پناہ گاہ سے باہر ہیں - نظام وصیت سے باہر جماعت احمدیہ کے دو طبقے ہیں اول صاحب علم طبقہ جو عالمگیر نظام وصیت اور نظام نو پر غور کر رہا ہے۔ دوم عوام احمدیوں کا طبقہ۔ یہ بذات خود مخلصین کا گروہ ہے جو ہمیشہ احمدیت اور خلفاء احمدیت کے حکموں پر لپیک کھتا چلا آ رہا ہے لیکن انہیں نظام وصیت کی اہمیت اس کے شیریں ثمرات کے بارے میں موثر رنگ میں حضور علیہ السلام کا پیغام نہیں پہنچایا گیا۔

انذار: حضرت امام مہدی کللی اوتار احمد علیہ السلام نے احباب جماعت احمدیہ کو انذار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"قرآن مجید میں مومنوں سے امتحان لئے جانے کے تعلق سے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسب الناس - لا یفتنون کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ان کے صرف یہ کہہ دینے سے کہ وہ ایمان لے آئے ہیں انہیں بغیر ان کا امتحان لئے یونہی چھوڑ دیا جائے گا"

"خدا تعالیٰ کے کام میں بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس نظام وصیت کے ذریعہ منافق اور مومن میں تمیز کرے"

"وہ خدا ہر زمانہ میں یہ چاہتا ہے کہ غیبت اور طیب میں فرق کر کے دکھلاوے۔ اس لئے اس نے اب بھی ایسا ہی کیا۔ بے شک یہ انتظام (وصیت) منافقوں پر بہت بہت گراں گذرے گا اور اس سے ان کی پردہ داری ہوگی"

"میں سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم (وصیت) کو نکالا وہ عذاب (موت) کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائیداد ادا مقبول کیا مگر منتظر خدا کی راہ میں دے دیتا۔ تاغدا ب سے چاہتا"

نظام وصیت اور درویشان قادیان

(از چوہدری بدرالدین عاقل بھٹہ درویش قادیان)

۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو قادیان سے ہجرت کر کے جانے والوں کا آخری کٹوائے چلا گیا اور اپنے مرنے کا نقد زندہ لے لے ہوئے ۳۱۳ افراد صبح پاک کے آستانہ پر آویزاں اللہ رام میں مقیم ہوئے اور ہر ایک کو پیش آمدہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ یقین تھا کہ ہمیں جام شہادت نوش کرنا ہے اور ہر ایک اپنے پورے عزم کے ساتھ اس مقدس عہد وفا کو پورا کر گزرنے کیلئے تیار ہوتا تھا ڈیڑھ طور پر پیام ہر ایک جانتا تھا کہ جب ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الدار کو آباد کیلئے کی قسم کھائی ہے تو کیا ہم مرنے کے بعد اس عہد سے الگ ہو جائیں گے کہ ہمارا آقا جس مقدس قبرستان میں خوشواب ہے ہم مرنے کی اور قبرستان کو آباد کرنے والے ہوں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اس خیال کے آتے ہی یہ سوال سامنے آیا کہ درویشان کو فروصیت کرنی چاہیے۔

جو درویش قادیان میں قیام پذیر ہوئے تھے ان میں غالب اکثریت تو جوانوں کی تھی۔ اور جب وصیت کے نظام سے منسلک افراد کا جائزہ لیا گیا تو ۲۶/۲۵ افراد ہی موسمی تھے باقی تمام افراد کی وصیت ہونا باقی تھی۔ لہذا درویشان میں ہر ایک کی نگاہ چند یوم میں ہی سب درویش نظام وصیت میں پروئے گئے۔ ان وصایا کا معائنہ کیا جائے تو نظر آئے گا کہ درویش وصیت کر رہے ہیں جس کی نہ کوئی زرعی زمین ہے اور نہ کوئی مکان اور نہ کوئی نقد اثاثہ شکل آمد۔ ۵ روپے ہاہوار جو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے متفرق اخراجات قیامت صابن اور اسی قسم کے معمولی ضروریات کیلئے دیے جاتے تھے اور یہ ناکافی ہوتے تھے پھر بھی اس میں سے گنجائش نکال کر آٹھ آنے ہاہوار (نصف روپیہ) چندہ حصہ ادا کرتے ہوئے دھمایا کی گئیں اور ہر ایک نے پورے ذوق و شوق سے وصیت کی۔ الحمد للہ۔

یہ خدا تعالیٰ کا فضل و احسان تھا کہ بروقت یہ بات سوچ لی گئی۔ اور وقت پر اس پر عمل بھی کر لیا گیا اور اس قدر جلدی اس تحریک پر چلے ہوئے کہ ایک باعث یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی بھائی کا وقت مقدس آن دستک دے اور وہ وصیت کے نظام سے باہر ہو۔

۱۹۴۸ء کے ماہ اپریل میں ہی یہ خبر در دست ثابت ہوا جبکہ ہمارے ایک درویش بھائی کرم حافظ نور الہی صاحب ولد کرم حافظ محمد عارف صاحب صرف چند یوم بیمار ہو کر ہر طرح کے علاج معالجہ اور چارہ سازی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کی طرف اڑاں بھر گئے۔ اللہ وانا اللہ! درویشوں اور اس طرح ہم نے دور درویشی کے پانچویں ماہ ایک درویش کو

بہشتی مقبرہ کی مقدس زمین میں سلام اللہ تعالیٰ آپ کو بلند درجات سے نوازے اور آپ کی اولاد کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور ان کا مستقبل روشن اور تابناک بنائے۔

کرم حافظ نور الہی صاحب نے درویشی میں وفات یافتگان میں اول نمبر حاصل کیا اور پھر ماہی صاحب نے ۱۹۴۹ء میں کرم بابا شیر محمد صاحب ولد وند خان صاحب نے دوسرا اور پھر ایک نوخیز نوجوان عزیز سلطان احمد صاحب ولد محمد بخش صاحب نے۔ آپ نہایت خوب درویش تھے والدین نے شادی سے قبل ہی خدمت مرکز کیلئے قادیان بھجوا دیا تھا۔ ابتداء درویشی میں عبادت کی کثرت تہجد کے التزام کے ساتھ ساتھ کھانے پینے میں بھی درویشان کثرت سے رکھتے تھے عموماً ایک ہفتہ میں دو دن روزه رکھنا تو گویا ایک معمول کی حد تک رائج تھا۔ اس سال رمضان کے روزے ماہ جولائی میں آئے تھے اور اگست کے پہلے ہفتہ میں ماہ شوال کے چھ روزے بھی رکھے تھے اور پھر ۲۵ اگست ۱۹۴۹ء کو کئی روزہ رکھا ہوا تھا اور اس روز رخت گری تھی جی روزه افطار کرتے ہوئے پانی زیادہ پیا گیا جو پیٹ درد کا باعث بنا ہر ممکن کوشش علاج معالجہ کیلئے کی گئی مگر مرض بڑھ گیا جوں جوں دوا کی۔ مورخہ ۲۸ اور ۲۹ اگست کی درمیانی رات نصف شب کے بعد اس عزیز نے جان شیریں جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح اس عزیز نے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے والوں میں تیسرا نمبر حاصل کیا اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حضور بلند درجات سے نوازے۔ پانچویں درویش کرم مجید احمد صاحب ذرا بیور ہوئے۔ چوتھے نمبر پر کرم مولوی اللہ بخش صاحب تھے جنہیں بصر تبلیغ و تربیت یونی کی ایک جماعت انیسویں میں متعین کیا گیا تھا آپ نے دیکھا کہ ایک تالاب میں دو کم سن بچے ڈوب رہے ہیں اور چند لوگ کنارے پر کھڑے شور مچا رہے ہیں بچا بچا۔ مولوی صاحب یہ نظارہ دیکھ کر بچوں کو بچانے کیلئے تالاب میں کود پڑے اور بچوں کو بچا لیا مگر خود اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور ڈوب کر روضۃ الہی کو پایا۔ آپ کا مزار موضع انیسویں میں بنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ سب درویشان موسمی تھے اللہ تعالیٰ انہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعائیں جو آپ نے وصیت کرنے والوں اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والوں کیلئے کیں کا وارث بنائے۔ آمین۔

الحمد للہ کہ تمام درویشان کرام نے الا ماشاء اللہ وصیت کے مبارک نظام میں حصہ لیا ہے۔ اس طرح ان کی ازواج نے بھی بڑھ چڑھ کر اس مبارک نظام میں شمولیت اختیار کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی حضور سے ۱۹۹۳ء میں بہشتی مقبرہ میں درویشان کرام کیلئے الگ سے قطعہ مخصوص کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کی نہایت نامساعد حالات میں دی گئی ان قربانیوں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین۔

بہشتی مقبرہ کے گرد گرد کوئی دیوار نہیں تھی صرف مزار مبارک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان کے گرد چھوٹی چار دیواری جو اب بھی موجود ہے تھی۔ بہشتی مقبرہ کے تحوطہ کی خاطر نومبر ۱۹۴۷ء میں ہی حفاظتی دیوار بنانا شروع کی گئی یہ حفاظتی دیوار جنوب کی طرف سے شروع کی گئی جنوبی دیواری کو موٹائی 5 فٹ اور اونچائی بہشتی مقبرہ کی اندر کی طرف 6 فٹ اور باہر کی طرف سے ساڑھے آٹھ فٹ تھی کیونکہ بہشتی مقبرہ کا پیر وں حصہ اندرون کی نسبت نشیبی تھا۔ اس طرح پھر جب شرقی جانب کی دیوار بنانا شروع کی چونکہ مٹی دور سے لانا پڑتی تھی اس کی موٹائی 2 فٹ تھی اور اونچائی اتنی ہی رکھی گئی۔ مغربی جانب کی دیوار کو سیدنا حضرت مسیح موعود کے مکان سے جوڑے باغ سے ملحق ہے کہ ساتھ ملادیا گیا۔ اس کی موٹائی بھی دو فٹ اور اونچائی باقی دیواروں کے برابر رکھی گئی تھی۔ ایک مختلط اعزاز کے مطابق ان دیواروں کے بنانے میں ۱6 لاکھ کیونکہ مٹی استعمال ہوئی اس کے لئے مٹی جنوبی کھیتوں سے بلا معاوضہ کھد کر حاصل کی گئی اور یہ سارا کام درویشوں نے ایک پیسہ خرچ کے بغیر صرف اپنی محنت سے انجام دیا تھا۔ نیز دیوار کے جنوب شرقی اور جنوب مغربی دونوں پر ایک ایک منزہ کرہ بھی تعمیر کئے گئے۔ جس میں پہرہ دار درویشان رہائش رکھتے تھے اور ان کی چھتوں پر رات کو پہرہ دے کر نگہ رانی کا فرض ادا کرتے تھے۔ بہشتی مقبرہ کو اندر جانے کے لئے گیٹ کی شرقی دیوار میں اب بھی نشان موجود ہے۔ یہ گیٹ درویشی سے قبل موجود تھا دیوار نہیں تھی دیواری کچھ تھوہر کی گاڑی ہوئی تھی دیواری کچھیل کے بعد آج کل جہاں اندر احمد صاحب ٹیلر کا مکان ہے اس کے سامنے بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کے لئے ایک راستہ بتایا گیا تھا یہ راستہ مغرب کی طرف آکر دو گھوم کر فوراً والی جگہ تک آتا تھا۔

مزار مبارک والی چار دیواری کے شمال شرقی کو نہ پر بھی ایک دو منزہ کرہ برائے پہرے داران تعمیر کیا گیا تھا باقی حصہ بڑے باغ کی طرف نکلتا تھا۔

اگرچہ ہر وقت آمد و رفت ہو سکتی تھی اس طرف سے متعدد غیر مسلم مہاجرین نے دخل اندازی کی کی دفعہ کوشش کی جو وقت پر ضروری اقدام کر کے ناکام بنادی گئی۔ کم بیش 15 سال گزر جانے کے بعد یہ کچی دیوار بارشوں کی کثرت کی وجہ سے جگہ جگہ سے ٹوٹا شروع ہو گئی تھی اس پر صدر انجمن احمدیہ نے سیدنا حضور خلیفۃ المسیح الرابع رضی اللہ عنہ کی اجازت سے جماعت میں تحریک کر کے پختہ چار دیواری بنانے کا کام لیا گیا بنایا اور قریب 10 سال میں موجودہ چار دیواری تکمیل پذیر ہوئی۔ اس میں تمام درویشوں نے حسب توفیق چندہ دیا لیکن بابا بخش ولد میاں جگہ صاحب نے اپنی ساری زندگی کی کمائی اس مد میں دے دی۔ انہوں نے یہ رقم 47 سے قبل تھوڑی تھوڑی کر کے جمع کر کے باغ کی کچی زمین وہ جائزہ آخری عمر میں کمزور ہو گئے تھے اس لئے اپنی پوری جمع شدہ پونجی تعمیر دیواری کیلئے پیش کر دی۔ باغ جنازہ گاہ کے گرد اور جنوب کی طرف سیدنا حضرت مسیح موعود کے باغ کی سیدہ حبیبہ آمون کا پرانا باغ عرصہ سے موجود تھا اور اس کے درخت اپنی عمر پوری کر چکے تھے محض برائے نام ہی پھل لگتا تھا اس لئے اس باغ کو کٹ کر زندہ درویشی میں نیا قلمی آمون کا باغ لگایا گیا جو خدا کے فضل سے اب پھل دے رہا ہے۔ بہشتی مقبرہ کے اندر حصہ قبور میں بھی آم مرواد اور کچھ اور غیرہ کے پھلدار درخت موجود تھے ان درختوں کی وجہ سے ان کی جڑیں قبوروں کے نیچے پھیل جاتیں اور کثرت جات کرنے لگتے تھے اس لئے ان درختوں کو بھی کٹا دیا گیا۔ حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیان 11 مئی 48 کو قادیان آئے اور آپ کے آنے کے بعد جب آپ کے داماد مرزا بکر علی صاحب جو اور میر تھے اور ایران میں ملازمت کرتے تھے قادیان آئے ان کی آمد پر قادیان کے مقامات مقدسہ کے نقشہ جات اور ان کے زمین دوز نشانات لگانے گئے تو اس وقت حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیان نے یہ پوانت اٹھایا کہ جنازہ گاہ اور نظیرہ قدرت شاہیہ کی نشاندہی ہوئی چاہئے تو انہوں نے خود اس کی تسمین کی اور دیگر صحابہ نے بھی اس کی تصدیق کی تو اس کو موجودہ صورت میں بنادیا گیا اس کے لئے حضرت بھائی جی نے خود تعمیر بڑا حصہ ڈالا اور بعض درویشان بھی اس میں شامل ہوئے۔

بہشتی مقبرہ میں پانی کی غیرہ کی فراہمی کے لئے ایک کنواں ابتدا سے ہی بنوایا گیا تھا اس میں پیل جوت کر پانی حاصل کیا جاتا تھا بہشتی مقبرہ کی کچی چار دیواری کے لئے بھی اسی طرح پانی حاصل کیا گیا بعد میں جب بجلی کی فراہمی ہو گئی تو اسی کنوئیں میں نیوٹ ویل لگایا اور بجلی کو ان کی اس کی خوبصورتی

ہشتی مقبرہ ربوہ

الحی ینگکوہیوں کے مطابق سیدنا حضرت مرزا ابوالحسن محمد احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۳۷ء کو قادیان سے ہجرت فرمائی آپ پہلے چل پل اور پھر منیم ہوئے پھر جینٹ کے نزدیک جنر ۱۹۳۸ء میں ایک زمین خریدی جہاں دارالاحقر ربوہ آباد ہوا۔ حضور رضی اللہ عنہ نے ربوہ میں قادیان کی طرح تمام جماعتی ادارے شروع فرمائے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ینگکوہی کے مطابق قادیان کے ہشتی مقبرہ کی شاخص اور ملکوں میں بھی پھیلائی جائیں ربوہ میں بھی ہشتی مقبرہ بنایا چنانچہ ۱۹۳۹ء میں ہشتی مقبرہ ربوہ میں پہلی تدفین کر۔ فاطمہ بیگم صاحبہ زوجہ کرم چوہدری برکت علی صاحب وکیل المال تحریک جدید کی ہوئی اس طرح ہشتی مقبرہ ربوہ میں ہی سب سے پہلے موسیٰ حضرت بابا حسن محمد صاحب (ولادت ۱۸۷۰ء - بیعت ۱۸۹۷ء) آف او جلد ضلع امرتسر بھی مدفون ہیں حضرت بابا حسن محمد صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور آپ کو سب سے پہلے وصیت کرنے کی توفیق ملی ان کا وصیت نمبر درج ہے آپ کی وفات ۲۰ جولائی ۱۹۵۰ء کو ہوئی اور آپ بھی ہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہیں۔ حضرت مولوی رحمت علی صاحب سابق مسلمان و فیضی آپ کے فرزند تھے۔ آپ کی وفات ۲۷ اپریل ۱۹۳۹ء کو ہوئی بعد میں یہاں صحابہ حضرت مسیح موعود جو ہشتی مقبرہ کے قیام سے پہلے وفات پا گئے تھے اور امانتوں کے ان کی تدفین کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ چھوٹی چار دیواری والے قطعہ کا قیام حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہ کی وفات پر ۱۹۵۲ء کے بعد شروع ہوا اور اس کے اوپر قطعہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنایا گیا۔ جس میں سنگزدوں صحابی مدفون ہیں قطعہ صحابہ کے ساتھ قطعہ خاص بھی ہے جس میں سلسلہ کے نامور اور چوٹی کے علماء و سر بیان اور دیگر اہم شخصیات دفن ہیں۔

۹۹ کنال رقبہ پر مشتمل ہشتی مقبرہ ربوہ میں تقریباً نو ہزار مومنان کی قبریں ہیں۔

چار دیواری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے مزار بھی ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود کی ہشتر افراد کے پانچوں افراد یہاں دفن ہیں اور دوسرے بزرگان جو خاندان حضرت مسیح موعود سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی دفن ہیں۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی چار دیواری میں آبادی تین سو سے ہیں۔

روحانی تسکین کے ساتھ ساتھ حسن ترتیب اور ظاہری خوبصورتی کے لحاظ سے بھی ہشتی مقبرہ ربوہ زیارت مرکز پر آنے والے افراد کیلئے اہم مقام ہے۔

بیرون ممالک کے مومنان

بیرون ممالک میں مومنان کی بڑھتی ہوئی تعداد کی پیش نظر ۱۹۹۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہر دفن ممالک میں مقبرہ مومنان بنانے کی ہدایت فرمائی چنانچہ ہشتر ممالک میں مقبرہ مومنان قائم ہو چکے ہیں۔

یادگاری کتبہ

جو موسمی ہر دفن ممالک میں وفات پاتے ہیں ان میں سے پاکستانی شہریت یا پاکستانی نژاد مومنان کے یادگاری کتبات ہشتی مقبرہ ربوہ میں لگائے جاتے ہیں۔ جب کہ دیگر اقوام کے مومنان کے یادگاری کتبات ہشتی مقبرہ قادیان میں نصب کئے جاتے ہیں۔ پاکستان میں بھی جو مومنان کی قبر سے ہشتی مقبرہ میں دفن نہیں ہو سکے ان کے یادگاری کتبات ہشتی مقبرہ ربوہ میں ان کی قربانی کو زندہ رکھنے ہوئے ہیں۔

ایک یادگاری تحریر

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ (زوجہ مطہرہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) کے مزار کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی درج ذیل نصیحت آویزاں ہے۔

”جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اور دوسرے اہل بیعت کی نصیحتوں کو ہشتی مقبرہ قادیان میں لے جا کر دفن کریں چونکہ مقبرہ ہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے اہمام سے ہوا ہے اسی میں حضرت ام المومنین اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دفن کرنے کی ینگکوہی ہے اس لیے بات فرض کے طور پر ہے جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔“

(بحوالہ کتاب ربوہ دارالاحقر مولفہ: کیشن ملک خادم حسین صاحب مطبوعہ بارودم ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۱۹)

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

(تحدیث نبوی مسلم)

مفتاح: - ماؤرن شو کمپنی ۱۵/۸/۳۱ لورچٹ پور روڈ کلکتہ - ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD, CALCUTTA-700073

PH: 275475 RES: 273903

وصیت کرو

وصیت ہے اک آسمانی نظام
یہ جنت کے پانے کا ہے انتظام
چلے جاؤ اس کی طرف دوستو!
عطا دے رہا ہے امام ہمام
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو
یہ ہے قرب مولیٰ کا اک راستہ
غفران و رحمت کا یہ واسطہ
عمل کو ملے اس کے دم سے جلا
دلوں میں اترتا ہے نور خدا
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو
مسیح زماں کو بشارت ملی
وحی سے عطا یہ نشانی ہوئی
خدا کا ہے کیا یہ فضل و کرم
کلید اس کی جنت کی ہاتھ آگئی
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو
نہ گھبرائیں اس کی شرائط سے ہم
مٹا دے گا مولیٰ سبھی ہم و غم
نہائیں گے ہم ہر کون میں سدا
شب و روز برے گا ابر کرم
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو
(عطا العجب راشد لنول)

ہر خیر طلب کرنے اور شر سے بچنے کی ایک جامع دعا

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ
نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ
مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَآوَأْتَ الْمُسْتَغَانِ
وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ۔ (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے ان باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ چاہی۔ تو ہی ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ پس تیرے تک دعا کا پانچواں لازم ہے۔

اگر انصار توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں

(ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ وافرغ بڑے مورخ ۲۳ ستمبر ۲۰۰۳ء کے خطبہ جمعہ میں تمام)

افراد جماعت کو طلب کرتے ہوئے فرمایا:

☆ ایک مومن انسان تقویٰ کی راہوں پر چلنے والا اور خداوند انسان قرآن کریم کو پڑھتا، سمجھتا ہے، اور غور کرے گا اور اس پر عمل کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ اس ذریعہ سے ہدایت کے راستے بھی پاتا چلا جائے گا۔ اور تقویٰ پر بھی قائم ہوتا چلا جائے گا۔ تقویٰ میں ترقی کرتا چلا جائے گا، اور قرآن کریم کی ہدایت نہیں دینا اور آخرت دونوں میں کامیاب کرے گی۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور پیار کو بھی پانے والے بنو گے۔

☆ ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ یہ صرف دعویٰ تو نہیں، اور دیکھ کر وہ حقیقت میں قرآن کو عزت دیتا ہے؟ کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پانے کا جو قرآن کو عزت دے گا۔

☆ دنیا کے کاموں کیلئے تو وقت ہوتا ہے، لیکن سمجھنا تو ایک طرف رہا، اتنا بھی وقت نہیں ہوتا کہ ایک دور کو تلاوت ہی کر سکیں۔

☆ ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھیں اور اس کی تلاوت کی طرف توجہ دیں، پھر ترجمہ پڑھیں، پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر پڑھیں۔

☆ اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اسے بارے میں سوچنا چاہئے، کہ وہ احمدی تہذیب کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کرے کہ وہ احمدیہ سے دور تو نہیں جا رہا۔

☆ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے قرآن کریم کی برکت سے ملتا ہے۔

☆ پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں، اور خود بھی پڑھیں، ہر گھر سے تلاوت کی آواز آتی چاہئے، ہر گھر ترجمہ پڑھنے کی بھی کوششیں کریں، اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر انصار اللہ کو، کیونکہ میرے خیال میں خلافتِ ثالثہ کے دور میں ان کے ذریعہ کام لگایا گیا تھا، اسی لئے ان کے یہاں ایک قیادت اس کیلئے ہے جو ”تعلیم القرآن“ کہلاتی ہے۔ اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔

☆ قرآن کریم میں آیا ہے کہ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا ذَا الْقُرْآنِ اسْتَعِذْ بِاللَّهِ فَانْصُرْهُ هَذَا الْفُتُوَانِ فَيَنْصُرُوكَ ۚ (الفرقان ۳۱-۳۵) اور رسول کہے گا میرے رب بتیہ میری قوم نے اس قرآن کو ترک کر چھوڑا ہے، پس احمدیوں کو ہمیشہ فکر کرنی چاہئے۔ کیونکہ ماحول کا بھی اثر ہو جاتا ہے، دنیا دار بھی غالب آجاتی ہے، کوئی انجیل بھی لپیٹ لیا نہ رہے، جو کہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرتا ہو، کوئی احمدی ایمان نہ ہو جو اس کے احکام پر عمل نہ کرے، تو اللہ نہ کرے کہ کبھی کوئی احمدی اس آیت کے نیچے آجائے کہ اس نے قرآن کریم کو ترک کر چھوڑ دیا ہو پس اس کیلئے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جو کیا ہیں ہر ایک کو پانا پنا جائزہ لینا چاہئے۔ ہمارے اندر کوئی کمی تو نہیں، ہم قرآن کریم کو چھوڑ تو نہیں دیا؟ تلاوت باقاعدگی سے ہو رہی ہے یا نہیں ترجمہ پڑھنے کی کوششیں ہو رہی ہیں یا نہ؟

☆ اپنے آپ کو اپنی نسلوں کو بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف توجہ دیں۔ اس کو پڑھیں۔ اس کی تلاوت کریں۔ اس کے مطالب کی طرف بھی توجہ دیں۔

☆ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ انصار اللہ کے ذمہ خلافتِ ثالثہ میں یہ لگایا تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم، گورنر کونج کرے۔ قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دیں۔ گھروں کو بھی اس نور سے منور کریں۔ لیکن ابھی بھی جہاں تک میرا اندازہ ہے انصار میں بھی سرفہر قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر جائزہ لیں تو یہی صورت حال سامنے آئے گی۔ اور پھر یہ ہے کہ اس کا ترجمہ پڑھنے والے ہوں۔ آج انصار اللہ کا اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے۔ یہ بھی ان کے پروگرام میں ہونا چاہئے کہ اپنے گھروں میں خود بھی پڑھیں اور اپنی بیوی بچوں کی بھی نگرانی کریں۔ کہ وہ بھی اس پر عمل کرنے والے ہوں۔

نظارتِ تعلیم القرآن وقف عارضی سیدنا حضرت امیر المومنین نصرہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں تمام انصار مجاہدین سے گزارش کرتی ہے کہ وہ خود بھی قرآن مجید پڑھیں اور اپنے افراد خاندان کو بھی پڑھائیں اور قرآن مجید دوسروں کو پڑھانے کیلئے کم از کم اپنے دھتے ”وقف عارضی پروگرام“ کے تحت وقف کریں۔ کیوں کہ قرآن مجید پڑھنا بہت ثواب کا کام ہے۔ شاید یہ بہت جلد کا ذکر یہیں نہ جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ وافرغ نے مورخہ ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۳ء کے خطبہ جمعہ میں رمضان المبارک میں درس القرآن سننے کی تاکید فرمائی ہے۔ لہذا اگر آپ کی جماعت میں روزانہ درس القرآن کا انتظام نہیں ہے۔ تو اس کا فوراً انتظام فرمانے کی درخواست ہے۔ درس کا طریق یہ ہے کہ اپنے حالات کے مطابق پہلے کچھ حصہ

بقیہ صفحہ: 31

کے لئے ایک فوارہ کرم رحمت اللہ خان صاحب (صدر جماعت دہلی) نے تفضیل پیش کیا اس نئی اور فوارے کی تحصیل کے ساتھ ساتھ بخشی مقبرہ میں جانے کا راستہ جو پہلے نذر صاحب ٹیلر کے رہائشی مکان کے شمالی کونے کے سامنے اندر جانے کے لئے بنایا گیا تھا اسے تبدیل کر کے موجودہ شکل بنائی گئی۔ اب یہ راستہ محلِ صرا بادی مسجد سے آنے والی گلی کے سامنے سیدہ حجازہ کا گناہک جاتا ہے داخلے کے لئے خوبصورت گیٹ بنایا گیا ہے اور درمیان میں ایک چوک کی شکل میں موڑ دے کر مزار مبارک تک لے جایا گیا۔ اسی رستہ کے درمیان میں بخشی مقبرہ کی حدود میں داخل ہوتے ہی فوارہ لگا ہوا ہے۔

1934ء تک بخشی مقبرہ میں چھوٹی چار دیواری بھی نہیں تھی البتہ یہ وہ دینے کے لئے قطعہ 3 کے مغربی جانب ایک کمرہ جو دو تھا جس میں پہرہ داران ہر وقت پہرہ پڑھ رہے تھے۔ جب اترارنے اس وقت اس قسم کے احاطات کئے کہ کم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بنوا دی گئی بخشی مقبرہ کی ہر قسم کی گریں گے اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر چھوٹی چار دیواری (مزار مبارک والی) بنائی گئی، جس میں حضور اقدس اور خاندان کے افراد داخل کئے گئے بعد میں 1944ء میں جب حضرت سیدہ

مریم بیگم صاحبہ (ام طہار) کی وفات ہوئی اور حضرت مصلح موعودؑ کے مزار پر 40 دن لگا تا دوا کے لئے جاتے رہے تو آپ نے محسوس کیا کہ حضرت مولوی عبدالکرم سیالکوٹی جو بخشی مقبرہ میں دفن ہونے والے پہلے فرد تھے کی قبر اس چھوٹی چار دیواری کے باہر ہے تب حضور نے اس چار دیواری کی توسیع کا ارشاد فرمایا کہ اس حد تک توسیع کی جائے کہ حضرت مولوی صاحب کی قبر اس قطعہ میں ہے وہ چار دیواری میں آجائے اس وقت توسیع کی گئی تو 213 حصہ مزید شامل کیا گیا جو اس وقت سے اب تک اسی صورت پر قائم ہے۔

بخشی مقبرہ میں اس وقت 1625 سے زائد قبریں اور 1130 سے زائد یادگار کی کتبہ جات نصب ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دور خلافت میں سن 1990ء کے قریب جنوب مغربی جانب مزید توسیع کی گئی اس وقت کل ایریا باغ اور قبرستان کا 116 ایکڑ ہے۔ حصہ قبور ساڑھے چار ایکڑ ہے اور باغ کا ایریا ساڑھے گیارہ ایکڑ ہے۔ چار دیواری کا گیٹ بند رہتا ہے اور ضرورت پڑنے پر ہی کھولا جاتا ہے اور چوبیس گھنٹے پہرہ رہتا ہے۔ سال بھر قبروں اور بخشی مقبرہ کی زینائش و تزئین کا انتظام کیا جاتا ہے اور دنیا بھر سے لوگ سارا سال زیارت کے لئے تشریف لاتے رہتے ہیں۔ ☆ ☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
☆ قرآن کریم ایک ایسی غذا کی مانند ہے جو ہر طبقہ، ہر مہراجہ کے مناسب حال ہے اور ہر ایک اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔
(ملفوظات جلد ۵ جدید ایڈیشن صفحہ ۱۱۷۷)
(مرسلہ: ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد، تعلیم القرآن وقف عارضی)

خود محنت کرنی چاہئے اور نتیجہ خدا پر چھوڑ دینا چاہئے
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
”بعض لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ فلاں آدمی کے پاس ہماری سفارش کر دو۔ میں سفارش کو ایسا برا سمجھتا ہوں گویا یہ موت ہے۔ مگر پھر بھی اس خیال سے کہ وہ یہ کہیں کہ ہمارا کوئی خیال نہیں رکھتا جاتا تو کہہ دیتا ہوں مگر اسے نہایت پسند کرتا ہوں۔ ایسے لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سے روپیہ تو نہ مانگا جائے لیکن چیز مانگی لی جائے کوئی شخص یہ تو نہیں کہتا کہ فلاں سے مجھے سو روپے لے دو لیکن یہ کہہ دیتے ہیں کہ کام کرو اور ہمارا مالک یہ بھی سوال ہی ہے۔
پس خود محنت کرنی چاہئے اور نتیجہ خدا پر چھوڑ دینا چاہئے۔ ہاں اگر کسی سے خود کوئی سلوک کیا ہو تو پھر اس سے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جس سے کوئی تعلق نہ ہو، باہمی لین دین نہ ہو، اسے خواہ مخواہ تکلیف دینا فضول ہے۔ مومن کو متوکل ہونا چاہئے۔ اعمال میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور دوسرے کا دست گرنے نہیں دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ اپنے فضل سے سامان پیدا کرے۔“
(خطبات محمود جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۲)

ناظرہ قرآن کی تلاوت کر لی جائے اور پھر تفسیر صغریٰ یا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن سے ترجمہ تفسیر پڑھ کر سنائی جائے۔
اس تعلق سے پورے رمضان کے بعد نظارتِ تعلیم القرآن وقف عارضی کو بھجوا دیں۔ (۱۶۷۱ م لکھنؤ تعالیٰ)
(نظارتِ تعلیم القرآن وقف عارضی قادیان)

محترم بی ایم کوپا صاحب

بہر نہایت دکھ اور غم سے سمجھتی تھی کہ جماعت احمدیہ کی ایک دیرینہ اور مخلص و لائق خادم محترم بی ایم کوپا صاحب (محمد کوپا) صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ کورواؤں اور صوبائی ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کیرلا اور ممبر انجمن تحریک جدید قادیان مورخہ 6 نومبر بروز ہفتہ صبح کے وقت اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مورخہ 5 نومبر 2004ء بعد افطاری آپ کے قلب پر شہیدہ جملہ ہوائی طور پر آپ کو پرائیویٹ ہسپتال میں داخل کروایا گیا وہاں دوسرے دن صبح آپ کی وفات ہوئی آپ پچھلے دس سال سے کیرلا مجلس انصار اللہ کے ناظم اعلیٰ کے عہد پر فائز تھے۔ اس ضمن میں آپ کی وفات کیرلا کے طول و عرض میں پچھلی ہوئی جماعتوں کا دورہ فرماتے رہے جس کے نتیجہ میں انصار اللہ کیرلا میں غیر معمولی بیداری پیدا ہوئی اور ایک نئی روح اُن میں پھونکی گئی آپ کے اس حسن کارکردگی پر کئی دفعہ قادیان میں منعقدہ مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماعوں میں آپ خصوصی انعام کے مستحق قرار دیئے گئے تھے۔ اسی طرح آپ کی دفعہ جماعت احمدیہ کورواؤں کے صدر کے طور پر نمایاں خدمات نبھاتے رہے مرحوم BRB آنسٹ پرینک پرپلس کے مالک تھے آپ کی کتابوں کے مصنف اور مترجم تھے خدا تعالیٰ نے آپ کے قلم کو بہت زور و جاذبیت اور دلالت بخشی تھی۔ پچھلے پانچ سال سے سنیہ مزم سے نام سے ایک ماہ نامہ رسالہ آپ نے جاری فرمایا انکی ایجن اور غیروں میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ کے مضامین بہت حقوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ اس سے قبل دو تین دفعہ جماعت احمدیہ کیرلا کے آرگن ماہ نامہ سنیہ مزم کے ایڈیٹر کے فرائض آپ نہایت حسن و خوبی سے سرانجام دیتے رہے تھے۔

آپ بہت اچھے مقرر بھی تھے۔ اور بہت اچھے منتظم بھی تھے۔ آپ مرکز کے تمام عہدیداران اور تمام مبلغین و معلمین کے ساتھ بہت احترام و عزت کے ساتھ ہمیشہ پیش آتے رہے۔ 1963ء سے خاکسار کے ساتھ نہایت ہی خلوصانہ اور دوستانہ مراسم تھے وفات سے ایک روز قبل خاکسار کے ساتھ بذریعہ ٹیلیفون جماعتی امور کے بارے میں طویل گفتگو ہوئی تھی۔

آپ کے سانحہ ارتحال سے جماعت احمدیہ کیرلا بہت بڑا نقصان اور غلا پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس نقصان کی خفائی بخش اپنے فضل سے فرمائے آمین۔

مرحوم بہت ہر طرح سے ہر ایک احمدی کے دل میں آپ کے متعلق بہت عزت و احترام کے جذبات تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفات کی خبر سننے ہی کیرلا کی کم و بیش تمام جماعتوں سے سینکڑوں کی تعداد میں احباب و دستورات تشریف لائے تھے۔ مورخہ 6 نومبر اڑھائی بجے بعد دوپہر خاکسار نے نماز جنازہ پڑھائی اس وقت ایک جم غفیر موجود تھا اس کے بعد احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں لائی گئی۔

آپ کی وفات کی خبر مالا مال ہر بارے میں شائع ہونے والے کم و بیش تمام اخبارات میں تصویر کے ساتھ شائع ہوئی مرحوم اپنے پیچھے سوگوار اور اہلہ کے علاوہ چھ لڑکے یادگار چھوڑے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس عطا فرمائے اور کیرلا کی جماعت احمدیہ کو تمام اہل اہل عطا فرمائے اور تمام اوجھن کو سبیل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اُن سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ (محمد عرفان چانچ کیرلا)

پاک صدقہ کی قبولیت

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی پاک کمانی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دس گنا ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔ اور پھر اس صدقہ کرنے والے کے لئے اسے بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی چھوٹے بچہ کے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ کھجور پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔

(اصحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب الصدقۃ من کسب طیب)

شریف جیلڈرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

0092-4524-214750 ریڈیو رڈ

0092-4524-212515 اقصی رڈ روبرو پاکستان

روایتی
زیورات
جدید فیشن
کے ساتھ

قرارداد تحریک منجانب دفتر تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان

بروفات محترم بی ایم کوپا صاحب ممبر تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان

مورخہ 04-11-06 کو سچہ بذریعہ فون کیرلا سے انسواک اطلاع کی کہ محترم بی ایم کوپا صاحب ممبر تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان اچانک ہارٹ میل ہو جانے سے ساڑھے چھ بجے بقضاء الہی وفات پائے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نہایت ہی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ نیک فطرت صوم و صلوة کے پابند اور مرکز کی تمام گان کا بہت احترام کرتے تھے۔ خلیفہ وقت کی طرف سے جاری ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے تھے۔ مرحوم BRB Printing Press چلاتے تھے جس میں زیادہ تر جماعتی کتب اور کیرلا سے شائع ہونے والے جماعتی رسائل جات وغیرہ چھپا کرتے تھے۔

مرحوم کیرلا میں مجلس انصار اللہ کے ناظم کے عہد پر فائز ہونے کے بعد مجلس انصار اللہ کیرلا کی طرف سے شائع ہونے والے رسالہ سنیہ مزم کے ایڈیٹر اور منیجر کی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ تحریک اور تقریر کے ذریعہ بھی جماعتی خدمات کا موقع ملتا رہا۔ اسی سال سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت کے موقع پر قادیان بھی تشریف لائے اور حسن کارکردگی کے انعامات حاصل کئے۔ کانوار ناؤں کے کچھ عمر صدر جماعت بھی رہے۔ مرحوم کی عمر وقت وفات 64 سال تھی۔ اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ جس میں تین بچے شادی شدہ ہیں۔

موصوف چونکہ تحریک جدید انجمن احمدیہ کے ممبر تھے اس لئے ممبران مجلس تحریک جدید کو موصوف کی اچانک وفات پر دلی صدمہ پہنچا ہے۔ مجلس کے مجلس ممبران ان کی اس اچانک وفات پر ان کی اہلیہ اور بچوں اور دیگر پسماندگان سے دلی تفریق کا اظہار کرتی ہے۔ اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا کرے اور تمام پسماندگان کو سبیل جیل عطا کرے۔ اس قرارداد تحریک کی نقول مرحوم کی اہلیہ اور بیٹوں کو نیز جماعتی اخبارات و رسائل کو دی گئی۔

زعماء کرام مجلس انصار اللہ متوجہ ہوں

سرگلابات

امتحان دینی نصاب ۶ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۶ انعامی مقالہ نویسی مجلس انصار اللہ بھارت برائے سال 2005

امتحان مورخہ 16 جولائی بروز اتوار ہوگا

نصاب کی تفصیل درج ذیل ہے

- ☆ قرآن مجید ہاتھ پارہ وَاذْا نَسْمِعُوْا سورة الانعام آیت نمبر 102 تا آخر
- ☆ کتاب الوصیت مکمل (تصنیف سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)
- ☆ دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ 55 تا صفحہ 103

علاوہ انزس اسامی دو ماہی مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفصیل درج ذیل ہے	
جنوری فروری 2005	توضیح مرام
مارچ اپریل	کشتی نوح
مئی جون	پیغام صلح
جولائی اگست	الوصیت
ستمبر اکتوبر	انفاق قدسیہ
نومبر دسمبر	ضرورت الامام

انعامی مقالہ: اراکین انصار اللہ بھارت میں مضمون نویسی کا شوق پیدا کرنے کے لئے گزشتہ سال انعامی مقالہ نویسی کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ اس سال انعامی مقالہ کا عنوان "نظام وصیت اور ہماری ذمہ داریاں" بھیج دیا گیا ہے۔ انصار حضرات مذکورہ عنوان پر کم از کم پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل مقالہ تحریر کر کے 31 اگست تک دفتر انصار اللہ بھجوادیں۔ انعام اول 1000 روپے۔ انعام دوم 700 روپے۔ انعام سوم 500 روپے۔

نبوت: زعماء کرام اس کے مطابق اپنی مجلس کے انصار کو دینی امتحان مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مضمون نویسی کی طرف توجہ دلائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ انصار کا امتحان میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

ذیل میں ان فارموں کے نمونے دئے جا رہے ہیں جو وصیت کرتے وقت موصی/اموصیہ کو بکھرنے ہوتے ہیں یہ فارم دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کی طرف سے مہیا کئے جاتے ہیں وصیت کرنے سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصنیف فرمودہ رسالہ ”الوصیت“ اور دفتری ہدایات بغور پڑھ لینی چاہئیں (ادارہ)

تصدق

میں آکر چاند اور
روح و حسیت

ہاں! یہ سب کو خبر سے کچھ عارف مشورہ کی اوصیاء ہو رہی ہیں۔ اگر تکیا کا یہ رجحان کس حد تک دور کو گھمبیر جائے گا یہ ابھی ہر لحاظ سے

مسیر
ولادت و پخت
نزد جد و پادشاه
سازگار
چارخوبیست

[illegible]

شہر دی آہی گی۔ (سلاطین کا قلعہ ص ۲۲۲ء ۱۹۱۸ء سنیت)

سیر ٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)

J. K. JEWELLERS
KASHMIR JEWELLERS
Shivala Chowk Qadian (INDIA)

چاندی و سونے کی انگوٹیاں
خاص احمدی احباب کیلئے



جے کے جیولرز
کشمیر جیولرز

Mfrs & Suppliers of :
GOLD & DIAMOND
JEWELLERY
Lucky Stones are Available hear

Ph. 01872-221672, (S) 220260 (R) Mobile: 9814758900 E-mail:
kashmirstones@yahoo.co.in

هفت روزہ مدرقا دمان

ای طرح موسیٰ کی عظمت شان بیان کرتے ہوئے حضور رحمد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

”میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے ذریعہ ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ موسیٰ حقیقتاً ہی ہوتا ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں اس کے فضل و کرم کی رحمت اور اس کے احسان کی وجہ سے اس نے نازل ہوئی ہیں کہ اس شخص نے اپنی گردن گائیہ قرآن کریم کے گواہ کیے ہوئے ہیں۔ اپنے پروردہ ایک موت وارد کرتا ہے اور خدا میں ہو کر ایک نئی زندگی پاتا ہے اور اس کی زندگی زندہ تصویر ہوتا ہے کہ ”الْحَيُّ الَّذِي فِي الْقُرْآنِ“ (خطبہ جمعہ ۲۵ مئی ۱۹۶۶ء) پس یہ عظیم الشان نظام اس لحاظ سے دنیا میں مندرجہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے دنیا میں ایک ایسے اسلامی اقتصادی نظام قائم کیا جائے گا جس سے ہر فرد بشر کی ضرورت کو پورا کیا جائے گا اور اس میں شامل ہونے والے خوش نصیب موصیان قرآن مجید کی بے انتہا خوبیوں سے آراستہ ہو کر روحانیت کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج طے کرتے چلے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بے انتہا فضل و احسان ہوا کہ اس نے ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ابیہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے دوبارہ ہمیں اس طرف متوجہ فرمایا کہ ہم جو حق اور حق الابرار کا نظام سے جلد از جلد منسلک ہوں۔ یہ وہی صدائے ربانی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں خدا تعالیٰ سے اعلان پانے کے بعد نظام وصیت کو قائم کرتے ہوئے دی تھی۔

بتفطرون منه وتنشق الارض وتخر الجبال هد (حرمیم ۸۹-۱۹) اور وہ کہتے ہیں رحمن نے جٹا اپنایا ہے۔ یقیناً تم ایک بہت پیروہ بات بنا لائے ہو۔ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شبنم ہو جائے اور پہاڑ لرزے ہوئے گریزیں۔ اس عقیدہ کے اشتہار کو روکنے کیلئے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ کسی نظام کے قیام کی ضرورت تھی جو اللہ تعالیٰ نے نظام وصیت کے ذریعہ قائم فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے ”رسالہ الوصیت“ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کر کے الوصیت مسیح کے عقیدہ کا رد بظاہر فرمایا آپ نے فرمایا۔

”عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے وفات دے دی جیسا کہ خدا تعالیٰ کی صاف اور صریح آیت فلسفاً تو فیتنی کنت انت الرقیب علیہم اس پر شاہد ہے“ (صفحہ ۱۵)

پھر آپ دعا کی مضمونوں کو ناکام بنا تے ہوئے رسالہ الوصیت میں ہی اعلان فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رنجوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کالیشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں تو حید کی طرف

اور پھر ۱۹۳۲ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی ہر معارف تقریر میں دہرائی کہ جس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہ تقریریں خدا تعالیٰ کے القاء سے کر رہا ہوں۔

خلیفہ وقت کی تحریک الہی تحریک ہوا کرتی ہے

در حقیقت خلیفہ وقت کی تحریک الہی بابرکت اور خدا کی تحریک ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ جب بھی کوئی تحریک جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کے دل میں ڈالتا ہے تو اس کے متعلق آپ کو پوری طرح مطمئن ہونا چاہئے کہ ضرور کوئی الہی اشارہ ایسے ہیں جو مستقبل کی خوش آمد آتوں کا پتہ دے رہے ہیں۔ اور وہ تحریک جو بظاہر معمولی سی آواز سے اُٹھتی نظر آتی ہے ایک عظیم الشان عمارت میں تعمیر ہو جاتی ہے۔ جس تحریک میں آپ اس لئے حصہ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ مسیح موعود کے خلیفہ کی تحریک ہے اس میں عظیم الشان برکتیں پڑیں گی جو آپ کے تصور سے بھی بالا ہوں گی۔“ (ماہنامہ خالدار بولہ جون ۱۹۸۶ء صفحہ ۲۱)

پس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام عالم احمدیت کو اپنے پیارے امام کی اس بابرکت تحریک پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے جوق در جوق اس عظیم الشان الہی نظام کا حصہ بنتے چلے جائے کی تو فیض عطا فرمائے۔ آمین

کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا“ (صفحہ ۹)

اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلانے اور تبلیغ اسلام کیلئے دیگر ذرائع و اخراجات کی بھی ضرورت تھی چنانچہ اس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (رسالہ الوصیت میں اعلان فرمایا:

”تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفن ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد رسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام قرآن میں خراج ہوگا“ (صفحہ ۲۲)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام وصیت کے ذریعہ قائم کردہ انتظام کے تحت اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن کا ایسا وسیع نظام قائم ہوا جس نے دنیا کی بہت بڑی تعداد کو خدا کا حقیقی پیغمبر بنا دیا۔ اور یہ انیت کے غلط عقائد کو چھیلنے سے بڑی حد تک روک دیا۔ اور دجال منصوبوں کو ناکام بنا دیا۔ جو یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور وہ دونوں نہیں جب کہ نظام وصیت کا عظیم مقصد پورا ہوگا اور تمام مسیح فطرت لوگ دین واحد پر جمع ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

شروع ہوا۔ یہاں میں ۱۹۱۹ء میں شامل ہوئے لیکن ان کا غمزدہ دماغ کچھ نہ پاؤ جو اس کے معذور تھے ایک چھوٹی سی کھڑکی میں پڑے رہتے تھے اور کوئی آمد سوائے دست غیب کے نہیں تھی لیکن آپ نے ۱۹۰۱ء سے چندہ لیتا شروع کیا اور نہ صرف ساری زندگی ادا کیا بلکہ آئندہ سالوں کا بھی چندہ دیتے رہے۔ اور ۱۹۹۰ء تک کا چندہ وصیت ادا کر دیا جبکہ ان کی وفات ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔ محترم چوہدری فیض احمد صاحب سبکداری نے اس تعلق سے انکا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”گویا وہ صوری زبان میں کھد ہا ہے کہ کاش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے وقت اولین بیعت کنندگان میں ہوتا۔ اور کاش میں ۱۹۹۱ء تک زندگی پا کر اسلام کی خدمت کر سکتا۔

سوال یہ نہیں ہے کہ سرخوش الدین صاحب کے چندہ کی مقدار کیا تھی۔ کیونکہ ایک معذور فقیر نے نوا دے گا بھی کیا کچھ۔ مگر سوال اس جذبہ کا ہے جو اس مجلس انسان کے دل میں بے قرار تھا۔ اس نے اپنی ساری زندگی ایک چھوٹے سے کتب خانہ میں گزار دی اور ان تہائی کی طویل گزشتوں میں اگر سو چنار ہا تو بھی کہہ دیتی دانی معذوری کے باوجود اسلام کی کیا

دوسروں سے۔ بالفضل یہ چندہ اخویم کریم مولوی نور الدین صاحب کے پاس آتا چاہے لیکن اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن چاہئے کہ ایسی آمدنی کا وسیع جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا۔ اخلاک اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح حساب سمجھیں خرچ کریں۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفن ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد رسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خراج ہوگا۔ اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد ہے گی اور وہ ہا ہی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کیلئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کیلئے ایسے مالی بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کے قائل از وقت سے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پانے ہوں گے اور جب ایک گروہ جو منکسر اس کام کا ہے فوت ہو جائے گا تو وہ لوگ جو ان کے جانشین ہوں گے ان کا بھی یہی فرض ہوگا کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بنجالاویں۔ ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں اور فاقوں کو بھی حق ہوگا جو کافی طور پر جو وہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ اور چاہے ہوگا کہ ان اموال کو بطور تجارت کے ترقی دی جائے۔ یہ بہت خیال کر کہ صرف دو دراز قیاس باقی ہیں۔ بلکہ یہ اس قادر کارارادہ سے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال مسیح کیوں کر ہوں گے اور انکی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمان داری کے جوش سے یہ مرانہ کا دکھائے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر کھو کر نہ کھادیں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔ سوئیں زحاکر تباہوں کا یہاں میں بیٹھنا سلسلہ کو تھکا آتے رہیں جو خدا کیلئے کام کریں۔ ہاں چاہے ہوگا کہ جن کا کچھ کدہ نہ ہو ان کو بطور مدد خرچ اس میں سے دیا جائے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والی وقتی اور دھرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو چاہے اور صاف مسلمان ہو۔

(۴) ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کیلئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔

(الوصیت صفحہ ۲۳-۱۸)

خدمت کر سکتا ہے وہ چلی نہیں سکتا تھا۔ پہلو تک نہیں بدل سکتا تھا۔ اس کی زبان میں بھی لکنت تھی لیکن اس کا دل متحرک تھا خدمت اسلام کے جذبہ کیلئے۔

(وہ پھول جو مرجھا گیا صفحہ ۹۱-۹۲)

الحمد للہ کہ تمام موسیٰ احباب و دو تین ماہی قربانیوں کے عظیم نمونے قائم کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ اے مسیحی اسی طرح اور اس سے بڑھ کر قربانیاں کرنے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ابیہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظام وصیت میں شامل ہونے کے تعلق سے احباب جماعت سے جن توفقات کا اظہار فرمایا ہے ان توفقات کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان دعائیہ الفاظ پر مضمون کو ختم کرتا ہوں جو حضور نے وصیت کے نظام کے تعلق سے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمائے ہیں۔

”بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کام میں ہر ایک شخص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور طاقتور بنائے کرے۔ آمین۔

(رسالہ الوصیت صفحہ ۲۳-۲۲ مطبوعہ جولائی ۱۹۶۱ء) ☆☆☆

جلد وصیت کرو

”بس تم جلد سے جلد وصیت کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا اُٹھائے لگے اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارک باد دیتا ہوں۔ جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور جس دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جڑا بھیجی تک اس نظام میں شامل نہیں ہونے تو فیض دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لیں۔ دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں۔ اور دنیا اس نظام سے بے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آرزو سے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ ہستی جس کو روہ کہا جاتا تھا جسے جہالت کی قہر لہا جاتا تھا اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا جس نے ساری دنیا کے دکھوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب اور چھوٹے اور بڑے کو محبت اور اراد اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا کی۔“

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ
وہ احباب و مستورات جو بھی تک الہی نظام وصیت میں شامل نہیں ہوئے ان سے عاجز اندر درخواست ہے اس میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنیں اور اس کی فیوض و برکات سے مستفیع ہوں۔ آمین۔
(سکریٹری مجلس کارپردازی ہشتی مقبرہ قادیان)

تحریک جدید نظام وصیت کا پیش رو ہے

اس کے دفتر پنجم کا تاریخ ساز اجراء

ہمارے پیارے حضور سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۱-۱۰-۵۰ کے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے سال نو کے آغاز کا اعلان فرمادیا ہے۔ آپ نے دفتر اول کے ۱۷ ویں دسم کے ۶۱ ویں ہومنگ کے ۳۰ ویں دفتر چہارم کے ۲۰ ویں اور دفتر پنجم کے پہلے سال کا بابرکت اعلان فرمایا۔ دفتر پنجم کے تاریخ ساز اجراء کے اعلان کے ساتھ آپ نے اس میں نو مباحثیں، واقفین نو بچوں اور ہر پیدائش والے بچہ کو خصوصاً شامل کرنے کا ارشاد فرمایا نیز آپ نے فرمایا کہ تحریک جدید نظام وصیت کیلئے پیش رو کی حیثیت رکھتا ہے۔ احباب جماعت، مستورات، بچکانے، درخواست ہے کہ وہ اس بابرکت تحریک میں بھرپور حصہ لیں اور اپنے روحانی قربانیوں کو بھی ان کی طرف سے چندہ وا کر کے جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ خیر۔
(وکیل الایضی تحریک جدید قادیان)



دیکھو گا میں ایک دن پھر اس کا اچھا حال بھی جو پتا تھا واسطے میرے کھلا جنجال بھی سبز بانوں کو دکھا کر وہ بناتے ہیں اسیر ڈالتے ہیں بھولے لوگوں پر وہ اپنا جال بھی ساری دنیا کو غلامی میں ہے بانوہا جس نے آج یہ وہی طالت ہے جس کو کہتے ہیں دجال بھی درد کے قصے نہ ہر اک کو سناؤ میرے یار درد بس اس کو سنا جانے جو دل کا حال بھی شکر کر مومن خدا کا تھ کو حاصل ہے نصیر وہ ہے اک مرد خدا بنتا ہے تیری ڈھال بھی (خواجہ عبداللہ بن اوسلو - ناروے)

ولادت اور درخواست دعا

خاکسار کی بھانجی عزیزہ طاہرہ نیلو فرامیہ عقان عبداللہ آف لڈلہ لٹیا امریکہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے رخصت ۲۳ نومبر ۲۰۰۳ء کو پہلے لڑکے سے نوازا ہے۔ نومولود کرم طاہرہ عبداللہ باگورا آف امریکہ کا پوتا اور کرم ایوب احمد حب ظہیر آف اسلام آباد پاکستان کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح خادم بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ خاکسار اپنی جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ (قاضی شاہد قادیان)

نویت جیولرز

NAVNEET JEWELLERS

اللہ سبحانہ و تعالیٰ

Manufacturers of:

All Kinds of Gold and Silver Ornaments

احمدیہ بھائیوں کیلئے خاص تحفہ یہاں

چاندی دوسونے کی انگوٹھیاں بھی دستیاب ہیں

Main Bazar Qadian (Pb.) Ph. (S) 220489 (R) 220233

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA INTERNATIONAL

The First Islamic Digital Satellite Channel

NOW ON ASIA SAT 3S FOR ASIA MIDDLE EAST AND FAR EAST

SATELLITE POSITION	Asia sat 3S
FREQUENCY	105.5 Deg. East
MIN DISH SIZE	3760 MHz
POLARISATION	1.8 Metre
SYMBOL RATE	Horizontal
FEC	2600Mbps
VIDEO PID	7/8
MAIN AUDIO PID	Auto
ENGLISH / URDU	Auto

Broadcasting Round The Clock	
AUDIO FREQUENCY	
URDU	FRENCH
ENGLISH	TURKISH
ARABIC	INDONESIAN
BENGALI	RUSSIAN
e-mail info@alislam.org	



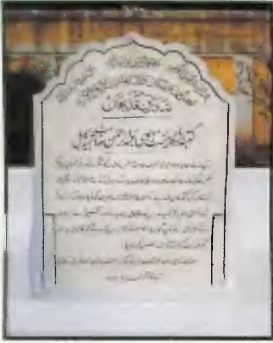
مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل ڈیجیٹل سروس

آپ کو یہ جان کر خوش ہو گی کہ اب آپ کا پسندیدہ ٹی وی چینل مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل ڈیجیٹل ہو چکا ہے۔ الحمد للہ۔ اگر آپ اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔ چاہے اگر آپ موجودہ فاشی سے بھرپور ٹی وی چینل سے فحار بنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی و روحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل ڈیجیٹل سروس ہی دیکھیں۔ اس میں امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس کے خطبات جمعہ اور وقت نو بچوں کے ساتھ آپ کی علمی و روحانی کلاسز، گفتگو اور رشتان وقت نو کے نام سے نشر ہوتی ہیں جبکہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی سابقہ بقاعدہ کی سے نشر ہو رہے ہیں۔ ان کے علاوہ زبانیں سکھانے، کمپیوٹر ایپلیکیشنز، ان کے علاوہ روزہ بدر، البشری اور جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Internet پر دیکھ سکتے ہیں۔ اور ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں نوٹ: ایم ٹی ای کے جملہ نشریات کا پی رائٹ قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلاف قانون ہے۔

MTA International, P.O. Box 12926, London SW 18 4ZN
Tel: 44-181 870 0922 Fax: 44 - 181 874 8344
Website: http: www.alislam.org/mta

MTA QADIAN
Mohalla Ahmadiyya Qadian -143516
Ph: 01872-220749 Fax: 01872 - 220105

قطعه خاص میں مدفون بعض مبارک صحابہ



کتبہ حضرت مولوی عبدالرحمن شہید کا مائل



کتبہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید



مزار حضرت زما مبارک احمد صاحب اجڑا حضرت اقدس کا موقوف



مزار حضرت مولانا عبدالکریم صاحب ساکونی آپ سب سے پہلے بستی مقبرہ میں دفن ہوئے۔



مزار حضرت میر محمد اسحاق صاحب برادر بھتی حضرت کا موقوف



مزار حضرت میر محمد اسماعیل صاحب برادر بھتی حضرت کا موقوف



مزار حضرت ثانی اماں جان سیدہ بیگم صاحبہ خوشدامن حضرت کا موقوف



مزار مبارک حضرت میر ناصر نواب صاحب شہر حضرت کا موقوف



مزار حضرت ام طاہرہ حرم حضرت غلام علی صاحب اٹائی



مزار حضرت استانی صاحبہ حرم حضرت غلام علی صاحب اٹائی



مزار حضرت ادب محمد علی خان صاحب دادا حضرت کا موقوف



مزار حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کلف حضرت کا موقوف



قطعه درویشان کا ایک منظر



قبر بستی مقبرہ کا ایک منظر



کتبہ حضرت مولانا صاحب مولانا نواز خان صاحب مدد غرض میں مولانا حضرت امجد علی صاحب صاحب کراڑ کریم آباد ہوئے۔

سینئر آفیسر فی فی لوہار ڈائریکٹر جنرل آف پولیس صوبہ بہار ڈائریکٹر کرم عقل احمد صاحب بہار نیچوری سرکل انچارج شولا پور اسلامی لٹریچر پیش کرتے ہوئے۔